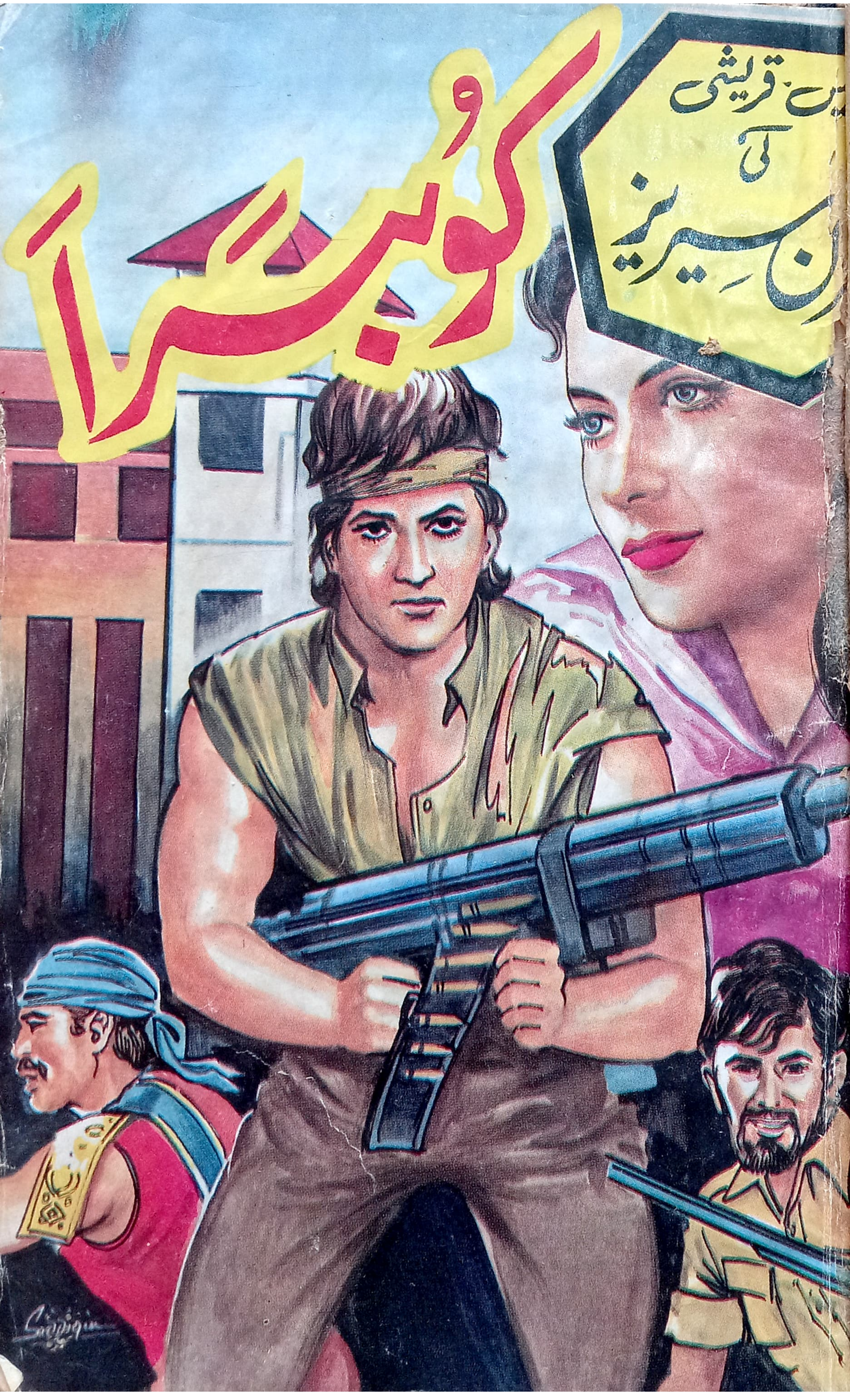

قریشی
کی
سیریز
کوبرا

جب زندگی تھک جاتی ہے اور لمحے سست پڑ جاتے ہیں تو ماحول میں گھٹن کا احساس شروع ہو جاتا ہے

ایسے ہی تھکے تھکے سے اور بوجھل لمحات کے لیے اکسیر، عمران کا ایک قہقہہ بار کارنامہ

عمران سیریز ۱۷۵

مکمل ناول

کوبرا

مصنف

ایس قریشی

قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۱۵/=

پندرہ روپے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

○

○

○

فضلی سنز آفسٹ پریس کراچی میں چھپ کر شائع ہوئی۔

○

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی ۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۱۳۳ لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

اپنی باتیں:-

کوبرا پیش خدمت ہے۔

سنسنی اور سسپنس سے بھرپور اس کہانی کو پڑھتے ہوئے آپ اس میں نیاپن بھی محسوس کریں گے اور دلوں کی دھڑکن بڑھانے والا ایکشن بھی پائیں گے۔ اعصاب شکن ایکشن اسلئے نہیں ملے گا کہ جب اعصاب ہی شکستہ ہو جائیں گے تو آدمی صرف پاگل خانے پہنچائے جانے کے قابل رہ جاتا ہے کہانی پڑھنے کے قابل نہیں۔

آپ لوگوں کو میری کہانیاں دیر سے ملنے کی شکایت ہے ایسا بے پناہ بڑھتے ہوئے ڈاک خرچ کی وجہ سے ہے۔ اب نئے پروگرام کے تحت آپ ہر دو ماہ میں میری چار کہانیاں پڑھ سکیں گے یعنی ہر دوسرے ماہ چار ناول اکٹھے شائع ہوا کریں گے اب آپ کوبرا پڑھیں اور اجازت دیں۔

والسلام

اشتیاق قریشی

وہ ایک تیز چیخ کی آواز تھی جسے سن کر عمران کی آنکھ کھلی تھی چند لمحے وہ بستر پر ہی پڑا یہ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا کہ چیخ کی آواز اس کا واہمہ ہے یا واقعی اسنے کوئی چیخ سنی ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس بات کا اپنے طور پر کوئی فیصلہ کرتا۔

چیخ کی آواز دوبارہ سنائی دی اور عمران اچھل کر بستر پر اُٹھ بیٹھا آواز سلیمان کی تھی اور وہ بڑے ہذیانی انداز میں چیخا تھا عمران نے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھا صبح کے سات بجے تھے اور یہ وقت اسکے پڑوسیوں کے بھی سونے کا تھا۔

کیونکہ سردیوں کے دن تھے اور موسم گلابی جاڑوں سے نکل کر ٹھٹھرتی سردی کی حد میں داخل ہو گیا تھا۔

چیخ کی آواز تیسری مرتبہ سنائی دی اور اس مرتبہ اسکی آواز کے ساتھ ہی گلرخ کی سہمی سہمی آواز بھی شامل تھی۔

"سلیمان"، عمران بستر پر بیٹھے بیٹھے چلایا۔ ابے صبح ہی صبح کیوں چیخ چلا رہا ہے کوئی مصیبت آگئی ہے کیا۔؟

"صاحب مصیبت ہی ہے" سلیمان کی وحشت زدہ آواز آئی، اور عمران آنکھیں پٹ پٹا کر بولا۔

"کیسی مصیبت پیارے۔؟

"آپ کو نہیں پتہ صاحب۔؟

"پتہ ہوتا تو تجھ سے کیوں پوچھتا" عمران نے کہا۔ ویسے اصل مصیبت تو تیرے ساتھ ہی تین بول پڑھ کر رہنے لگی ہے"

"یہاں مصیبت میں مبتلا ہیں صاحب اور آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے" سلیمان کی روتی سی آواز آئی۔

"ارے میری ماں" دفعتاً گلرخ کی چیخ سے ملتی جلتی آواز سنائی دی اور عمران حیرت سے پلکیں جھپکانے لگا اسکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور یہ لوگ کیوں چیخ چلا رہے ہیں کیوں ڈرے اور سہمے ہوتے ہیں۔

"ابے بول نا کیا مصیبت آپڑی ہے تم پر۔؟ عمران چلایا۔

"مصیبت ایک نہیں ایک ہزار ہیں صاحب" سلیمان نے اپنے کمرے ہی سے چلا کر جواب دیا تھا۔

"تو منہ سے تو پھوٹ کیا بات ہے۔؟

"صاحب آپ خود آ کر دیکھ لیجئے۔" سلیمان کی آواز آئی۔

"ابے تیرے پیروں میں کیا مہندی لگی ہوتی ہے جو تو خود نہیں آ سکتا۔ بول۔" عمران غرا کر بولا۔

"مہندی ہی سمجھ لیجئے صاحب۔" سلیمان کی آواز آئی۔

عمران نے پھر حیرت سے پلکیں جھپکائیں کیونکہ سلیمان اس قسم کے جواب کبھی نہیں دیا کرتا تھا نجانے کیا بات تھی۔

"ٹھہر تو سلیمان کے بچے ابھی بتاتا ہوں۔" عمران غرایا پھر اس نے بستر پر مڑ کر پیر فرش کی طرف بڑھانے ہی چاہے تھے کہ بری طرح سے چونک پڑا۔ پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر فرش کو دیکھنے لگا جہاں درجنوں کی تعداد میں سانپ رینگ رہے تھے۔

چھوٹے بڑے مختلف رنگ اور نسل کے سانپ کمرے کے فرش پر سرسراتے پھر رہے تھے اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جو کسی خطرناک اور زہریلی نسل سے نہ ہوتا۔ عمران کے ہوش و حواس ٹھکانے آگئے ساتھ ہی سلیمان اور گلرخ کے چیخنے کی وجہ بھی۔

یقیناً ان کے کمرے میں بھی ایسے ہی سانپ فرش پر سرسرا رہے ہونگے یہی غنیمت تھا کہ کوئی سانپ بستر پر نہیں چڑھا تھا۔

اگر ایسا ہو جاتا اور ایک بھی سانپ بستر پر چڑھ کر ان میں سے کسی کو ڈس لیتا تو اسکی موت یقینی تھی۔

"صاحب آپ آ نہیں رہے ؟" دفعتاً وہ سلیمان کی آواز سن کر چونکا تھا۔

"آتا ہوں لک کی اولاد" عمران نے کہا۔ "پہلے ان اپنے رشتے داروں کو تو یہاں سے واپس بلا"

"صاحب یہ میرے رشتے دار نہیں ہیں" سلیمان چلایا۔

"تیرے نہیں تو گلرخ کے ہونگے" عمران نے کہا۔

"مذاق نہیں صاحب" سلیمان کی ڈری ڈری آواز آئی۔ "آپ ان موذیوں کا کچھ کیجئے ورنہ یہ بستر پر چڑھ آئیں گے"

"اچھا ہے" عمران نے کہا۔ "اس طرح پڑوسی ہم لوگوں کے جنازے اٹھانے کی زحمت سے بچ جائیں گے پیارے"

"آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں صاحب" سلیمان کی آواز آئی۔ "یہاں تو پہلے ہی دم آدھا ہو چکا ہے"

"ڈرا نہیں رہا" عمران نے کہا۔ "بتا رہا ہوں کہ ہم لوگ کفن دفن کی مصیبت اور خرچے سے بچیں گے اور پڑوسیوں کو ہمارے جنازے اٹھانے اور مسجد تک لے جانے کی زحمت نہیں اٹھانی ہوگی"

"ارے صاحب بس کریں" دفعتاً گلرخ کی آواز آئی ایسا لگا جیسے وہ رو پڑی ہو۔

"صحیح کہہ رہا ہوں گلرخ کی بچی" عمران نے کہا۔ "ان میں ایسے سانپ بھی ہیں کہ جو ڈس لیں تو ہر جاندار پانی بن کر بہہ جاتا ہے"

"ارے باپ رے" سلیمان عمران کے انداز میں چلایا۔

"یہ اوپر آرہا ہے" گلرخ کی چیخ سنائی دی۔

"آنے دو" عمران نے کہا۔ "جگ میں دودھ ہو گا اسے پلانے لگو تم سے ھل جاتے گا کیا سمجھے"

"لعنت ہے اس پر صاحب" سلیمان کی آواز آئی۔

"اس طرح کہو گے تو یہ ناراض ہو جائیں گے" عمران نے کہا۔

وہ یہ ساری بکواس کر تو رہا تھا مگر ساتھ ہی اس کا ذہن اس مصیبت سے چھٹکارہ پانے کی ترکیب بھی سوچ رہا تھا۔ سانپ حقیقتاً اتنے زہریلے تھے کہ وہ پیر فرش کی طرف بڑھانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا تھا اور جب تک نیچے نہ اترتا ان کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا تھا پھر وہ کیا کرے؟ یہی اس کے ذہن میں گونج رہا تھا۔

دفعتاً وہ چونکا۔

ایک ترکیب ذہن میں آئی تھی اور وہ بھی اس لئے کہ اس کا لباس جس الماری میں رہتا تھا وہ بیڈ کے قریب تھی وہ پھرتی سے اٹھا اور بیڈ پر کھڑے ہو کر الماری کھولی اور اس میں سے اپنا مخصوص قلم نکال لیا۔ یہ قلم اسکی قمیض کی جیب میں تھا۔

قلم کا کلپ والا حصہ آپریٹ کر کے وہ سانپوں کی جانب متوجہ ہوا پھر اسنے چھ سات سانپوں کے جھمگٹے کی جانب نب والا حصہ کیا اور ایک سیکنڈ کے لئے کلپ دبا کر چھوڑ دیا۔ کلپ کے نوک والے حصے سے نیلی شعاع نکل کر سانپوں پر پڑی تھی۔

دوسرے ہی لمحے وہاں ناگوار سی بو پھیلی اور وہ سب سانپ کوئلہ بن گئے اس نے دوسرے سانپوں کے جھمگٹے پر شعاع پھینکی اور انھیں بھی جلا ڈالا۔ پھر اس نے تلاش کر کر کے ایک ایک سانپ جلا ڈالا تھا اب اس کے کمرے میں سوائے جلے ہوئے سانپوں کے اور کچھ نہیں تھا۔

سانپوں کے جلنے کی بو سے اس کا جی مالش کرنے لگا تھا بڑے زور کی ابکائی آتی تھی اسے اسنے تیزی سے منہ پر رومال باندھ لیا تاکہ بو کم سے کم اس کے پھیپھڑوں تک پہونچ سکے۔

" صاحب یہ کیا جلا ڈالا آپ نے " دفعتاً سلیمان کی آواز آئی۔ ہمارے جی الٹنے لگے ہیں قے آرہی ہے "

" پرواہ مت کرے " عمران چلا کر بولا۔ قے آئے گی تو موت بھاگ جائے گی سلیمان کے بچے "

" میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا صاحب "

" آئے گا بھی نہیں " عمران نے کہا۔

" صاحب ان موذیوں کا کچھ کریں ورنہ یہ ہماری جانیں لے لیں گے " گلرخ کی سہمی ہوئی آواز آئی۔

" سلیمان سے کہہ " عمران نے کہا۔ یہی دوسری شادی کرنی چاہتا تھا ممکن ہے پڑوسن کی باورچن نے جادو کرا ہو "

" صاحب مرگیا " سلیمان کی چیخ سے ملتی جلتی آواز آئی۔

" صاحب زندہ ہے پیارے " عمران نے کہا اور الماری سے لانگ بو

نکال کر پہننے لگا اسنے سانپوں کو مارنے کے لئے ریوالور اس لئے استعمال نہیں کیا تھا کہ ایک تو فائرنگ کا شور ساری بلڈنگ کو فلیٹ کے دروازے کے سامنے جمع کر لیتا اور جوابدہی مشکل ہو جاتی۔

دوسرے ایک گولی سے ایک سانپ مرے گا اس کا بھی پکا یقین نہیں تھا۔ اسی لئے اسنے قیمتی شعاع ان پر استعمال کی تھی۔ لانگ بوٹ پہن کر وہ سلیمان کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ راہداری میں بھی کئی سانپ موجود تھے عمران نے انکا خاتمہ کیا تھا۔

پھر وہ سلیمان کے کمرے میں جا پہنچا۔ دونوں میاں بیوی بستر پر سہمے ہوئے کھڑے ہوئے تھے ان کے چہروں پر بارہ بج رہے تھے اور گلرخ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ سلیمان کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا جس سے وہ بستر کی چادر پر چڑھنے والے سانپوں کو مارتا تھا۔

دو تین سانپ مرے پڑے تھے جبکہ درجن بھر سانپ فرش پر سرسرا رہے تھے ان میں سے کوبرا کی نسل کے دو سانپ پھن کاڑھے سلیمان کی جانب منہ کئے نصف دھڑ سے کھڑے ہوئے تھے۔

"صاحب بچائیے" سلیمان اسے دیکھتے ہی چلایا تھا۔

"چھوٹے صاحب اللہ کے لئے بچائیے" گلرخ اسے دیکھ کر دوڑی۔

"پرواہ مت کرو" عمران نے کہا ہی تھا کہ کوبرا کی نسل والے دونوں سانپ بڑی تیزی سے اس کی جانب مڑے پھر عمران کو دیکھتے ہی اس پر جھپٹ پڑے تھے۔

"صاحب بچئے" سلیمان چلایا۔

مگر عمران اس وقت تک قلم کا رخ ان سانپوں کی جانب کر کے کلپ دبا چکا تھا آن واحد میں وہ دونوں اپنے ساتھ نزدیں آنے والے دوسرے دو سانپوں کے ساتھ ہی کوئلہ بن گئے۔

"وہ مارا" سلیمان خوشی سے چلایا تھا۔

"صاحب اور آرہے ہیں" گلرخ نے کہا۔

عمران نے دیکھا چھ سات سانپ آہستہ آہستہ اسکی جانب بڑھ رہے تھے عمران نے سر ہلایا اور ایک ایک کر کے ان سب سانپوں کا خاتمہ کر دیا پھر انہوں نے پورے فلیٹ کو چھان ڈالا تھا۔ غسل خانے اور دوسری جگہوں سے چھ سانپ اور اسنے مارے تھے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے" سلیمان نے سانپوں کے خاتمے پر دونوں ہاتھ سر سے بلند کرتے ہوئے کہا۔

"جان بچی سو لاکھوں پاتے" گلرخ نے کہا۔

"ابے اب دعا ہی کرتا رہے گا یا ان کے ملغوبے کو اٹھا کر باہر بھی پھینکے گا" عمران سانپوں کے کوئلہ جسموں کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا اور سلیمان نے سر ہلا دیا۔

"ابھی صفائی کرتا ہوں صاحب"

"اوع ... اوع ..." یک بیک گلرخ کو بڑے زور سے ابکائیاں آئیں اور وہ قے کرنے لگی۔

"جیتو" عمران نے کہا۔ گلرخ تو نے جی خوش کر دیا۔"

"کیا۔؟" سلیمان نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ گلرخ کے قے کرنے سے آپ کا جی خوش ہو گیا صاحب۔؟"

"تو کیا نہیں ہونا چاہیئے" عمران نے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کو گلرخ کے قے کرنے میں ایسی کیا بات نظر آتی ہے کہ آپ کا جی خوش ہو گیا۔"

"تو نرا گھامڑ ہی رہے گا۔" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب صاحب" سلیمان نے حیرت سے پوچھا۔

"ابے جب کوئی شادی شدہ عورت ابکائیاں لے چکنی مٹی کھائے اور الٹیاں کرے تو" عمران نے کہا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھر میں ٹیاؤں ٹیاؤں ہونے والی ہے"

"کیا۔؟" سلیمان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ تو کیا....."

"ہاں" عمران سلیمان کی بات کاٹ کر بولا۔ اب تو اس گلرخ کی بچی کو ہسپتال لے جا اور وہاں....."

"سچ صاحب۔؟" سلیمان خوش ہو کر بولا۔

"ہاں اور کیا" عمران نے سر ہلایا۔

"موٹے بڈھے کھوسٹ" دفعتاً گلرخ غرائی۔ یہاں مارے بدبو کے مجھے الٹیاں ہو رہی ہیں اور تو خوش ہو رہا ہے۔"

"کیا بدبو سے۔؟" سلیمان نے کہا اور فوراً ہی اسے بھی بڑے زور

کی اُبکائی آئی اور وہ تیزی سے غسل خانے کی جانب دوڑتا چلا گیا۔ عمران نے بُرا سا منہ بنایا اور اپنے کمرے کی جانب چلا آیا۔ پھر وہ بستر پہ منہ لپیٹ کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا۔

سانپ خودبخود تو فلیٹ میں آ نہیں سکتے تھے یقیناً کسی نے ان کو فلیٹ میں چھوڑا تھا اور یہ حرکت کسی ایسے ہی فرد کی ہو سکتی تھی کہ جو عمران کو کسی حال میں زندہ نہیں دیکھنا چاہتا ہے لیکن وہ کون ہو سکتا ہے۔؟ عمران کے ذہن میں سوال ابھرا۔

اسکے درجنوں دشمن تھے۔ بلکہ سینکڑوں کہنا زیادہ مناسب تھا ہو سکتا تھا کہ انہی میں سے کسی نے یہ حرکت کی ہو۔ مگر وہ جو بھی کوئی تھا معمولی سا مجرم ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ اتنے زہریلے سانپوں کو جمع کرنا پھر ان کو اس کے فلیٹ تک لا کر چھوڑنا۔

یہ آسان بات تو نہیں تھی یقیناً اس کے ذرائع غیر معمولی تھے اور عمران اسی پہ غور کر رہا تھا کہ وہ کون ہو سکتا ہے اس دوران سلیمان اور گلرخ منہ پہ ڈھاٹے باندھ کر فلیٹ کی صفائی کرتے رہے تھے پھر انہوں نے سانپوں کا ملغوبہ پلاسٹک بیگ میں ڈال دیا۔

پھر ان بیگوں کو دوسرے پلاسٹک بیگ میں بند کر کے کوڑے کے ڈبے میں ڈالا اور فلیٹ میں فنائل ڈالنے لگے فنائل سے کمرے صاف کرنے کے بعد انہوں نے خوشبودار جراثیم کش دوا کا چھڑکاؤ کیا تھا۔ اس دوران عمران پتھر کا بت بنا رہا تھا۔

"فلیٹ صاف ہوگیا صاحب" سلیمان نے اسے اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے" عمران نے سر ہلایا۔

"ہم لوگ جا رہے ہیں صاحب" سلیمان نے پھر کہا۔

"کہاں۔؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بڑے صاحب کے پاس کوٹھی" سلیمان نے بتایا۔

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"گلرخ کا کہنا ہے کہ آج یہاں وہ نہ کچھ کھائے گی نہ پیئے گی"

"وجہ۔؟" عمران نے پوچھا اس کا ذہن سلیمان سے باتیں کرتے ہوئے بھی ادھیڑ بن میں مصروف تھا۔

"بدبو" سلیمان نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ شام کو آجانا"

"جی صاحب" اتنی آسانی سے اجازت ملنے پر سلیمان کو حیرت تھی وہ پھر بولا۔ کچھ پیسے چاہئیے ہیں"

"جیب میں سے لے لے" عمران نے کہا۔

"نہیں صاحب دس پندرہ ہزار روپے میرے پاس موجود ہیں"

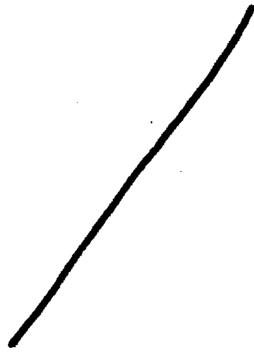
"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اپنے ذاتی خرچ کے لئے آپ سے دو سو روپے خرچ کرنے کی اجازت مانگ رہا تھا صاحب" سلیمان نے کہا۔

"تو دو ہزار خرچ کر لے میری طرف سے اجازت ہے" عمران غرایا۔

پھر آنکھیں نکالتا ہوا بولا۔ ابے ایسی ایسی فضول اور بیہودہ باتوں کے لئے تو مجھے پریشان کرتا ہے ٹھہر تو سہی۔"

"ٹھہر تو سہی۔" کہنے کے ساتھ ہی عمران نے اس طرح جھپکی دی تھی کہ جیسے سلیمان کو پکڑنا چاہتا ہو مگر سلیمان چوکنا تھا وہ ایک ہی جست میں کمرے سے باہر تھا۔ عمران نے سر ہلایا اور اٹھ کر اس طرف بڑھا جس طرف میز پر فون رکھا ہوا تھا۔



اسٹار نائٹ کلب کا مالک شیام کمار کاؤنٹر پر بیٹھا ہال کا جائزہ لے رہا تھا کاؤنٹر پر چھ آدمی تھے جو ہال میں موجود افراد کی شراب کی ضروریات پوری کر رہے تھے۔ ویٹر شراب کاؤنٹر ہی سے حاصل کر رہے تھے جبکہ چائے یا ایسے ہی دیگر لوازمات کے لئے وہ کچن کا رخ کرتے تھے۔

دفعتاً ایک آدمی ہال میں داخل ہوا اور شیام کمار چونک پڑا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ظاہر ہوتے تھے۔ ہال میں آنے والا اسی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔

"ہیلو شیام۔" آنے والے نے کاؤنٹر کے پاس پہنچ کر کہا۔

"ہیلو رازی کیسے ہو۔" شیام کمار نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

تمہیں یہاں دیکھکر مجھے حیرت ہے "

" اور " رازی نے کہا۔ میرے یہاں آنے کی وجہ جان کر تم نہ صرف حیرت زدہ ہی ہو گے بلکہ تمہاری راتوں کی نیند بھی غائب ہو جائے گی "

" اچھا۔؟ شیام کمار نے کہا۔

" ہاں " رازی نے کہا۔ آفس میں چلو "

" آؤ " شیام کمار نے کہا۔

پھر وہ کاؤنٹر کے عقب سے باہر آیا اور اس طرف بڑھا جس طرف اس کا آفس تھا۔ آفس میں داخل ہو کر اسنے رازی کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خود اپنی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

" کیا پیئو گے میرے دوست۔؟

" اسکاچ منگالو " رازی نے کہا۔

" واقعی بہت پریشان ہو " شیام کمار نے کہا پھر فون پر کسی کو اسکاچ آفس لانے کے لئے کہنے کے بعد بولا۔ اب بتاؤ کیا بات ہے اور تم کیوں اور کس وجہ سے پریشان ہو "

" وہ آگیا ہے۔؟ رازی نے کہا۔

" وہ کون۔؟ شیام کمار نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں پوچھا۔

" وہی جس کی آمد کا دو ماہ سے انتظار تھا "

" میں اب بھی نہیں سمجھا " شیام کمار نے کہا۔

" حیرت ہے " رازی نے کہا۔ دو ماہ سے اسکی طرف سے ملنے

والی رقم وصول کر رہے ہو اور پھر بھی پوچھ رہے ہو وہ کون ؟"

"اوہ " شیام کمار درحقیقت بُری طرح چونکا تھا۔

"آگیا سمجھ میں ۔؟ رازی نے پوچھا۔

"ہاں اگر تمہارا مقصد اسی سے ہے تو "

"اسی سے ہے " رازی نے کہا۔ مجھے اس کا پیغام ملا ہے کہ وہ یہاں پہونچ چکا ہے اور جلدی رابطہ قائم کرے گا "

"پھر تو آئی مصیبت سمجھو " شیام کمار نے کہا۔

"ہاں " رازی نے کہا۔

"کاش ہم اس سے رقم لینے سے انکار کر دیتے "

"ناممکن ہے " رازی نے کہا۔ وہ جس سے جو کام لینا چاہتا ہے لے لیتا ہے کوئی اس کے حکم سے انکار نہیں کر سکتا "

"یار رازی " شیام کمار نے کہا۔ کیا واقعی ہماری وہ کمزوریاں اس کے پاس ہیں جنکا اس نے ذکر کیا ہے۔؟

"ہاں یقیناً ہونگی " رازی نے کہا۔ وہ خواہ مخواہ ہی کسی کو دھونس دھمکی دینے کا عادی نہیں ہے "

"پھر " شیام کمار نے کہا۔ کیا ہم کسی طرح۔۔۔۔"

"بس اب اس کی مرضی کے خلاف تنہائی میں بھی کچھ مت کہنا" رازی نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اتنا ہی زیادہ خطرناک ہے وہ ۔؟ شیام کمار نے کہا۔

"ہاں یوں سمجھ لو کہ سانپ کا ڈسا بچ جاتا ہے مگر اسکا ڈسا پانی بھی نہیں مانگتا۔" رازی نے خلا میں نگاہ جماتے ہوئے کہا۔

"پھر۔؟" شیام کمار نے کہا۔

"پھر یہ کہ ہمیں اب اس کے اشاروں پر چلنا پڑے گا۔"

"کیا ہم دونوں کے علاوہ اسنے اوروں سے بھی رابطہ قائم کیا ہوگا۔؟" شیام کمار نے رازی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یقیناً" رازی نے کہا۔ وہ ہر طرف ہاتھ پیر پھیلانے کا عادی ہے۔"

"کیسا ہے۔؟" شیام کمار نے پوچھا۔

"تفصیلات جو دوسرے ملکوں کی پارٹیوں سے مجھے ملی ہیں انکے مطابق آج تک اس کا اصل چہرہ کوئی نہیں دیکھ سکا ہے۔"

"اوہ" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"دنیا بھر میں ہزاروں لاکھوں افراد اس کے لئے کام کرتے ہیں مگر ہر ایک کے لئے اسکی شکل صورت نئی ہوتی ہے۔"

"واقعی۔؟" شیام کمار نے حیرت سے کہا۔

"ہاں" رازی نے کہا۔ اب تک دس ملکوں سے اسکی چودہ تصویریں مجھے مل چکی ہیں اور ہر ایک میں اس کا چہرہ اور جسامت دوسری تصویر سے بالکل مختلف ہے۔"

"پھر تو واقعی وہ ذہین ترین انسان ہوگا" شیام کمار نے کہا۔

"اگر ذہین ترین نہ ہوتا تو" رازی نے کہا۔ وہ دنیا کا سب سے

خطرناک مجرم کیوں مانا جاتا۔؟

"اب" شیام کمار نے کہا۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔؟

"اس کا انتظار" رازی نے کہا۔ کیا اس کی جانب سے تمہیں اب تک کوئی اور کسی قسم کا پیغام نہیں ملا۔؟

"نہیں" شیام کمار نے نفی میں سر ہلایا۔

ٹھیک اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تھی پھر اجازت پا کر ایک آدمی اندر آگیا اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس پر اسکاچ اور اسکے لوازمات کے ساتھ ہی ایک لفافہ بھی رکھا ہوا تھا۔ آنے والے نے ٹرے میز پر رکھی اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔

"بناؤ یار" شیام کمار نے بے تکلفی سے کہا۔

"تم ہی بناؤ اور مجھے سوچنے دو" رازی نے کہا۔

شیام کمار نے لفافہ دیکھ لیا تھا لیکن اسے دیکھنے کے بجائے اس نے پہلے اسکاچ کی بوتل کھولی پھر دو گلاس تیار کر کے اس میں برف ڈال کر ایک رازی کے آگے رکھا پھر بولا۔

"بیٹھو اور ہر فکر بھول جاؤ جب وہ سامنے آئے گا رابطہ قائم کرے گا تب دیکھیں گے کہ کیا ہے"

"یہ لفافہ کیسا ہے۔؟ رازی نے لفافے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا لہجے میں تشویش تھی۔

"ہوگا کوئی چیک وغیرہ" شیام کمار نے لاپرواہی سے کہا۔

اکثر شکار دیر سے ادائیگی کرتے ہیں۔"

"مگر۔" رازی نے کہا۔ "لفافہ دیکھ لو تو بہتر ہے۔"

"کسی بات کا شک ہے لفافے پر۔؟" شیام کمار نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔" رازی نے کہا۔ "ایسے ہی لفافے میں مجھے پیغام ملا ہے اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ دیکھ لو۔"

"اوہ۔" شیام کمار کے منہ سے نکلا پھر اس نے لفافہ اٹھایا چند لمحے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا مگر لفافے پر کوئی تحریر نہیں تھی۔

"نام وغیرہ نہیں ہے۔" رازی نے کہا۔ "اسی لئے مجھے لفافے پر شک ہے اور اسی شک کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ اسے چیک کر لو۔"

"ٹھیک ہے۔" شیام کمار نے کہا اور لفافہ کھولنے لگا۔

لفافے میں صرف ایک تہہ کیا ہوا پرچہ تھا شیام کمار نے پرچہ باہر نکال کر اسے کھولا دوسرے ہی لمحے اسے ایسا لگا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو بے ساختہ وہ کپکپا کر رہ گیا تھا۔

"کیا میرا خیال صحیح نکلا۔؟" رازی نے پوچھا۔

"ہاں۔" شیام کمار نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تحریر بھی ہے نا۔؟" رازی نے پوچھا۔

"ہاں۔" شیام کمار نے تحریر پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا لہجے میں کچھ دیر پہلے والا اکھڑ پن نہیں تھا۔

"کیا لکھا ہے۔؟" رازی نے پوچھا۔

"خود ہی دیکھ لو" شیام کمار نے پرچہ رازی کو تھماتے ہوئے کہا۔

"اوہ" رازی کے منہ سے نکلا۔ پھر اس نے پرچے پر نگاہ ڈالی۔ مختصر سی تحریر تھی لکھا تھا۔

"رازی۔ شیام کمار۔ دونوں کو رات دس بجے گیلانٹ نائٹ کلب پہونچنا ہے۔!

تحریر کے نیچے نام کی جگہ ابھری ہوئی لکیروں میں سیاہ رنگ کا کوبرا چھپا ہوا تھا۔ رازی نے پرچہ میز پر رکھ دیا اور خالی خالی نگاہوں سے شیام کمار کو دیکھنے لگا۔

/

"ہیلو" صفدر نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ صفدر بول رہا ہوں"

"جولیا" دوسری جانب سے جولیا کی آواز آئی۔

"کیا خبر ہے۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"بیکاری ختم کی جارہی ہے"

"بیکار آج کل رہتے ہی کب ہیں" صفدر نے کہا۔

"دو ہفتے سے تو خالی تھے نا۔؟

"ہاں" صفدر نے کہا۔ کہئے کیا حکم ہے۔؟

"تمہیں ایک غیر ملکی کو تلاش کرنا ہے"۔
"کون ہے وہ بدنصیب جسکی چیف کو ضرورت ہے۔؟
"وہ جسکا سیدھا کان ٹیڑھا ہوا ہے"۔
"کیا۔؟ صفدر نے کہا۔اب میں ایک ایک غیر ملکی کے سیدھے کان کو ٹٹولوں کہ وہ سیدھا ہے یا ٹیڑھا ہوا۔؟
"کیوں" جولیا نے کہا۔اس میں ٹٹولنے کی کیا بات ہے۔؟
"تمہیں پتہ ہے کہ آج کل موسم کیسا جا رہا ہے۔؟
"ہاں" جولیا نے کہا۔سرد ہے مگر کیا کہنا چاہتے ہو۔؟
"یہی کہ باہر نکلنے والے کان ڈھانپ کر نکلتے ہیں خواہ وہ ملکی ہوں یا غیر ممالک سے آئے ہوں"۔
"اوہ اب سمجھی" جولیا کی آواز آئی۔
"شکر ہے سمجھیں تو سہی" صفدر نے کہا۔
"تمہیں کسی کے کان ٹٹولنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"
"کیوں۔؟ صفدر نے کہا۔کیا ہر غیر ملکی کو حکماً پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ میرے سامنے آتے ہی کان کھول دے۔؟
"یہ بات نہیں ہے مائی برادر" جولیا نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔
"پھر کیا بات ہے۔؟
"جن ہوٹلوں نائٹ کلبوں وغیرہ میں تمہیں اسے تلاش کرنا ہے ان سب کے ہال ہیٹڈ ہوتے ہیں"۔

"تو یوں کہو نا کہ وہ اونچی شئے ہے"

"شئے نہیں شکار" جولیا نے کہا۔ "اونچا شکار کہو"

"چلو یہی سہی مگر" صفدر نے پوچھا۔ "کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے کیا؟"

"یہی بات نظر آتی ہے"

"کوئی کلیو کوئی تفصیل۔؟"

"اس کا علم مجھے بھی نہیں ہے"

"بس تو یہ حکم حاکم مرگ مفاجات والی بات ہوئی۔؟"

"جو بھی سمجھو" جولیا کی آواز آئی۔ "رات ہی رپورٹ دینی ہے"

"نہ ملا تو۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"جو بھی رپورٹ ہو"

"کسی اور کو بھی لگایا جا رہا ہے اس پر۔؟"

"نہیں" جولیا نے کہا۔ "دوسروں کو دوسرے کام سونپے جا رہے ہیں"

"اچھا ٹھیک ہے" صفدر نے کہا۔

"بس روانہ ہو جاؤ" جولیا کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ صفدر نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

پھر چند لمحے وہ کچھ سوچتا رہا پھر لباس بدلنے لگا لباس بدل کر اس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور فلیٹ کو تالا لگا کر باہر نکل آیا چند لمحے بعد وہ گاڑی میں ایک بڑے ہوٹل کی جانب جا رہا تھا۔ پھر سارا دن وہ ٹامک ٹوئیاں مارتا رہا تھا۔

رات آٹھ بجے تھے جب وہ ہوٹل تاج پہونچا تھا تھک تھکا کر آیا تھا لہذا ڈائننگ ہال ہی میں بیٹھ گیا تھا پھر ڈنر لینے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ گیا تھا یہاں بہتیرے غیر ملکی تھے مگر ٹیڑھے کان والا اُسے کہیں نظر نہیں آیا تھا وہ ریکریشن ہال میں چلا آیا۔

یہاں آرکسٹرا جاز کے لئے موسیقی بکھیر رہا تھا اور رقاص جوڑے چوبی فرش پر تھرک رہے تھے۔ وہ ایک میز پر بیٹھ کر رقص دیکھنے لگا پھر جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور اسمیں سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبائی اور پیکٹ رکھ کر لائیٹر جیب میں ٹٹولنے لگا۔

دفعتاً چٹ کی آواز ہوئی اور ایک شعلہ سگریٹ کے سامنے آگیا اس نے کش لے کر سگریٹ سلگائی پھر دھواں شعلے کی طرف بکھیرتا ہوا بولا۔

"تھینک یو مس"

"شاردا۔" شعلے نے جواب دیا۔

وہ واقعی شعلہ ہی تھی حسین اور پرشباب ہونے کے ساتھ ہی سلیقے سے کئے ہوئے میک اپ اور سرخ لباس نے اسے شعلہ بنا کر رکھ دیا تھا صفدر بظاہر اسکے چہرے کو گھورنے لگا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اس کے حسن سے مسحور ہو کر رہ گیا ہو۔

مگر درپردہ وہ سوچ رہا تھا کہ اس عورت کا اس سے مل بیٹھنا، بےمعنی نہیں ہو سکتا کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔

"مجھے تم جیسے لوگ اچھے لگتے ہیں" شاردا نے پھر کہا۔

"مجھ میں کوئی خاص بات ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں" شاردا نے سر ہلا یا۔

"وہ کیا۔؟" صفدر نے بظاہر دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ تم بھولے بھالے معصوم چہرے ہی کے مالک نہیں ہو بلکہ اچھے خاصے خوبصورت بھی ہو" شاردا نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں احمق ہوں"

"میں نے یہ تو نہیں کہا"

"مطلب در پردہ یہی ہے" صفدر نے کہا۔

"آپ نے غلط سمجھا ہے" شاردا نے کہا۔

"اچھا" صفدر نے صرف ایک لفظ کہا تھا۔

"جی ہاں" شاردا نے کہا۔ میں نے نفسیات میں ایم اے کیا ہے اور میں چہرہ دیکھکر بہت کچھ سمجھ لیتی ہوں"

"اب نفسیات پر بور کیجئے گا۔؟"

"نہیں" شاردا نے کہا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ نفسیات بور اور خشک مضمون ہے اس لئے یہ ٹاپک ختم"

"تھینک یو" صفدر نے کہا۔

ٹھیک اسی لمحے آرکسٹرا خاموش ہوگیا اور چوبی فرش پر تھرکنے والے جوڑے واپس لوٹنے لگے وہ پسینے میں شرابور تھے حالانکہ ہوٹل کے ہال کے باہر سخت سردی تھی مگر ہوٹل کے ہال گرم تھے۔

"رقص سے کچھ دلچسپی ہے آپ کو۔؟ شاردا نے پوچھا۔
"کس نوجوان کو نہیں ہوتی" صفدر نے کہا۔
"تو پھر" شاردا نے کہا۔ رقص کے لئے موسیقی شروع ہو تو کیا میں تم سے درخواست کر سکتی ہوں مسٹر....."
"سعید" صفدر نے اپنے نام کا دوسرا حصہ بتاتے ہوئے کہا۔
"ہاں تو مسٹر سعید کیا میں آپ سے رقص کے لئے درخواست کر سکتی ہوں۔؟ شاردا نے بڑے محبوبانہ انداز میں کہا۔
"چوبی فرش پر اچھل کود کرنے کو آپ رقص کہتی ہیں۔؟ صفدر نے شاردا کو دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔
"اب آپ اخلاقیات پر لیکچر دیں گے۔؟
"نہیں" صفدر نے کہا۔ بلکہ سیاست پر غور کروں گا"
"لعنت ہو اس دنیا کے سب سے بڑے جھوٹ کے کاروبار پر" شاردا نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔
"سیاست جھوٹ کا کاروبار سہی مگر" صفدر نے کہا۔ کیا آپ اس سے انکار کریں گی مس شاردا کہ آج کی دنیا کا سارا نظام ہی اس جھوٹ کے کاروبار کے تابع ہے اسی پر نظام کائنات چل رہا ہے"
"نظام کائنات غلط کہا آپ نے" شاردا نے ٹوکا۔
"یہاں میں خالص سیاسی نکتہ نگاہ سے بات کر رہا ہوں مس شاردا" صفدر نے کہا۔ مذہبی نکتہ نگاہ سے نہیں"

"بہر حال آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔؟" شاردا نے کہا۔
"سوچوں گا۔" صفدر نے کہا۔
"گویا انکار کر رہے ہیں آپ۔؟"
"نہیں۔" صفدر نے کہا۔ "حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی اچھل کود مجھے پسند نہیں ہے میں بہت جلد نروس ہو جاتا ہوں۔"
"گویا آپ کے بارے میں لگایا ہوا میرا اندازہ غلط نہیں نکلا۔"
"کیا مطلب۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"یہی کہ آپ کنوارے بھی ہیں اور ....."
"اور کیا۔؟" صفدر نے شاردا کے رکنے پر پوچھا۔
"یہ کہ عورت سے آپ دور بھاگتے ہیں۔" شاردا نے کہا۔ "یا یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ کوئی عورت آپ کی زندگی میں محبوبہ بن کر ابھی داخل نہیں ہو سکی ہے ناتجربے کار ہیں آپ۔"
"ٹھیک خیال ہے۔" صفدر نے کہا۔ "اور میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ضابطے کے بغیر ہی ....."
"مذہب کی بات رہنے دیجئے مسٹر سعید۔" شاردا نے کہا۔
"چلیں یہ بحث ہی بند کر دیتے ہیں کہئے کیا پیئیں گی۔؟"
"جو آپ پسند کریں۔" شاردا نے کہا۔
"اور کچھ۔" صفدر نے ویٹر کو بلا کر کافی کے لئے کہنے کے بعد شاردا سے پوچھا اور وہ صفدر کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"سچ جانیئے مسٹر سعید آپ کی کمپنی میں میرا یہ چند منٹ کا وقت بہت اچھا گزرا ہے بے حد اچھا۔"

"بتانے لگیں آپ۔؟ صفدر نے کہا۔

"نہیں" شاردا نے کہا۔ آج تک جس کسی کو بھی میں نے لفٹ دی وہ جونک کی طرح مجھ سے چمٹ گیا مگر آپ پہلے فرد ہیں جس نے اتنے رکھ رکھاؤ اور شرافت کا ثبوت دیا ہے۔"

"ممکن ہے میں اداکاری کر رہا ہوں۔؟

"یہاں میں اپنے سبجیکٹ کی بات کرونگی" شاردا نے کہا۔ نفسیاتی مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ نیک اور شریف انسان ہیں۔"

"چلئے بنا لیجئے جتنا دل چاہے" صفدر نے کہا۔

شاردا سے بات کرتے ہوئے بھی وہ اردگرد سے غافل نہیں تھا ہر آنے جانے والے پر اسکی نگاہ تھی خاص طور پر غیر ملکیوں پر مگر اسے گوہر مقصود ہاتھ نہیں لگا تھا۔

ویٹر کافی لے آیا تھا شاردا نے ٹرے اپنی جانب کھسکائی اور کافی بنانے لگی رکھ رکھاؤ اور بول چال سے وہ نہ صرف پڑھی لکھی نظر آرہی تھی بلکہ صفدر کا اندازہ تھا کہ وہ طوائف یا کال گرل قسم کی چیز نہیں ہے اور اگر ہے تو "شریف" قسم کی ہے۔

وہ ان عورتوں کو شریف کال گرل کہتا تھا جو دفتروں میں کام کرتے ہوئے بھی فرصت کے لمحات رنگین بنا کر دوہرا فائدہ اٹھاتی تھیں

اور ایسی عورتیں عام نہیں ہوتی تھیں۔

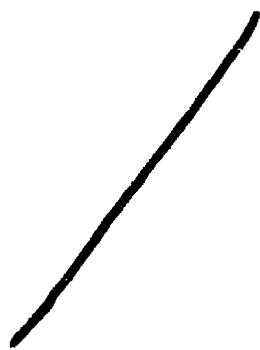
"لیجئے" شاردا نے ایک کپ کافی کا صفدر کو دینے کے بعد دوسرے سے خود کافی پیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" صفدر نے کہا۔

کافی خاموشی سے پی گئی تھی پھر صفدر نے کافی ختم کر کے کپ رکھا ہی تھا کہ اس نے شاردا کو چونکتے دیکھا وہ داخلی دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی صفدر نے کنکھیوں سے اس طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ وہ ایک غیر ملکی تھا جو اندر داخل ہو کر ایک میز کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"اس کمپنی کا شکریہ" شاردا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا شاردا اٹھ کر آگے بڑھتی چلی گئی تھی اس کا رخ اُسی غیر ملکی کی جانب تھا جو ایک میز پر بیٹھ چکا تھا دفعتاً صفدر بُری طرح سے چونک پڑا۔ اسکی نگاہیں غیر ملکی کے کان پر جمی ہوئی تھیں جو مڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔



خاور اور تنویر گیلانٹ نائٹ کلب کی ایک میز پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن انکا یہاں آنا تفریحی نیت سے نہیں تھا۔

بلکہ وہ ایکسٹو کے حکم پر یہاں آئے تھے۔ اور یہ حکم ان کو دوپہر کو ملا تھا اور دوپہر ہی سے وہ ہوٹل گردی کر تے رہے تھے۔

"تھک کر چورا ہو گیا ہے" تنویر نے کہا۔

"ہاں یار" خاور نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"پتہ نہیں چیف کو اس عورت کی ضرورت کیوں ہے۔؟

"ہو گا کوئی کیس" خاور نے کہا۔

"کیس کہاں ہے۔؟" تنویر نے کہا۔ دو ہفتے سے سوائے آرام کرنے کے اور کچھ کیا ہے ہم نے۔؟

"نہیں" خاور نے کہا۔ مگر اب تو شروع ہو گیا نا"

"نہیں یار" تنویر نے کہا۔ میں کچھ اور سوچ رہا ہوں"

"وہ کیا۔؟ خاور نے پوچھا۔

"یہی کہ یہ عورت کہیں ایکسٹو کی محبوبا تو نہیں ہے"

"آہستہ بولو" خاور نے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے کہا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے الفاظ چیف تک پہنچ جائیں"

"یار وہ آدمی ہے کوئی جن نہیں کہ ہماری آواز وہ سن لے گا"

"تم نے بارہا نہیں آزمایا" خاور نے کہا۔ کہ چیف ہر مصیبت کے وقت جن ہی کی طرح مدد پر آموجود ہوتا ہے"

"وہ اتفاقات ہوتے ہیں"

"تو ایسا ہی اتفاق اب بھی پیش آسکتا ہے"

"نہیں پیارے۔" تنویر نے کہا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔"

"چھوڑو اس بحث کو۔" خاور نے کہا۔ اور کوئی بات کرو۔"

"اور کوئی بات یہ کہ اب چیف مجھے لگتا ہے پاگل ہوتا جارہا ہے۔"

تنویر نے جماہی لینے کے بعد کہا۔

"وہ کیسے۔؟

"ایسے کہ اب اسکے زیادہ تر حکم اوٹ پٹانگ ہوتے ہیں۔"

"کیا مطلب۔؟ خاور نے پوچھا۔

"اب اسی حکم کو لے لو۔" تنویر نے کہا۔ کہ ہم ایک ایسی عورت کو تلاش کریں کہ جس کی سیدھے ہاتھ کی چھ انگلیاں ہوں۔"

"ہاں تو پھر۔" خاور نے کہا۔ کیا برائی ہے اس میں۔؟

"یہی کہ کوئی اتا پتہ نہیں کوئی نشان یا سراغ نہیں بس نکل پڑیں سوا کروڑ کی آبادی کے اندر ایک عورت تلاش کرنے۔" تنویر نے کہا۔ یہ پاگل پن نہیں تو کیا ہے۔"

"پھر سراغرسانی کسے کہتے ہیں۔؟ خاور نے پوچھا۔

"سراغ لگانے کے لئے بھی پتہ نشان ضروری ہوتا ہے۔"

"وہ تو ہے۔" خاور نے کہا۔

"کیا ہے۔؟ تنویر نے منہ ٹیڑھا کر کے کہا۔ یہی نا کہ اس عورت کی چھ انگلیاں ہیں اور بس۔"

"یہ نشانی بہت کافی ہے اسے تلاش کرنے کے لئے۔"

"مائی ڈیئر خاور صاحب آج کل موسم سرد ہے اور عورتیں خاص طور پر غیر ملکی عورتیں دستانے پہن رہی ہیں۔"

"مگر ایسے گرم ہالوں کے باہر" خاور نے کہا۔

"ہونہہ" تنویر نے اسے گھورا۔

"کیا ہوا۔؟ خاور نے اسے گھورتے پاکر پوچھا۔

"یہی کہ تم چیف کے کتنے وفادار ہو۔؟ تنویر نے کہا۔ کہ اسے پاگل تسلیم کرنے میں پس پیش کر رہے ہو۔"

"اول تو وہ پاگل نہیں ہے" خاور نے کہا۔ دوسرے اگر تمہیں وہ ایسا لگتا ہے تو استعفیٰ دے کر نجات پالو اس سے"

"یہی تو نہیں ہو سکتا پیارے"

"کیوں۔؟ خاور نے پوچھا۔

"اس نوکری میں جو عزت ہے مزا ہے وہ کہیں اور نہیں ہے"

"ہونہہ" خاور نے سر ہلادیا۔

"پھر تم سب کی رفاقت بھی کہیں نہیں ملے گی"

"بالکل ٹھیک۔" خاور نے کہا۔ ہماری رفاقت اور عمران کی رقابت دونوں نہیں مل سکتیں"

"رقابت" تنویر ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

"کیوں ٹھنڈا سانس کیوں لیا۔؟

"اس لئے کہ تم نے رقابت کا ذکر چھیڑا ہے" تنویر نے کہا۔ جبکہ

میں عمران کو رقیب نہیں سمجھتا خاور پیارے"۔

"پھر جولیا کے سلسلے میں جو کچھ ہوتا ہے وہ کیا ہے۔؟

"وہ" تنویر نے ٹھنڈا سانس بھرا۔

"بتاؤ نا یار" خاور نے اسے چھیڑا۔

"جولیا سے میں سچا پیار کرتا ہوں خاور" تنویر نے کہا۔ اور میں نے عہد کیا ہوا ہے کہ اگر جولیا کو نہ اپنا سکا تو ......"

"تو کیا۔؟ خاور نے اسکے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"تو میں کبھی شادی نہیں کرونگا"

"یہ تو احمقانہ عہد ہے" خاور نے کہا۔

"کیوں۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"اس لئے کہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ جولیا نافٹز واٹر عمران سے بے پناہ اور ٹوٹ کر پیار کرتی ہے"

"اور دوسری بات تم نہیں جانتے" تنویر نے کہا۔ اور جانتے ہو تو جان بوجھ کر اس کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہے ہو"

"وہ کیا۔؟ خاور نے پوچھا۔

"یہ کہ عمران کبھی بھی جولیا سے شادی نہیں کرے گا۔؟

"یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو۔؟

"اس پر کہ اگر عمران کو شادی کرنا ہوتی تو وہ اب تک کبھی کی کر چکا ہوتا" تنویر نے کہا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ وہ شادی کیوں نہیں کرتا۔؟

"ہاں" تنویر نے کہا۔ اور وہ ہے تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کا ڈر۔ کیونکہ وہ کہہ چکی ہے کہ عمران اس کا نہیں بن سکا تو وہ اسے کسی اور کا بھی نہیں بننے دے گی"

"یہ بات نہیں ہے" خاور نے کہا۔

"یہی بات ہے اور وہ اس لئے کہ تھریسیا زیرو لینڈ کی ایک بڑی عہدے دار ہے اور اتنے خطرناک ہتھیار اس کے پاس ہیں کہ عمران تو کیا شاید کسی دوسرے کے پاس بھی ان کا توڑ نہیں ہے"

"احمق ہی ہو" خاور نے کہا۔

"احمق سہی مگر میری بات سولہ آنے سچ ہے" تنویر نے کہا۔ عمران اسی ڈر سے شادی نہیں کرتا"

"اپنی غلط فہمی دور کر لو" خاور نے کہا۔ بتاؤ ابھی حال ہی میں جوشنگ ہی اور تھریسیا یہاں آتے تھے تو ان کو بھاگنے پر کس نے مجبور کیا تھا کیا وہ عمران کے علاوہ اور کوئی تھا۔؟

"نہیں مگر......" تنویر نے کہنا چاہا۔

"اگر مگر مت کرو حقیقت کو مانو" خاور نے کہا۔ تھریسیا جلاد[3] والی شعاعوں کے حصار میں تھی اور اسے گرفتار کرنے والے فوجی پکڑ کر اس کا

علامہ ۳ تھریسیا شنگ ہی اور عمران کے خطرناک مقابلے کے لئے پڑھئے۔ ڈائمنڈ ٹری۔

دیکھ رہے تھے اور وہ نکل بھاگنے ہی والی تھی کہ عمران نے تھریسیا[1] کو اپنی ہی بوٹیاں نوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔"

"ہاں یہ بات تو ہے مگر......"

"پھر وہی مگر" خاور نے کہا "تم نے دیکھا نہیں تھا کہ تھریسیا کس طرح وہ اذیت سہہ رہی تھی۔ اگر عمران ہی اسے اس سے نجات نہ دلاتا تو وہ خود کو نوچ نوچ کر ختم کر ڈالتی"

"یہ سب ٹھیک ہے مگر" تنویر نے کہا۔ "وہ پھر بھی فرار[2] ہو گئی تھی"

"ہاں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عمران اسے گرفتار نہیں کرنا چاہتا" خاور نے کہا۔ "ورنہ جس دن اسنے سوچا کہ تھریسیا کو گرفتار کر کے جیل بھیجنا ہے وہ دن تھریسیا کی آزادی کا آخری دن ہو گا"

"آگئی نہ وہی بات کہ عمران تھریسیا سے لگا کھاتا ہے محبت کرتا ہے اسی لئے اسے گرفتار نہیں کرنا چاہتا"

"پھر غلط سمجھے" خاور نے کہا۔ "اصل بات یہ ہے کہ عمران نے تھریسیا کو اس لئے چھوٹ دے رکھی ہے کہ جب کبھی زیرولینڈ اسکے ملک کے لئے خطرہ بنے تو وہ تھریسیا کے ذریعے زیرولینڈ جا کر اُسے تباہ کر سکے"

"پھر وہی عمران کی طرفداری" تنویر نے کہا "ہی تھا کہ وہ دونوں ہی

۱، ۲ سنگ ہی تھریسیا اور عمران کے معرکوں کی دلچسپ کہانیوں کے لئے پڑھئے۔ ڈائمنڈ ٹری۔ ناگن کی واپسی۔ دہشت گرد۔ پراسرار آگ۔ آگ بلا وغیرہ۔

چونک پڑے قریب کی ایک میز سے ایک ایسا ہی جملہ انھیں سنائی دیا تھا کہ وہ اپنی بات بھول کر اس طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

" دس بج کر دس منٹ ہو چکے ہیں اور کوبرا ابھی تک نہیں آیا" کسی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

" شش" دوسری آواز نے کہا۔ اسکا نام سر عام لینا بہت بڑا جرم ہے شیام کمار احتیاط کرو۔"

"تم مجھے زیادہ خوفزدہ مت کرو رازی" شیام کمار نے کہا۔

" خوفزدہ نہیں کر رہا بتا رہا ہوں" رازی نے کہا۔ اس لئے کہ تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے"

" اور تم تو جیسے بہت کچھ جانتے ہو"

" ہاں میں بہت کچھ جانتا ہوں" رازی کی آواز آئی۔

خاور اور تنویر نے کنکھیوں سے دیکھا وہ دو ہی تھے اور ان کے برابر والی میز پر اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ داخلی دروازے پر نگاہ رکھ سکیں۔ ان کے نام تو دونوں کو آشنا لگ ہی رہے تھے مگر اب ان کو دیکھتے ہی وہ ان کو پہچان گئے تھے کہ وہ کون ہیں۔

شیام کمار اسٹار نائٹ کلب کا مالک تھا اور رازی ڈسکو نائٹ کلب چلاتا تھا اور دونوں ہی جرائم کی دنیا کے سر فہرست افراد میں شمار کئے جاتے تھے اور سیکرٹ سروس کا شاید ہی کوئی ممبر ایسا ہو گا کہ جو انھیں نہ جانتا ہو گا۔ سب ہی ان دونوں کو پہچانتے تھے۔

"یہ تو اسٹار اور ڈسکو کلب کے مالک ہیں۔؟" تنویر نے کہا۔

"ہاں اور یہاں کسی کوبرا کے منتظر ہیں" خاور نے کہا۔

"کوبرا۔؟" تنویر نے دوہرایا۔

مگر پھر وہ فوراً ہی رازی اور شیام کمار کے درمیان ہونے والی گفتگو کی جانب متوجہ ہو گئے۔ شیام کمار کہہ رہا تھا۔

"کیا جانتے ہو بتاؤ۔"

"کبھی تمہارے آفس میں بیٹھ کر بتاؤں گا" رازی نے جواب دیا۔

"یہاں کیوں نہیں۔؟"

"اس لئے کہ یہ عام جگہ ہے پبلک پیلس ہے"

"پھر کیا ہوا۔؟" شیام کمار نے پوچھا۔

"میں نہیں چاہتا کہ کل صبح کسی سڑک پر میری لاش پڑی پائی جائے"

"کیا۔؟" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔ کیا وہ اتنا خطرناک ہے کہ اگر تم اسکا ذکر یہاں کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دے گا۔؟

"ہاں اور ایسا بہت بار ہو چکا ہے"

"سنی سنائی کہہ رہے ہو۔؟"

"ایسا ہی سمجھ لو" رازی نے کہا۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ایسا ہی کچھ ہے دوست"

"اور تم ابھی مرنا نہیں چاہتے" شیام کمار نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا مگر رازی سنجیدہ ہی رہا تھا۔

"جو چاہو سمجھ لو" رازی نے کہا۔ مگر اب ہم اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے خواہ کچھ ہی کیوں نا ہو جائے"

"جیسے تمہاری مرضی" شیام کمار نے شانے اچکا کر کہا۔ مگر ساڑھے دس ہو چکے ہیں اور وہ ابھی تک نہیں آیا۔؟

"آ جائے گا۔ شیام کمار وہ ضرور آئے گا" رازی نے کہا۔ وہ وعدہ شکن بھی نہیں ہے با اصول مجرم ہے۔"

"اوہ" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

ٹھیک اسی لمحے ایک ویٹر ان کی میز کی جانب بڑھتا نظر آیا تھا پھر اسنے رازی کے ہاتھ میں ایک لفافہ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک صاحب نے آپ کے لئے دیا ہے صاحب"

"کون صاحب ہیں وہ" رازی نے چونک کر پوچھا۔

"وہ کاؤنٹر پر۔۔۔" کہتے ہوئے ویٹر مڑا اور اسکا جملہ ادھورا رہ گیا کیونکہ کاؤنٹر پر اس وقت کوئی بھی نہیں تھا ماسوائے کاؤنٹر کلرکوں کے ویٹر حیرت سے رازی کی جانب مڑا۔

"کون تھا۔؟" رازی نے پھر پوچھا۔

"ابھی تو وہ کاؤنٹر پر کھڑے تھے صاحب" ویٹر نے کہا۔ مجھے لفافہ دے کر کہا تھا کہ آپ کو دے دوں اور بتا دوں کہ انہوں نے دیا ہے"

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ" رازی نے کہا اور لفافہ کھول کر پرچہ نکال کر پڑھنے لگا۔ ایک سطر کی تحریر تھی۔

"روم نمبر دو سو دس میں تم دونوں کا منتظر ہوں۔"

"تو یہ بات ہے۔" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"ہاں بے حد محتاط ہے۔" رازی نے کہا۔ "اب اسی پرچے سے اندازہ کر لو کہ وہ ہر معاملے میں کتنا چالاک اور محتاط رہتا ہے۔"

"چلیں۔" شیام کمار نے اثبات میں سر ہلا کر پوچھا۔

"کچھ دیر بعد۔" رازی نے کہا۔ "پہلے بل کی ادائیگی کر دو۔"

"ٹھیک ہے۔" شیام کمار نے کہا۔

پھر وہ ویٹر کی تلاش میں نگاہیں دوڑانے لگا۔ رازی نے پرچہ لفافے میں رکھ کر لفافہ جیب میں رکھ لیا تھا مگر وہ اس سے بے خبر ہی رہا کہ ہاتھ باہر نکالتے ہوئے لفافہ بھی باہر نکل کر گر پڑا ہے۔

"اب۔" خاور نے تنویر سے کہا۔ "یہ اٹھ جائیں تو تم ان کا تعاقب کرنا میں بعد میں تمہارے پیچھے آؤں گا۔"

"کوئی خاص بات۔" تنویر نے پوچھا۔ وہ رازی کی جیب سے لفافہ گرتے ہوئے نہیں دیکھ سکا تھا۔

"بعد میں بتلاؤں گا۔" خاور نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

شیام کمار نے بل کی ادائیگی کی تھی پھر وہ دونوں اٹھ گئے تھے انکا رخ اوپری منزل کی جانب جانے والے زینوں کی راہداری کی جانب تھا جیسے ہی وہ راہداری میں داخل ہوتے تنویر نے بھی اٹھنا چاہا تھا مگر خاور نے اسے ہاتھ کے ہلکے سے اشارے سے روک دیا تھا۔

"کیوں۔؟" تنویر نے پوچھا۔
"دوسری بات کرو" خاور نے کہا اور ویٹر کو بلا کر مزید کافی کا آرڈر دیا تنویر حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔
"کیا مطلب۔؟" تنویر کے لہجے میں حیرت تھی۔
"زیتون والی راہداری سے ان کے اندر جانے کے بعد کسی نے جھانکا ہے"۔
"اوہ" تنویر کے منہ سے نکلا۔ "تو تم اسی لئے مجھے ادھر جانے سے منع کر رہے ہو کہ ان کا کوئی ساتھی وہاں موجود ہے۔؟"
"ہاں" خاور نے سر ہلایا۔
"اگر وہ عقبی دروازے سے نکل گئے تو۔؟" تنویر نے خدشہ ظاہر کیا۔
"میرا خیال ہے کہ وہ اوپر کسی منزل پر گئے ہیں ہوٹل سے باہر نہیں"۔
"اس خیال کی وجہ۔؟" تنویر نے پوچھا۔
"بتاتا ہوں" خاور نے کہا۔
پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کاؤنٹر تک گیا پھر وہاں سے سگریٹ کا ایک پیکٹ لیا اور پلٹ پڑا واپس آتے ہوئے رومال سے منہ صاف کر رہا تھا جیسے ہی رازی والی میز کے پاس پہونچا رومال اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔
خاور جھکا اور پلک جھپکنے میں رومال اٹھا کر سیدھا ہو گیا ساتھ ہی رازی کی جیب سے گرنے والا لفافہ بھی رومال کے ساتھ ہی اسکی جیب میں پہونچ گیا تھا۔

"اوپری منزل کے زینوں کی راہداری سے کوئی نکلا تو نہیں۔؟ خاور نے کرسی پر بیٹھنے کے بعد پوچھا۔

"نہیں جیسے ہی تم کاؤنٹر سے پلٹے میں نے اوپری منزل کو جانے والی راہداری پر نگاہ جما دی تھی کوئی باہر نہیں نکلا نہ ہی کسی نے جھانکا مگر تم نے رومال کے ساتھ کیا اٹھایا ہے۔؟

"وہ لفافہ جو رازی کو ملا تھا"

"اوہ" تنویر کے منہ سے نکلا۔ دیکھو کیا لکھا ہے اس میں"

"ابھی دیکھتے ہیں" خاور نے کہا پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر لفافہ رومال، سمیت نکال لیا پھر رومال ہی میں اسے کھول کر پرچہ نکال کر پڑھا اور اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کی اس حرکت کو شاید ہی کسی نے دیکھا ہو گا تنویر کے منہ سے ٹھنڈا سا سانس نکل گیا۔

"گویا وہ روم نمبر دو سو دس میں گئے ہیں۔؟

"ہاں" خاور نے کہا۔ کوبرا وہیں موجود ہے"

"یہ کوبرا ہے کون۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"دنیا میں صرف ایک ہی کوبرا مجرموں کی زیر زمین دنیا میں مشہور ہے" خاور نے کہا۔

"اوہ تو یہ وہ ہے۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"شاید" خاور نے کہا۔ ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے"

"پھر کیا ارادہ ہے" تنویر نے پوچھا۔

"یہی کہ اوپر جا کر دیکھیں گے کہ وہ تینوں کیا منصوبہ بنا رہے ہیں۔"

"چلو پھر۔" تنویر نے کہا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ......"

"تم باتھ روم والی راہداری سے گھوم کر آؤ۔" خاور بات کاٹ کر بولا۔ میں براہ راست جاتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" تنویر نے کہا اور اٹھ گیا۔

/

صفدر کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی بے ساختہ یہ خیال اس کے ذہن میں ابھرا تھا کہ کیا شاردا جان بوجھ کر اس سے مل بیٹھی تھی۔؟ اگر ہاں تو اسے اس پر کس بات کا شبہ تھا وہ کیوں اس سے مل بیٹھی تھی۔؟ وہ سوچتا رہا اور کنکھیوں سے شاردا کو دیکھتا رہا۔

شاردا اس غیر ملکی سے ہنس ہنس کر گفتگو کر رہی تھی اور وہ غیر ملکی بڑی سنجیدگی سے اس سے بات کر رہا تھا اس نے ایک بار بھی پلٹ کر اس کی جانب دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ صفدر نے بھی نگاہ ان پر سے ہٹالی وہ ان کو شبہ کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

اب اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھ جاتا اور کسی دوسرے روپ میں واپس آکر نگرانی کرتا۔

موجودہ روپ میں وہ اگر تعاقب کرتا تو کہیں نہ کہیں اسکی نگاہوں میں آجاتا اور اس طرح وہ چوکنے ہو جاتے اور یہ ایسا ہی تھا کہ جیسے ایک عمارت مہینوں کی محنت سے تیار کی جاتے اور پھر اسے ایک دھماکے سے منہدم کر دیا جاتے، اور وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر ایک نئے خیال کے تحت اسنے جیب میں ہاتھ ڈال کر چند وزیٹنگ کارڈ نکالے اور ان میں سے ایک کارڈ منتخب کر لیا یہ کارڈ سعید احمد کے نام کا تھا جس میں اس کا پیشہ کارڈ ڈیلر کا درج تھا اسنے بقیہ کارڈ جیب میں رکھ لئے۔

کارڈ پر جو پتہ تھا وہ اسکے ایک دوست کی دوکان کا تھا اور اگر شاردا تحقیقات کرتی تو اسکا دوست تصدیق کر دیتا کہ وہ دوکان ہی اس کی ہے لہذا اسے کوئی جھجک نہیں تھی۔

وہ اٹھا اور کارڈ مٹھی میں دباتے اس میز کی جانب بڑھا جس پر شاردا اس غیر ملکی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اسے اپنے قریب پاکر چونکے تھے۔ بظاہر غیر ملکی کا چہرہ سپاٹ تھا مگر اسکی چمکدار نگاہیں صفدر کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"کیا بات ہے مسٹر سعید۔" شاردا نے صفدر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میرا کارڈ ہے" صفدر نے کارڈ شاردا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ اگر پھر ملنا چاہو تو کنٹکٹ کر لینا "

"مگر...." شاردا نے کچھ کہنا چاہا۔

"اور کے" صفدر نے اسکی بات کاٹ کر کہا اور وہاں سے پلٹ آیا پھر وہ ہال میں نہیں رکا تھا ہال سے نکلا چلا آیا تھا۔ پارکنگ میں اسکی گاڑی موجود تھی لیکن وہ گاڑی کی جانب نہیں گیا بلکہ سڑک پر نکل آیا پھر گیٹ سے نکل کر چند قدم چلا اور رک گیا۔

اسکی وجہ یہ تھی کہ اسنے ایک آدمی کو ہال سے نکلتے ہوئے اپنے تعاقب میں پایا تھا اور وہ آدمی اسے پارکنگ کی طرف جاتا دیکھکر برآمدے ہی میں رک گیا تھا۔ صفدر نے حد بندی کی جالیوں سے جھانک کر دیکھا وہ آدمی اسے واپس جاتا نظر آیا تھا۔

چند لمحے بعد وہ پھر اندر داخل ہوا اور پارکنگ کی جانب بڑھتا چلا گیا گاڑی کی عقبی سیٹ کے نیچے دیگر سامان کے ساتھ ہی اسکے کچھ کپڑے بھی موجود تھے وہ کپڑے بدلنے لگا۔ پھر اسنے ماسک میک اپ کیا اور جیب سے ڈکٹافون والی ڈبیہ نکال لی۔

پھر اس کی ریسیور والی گھنڈی اس نے کان میں پھنسائی اور دوسری گھنڈی بمعہ تار جیب میں ڈال لی اور گاڑی سے اتر آیا اب اس حلیے میں شارد یا اسکا تعاقب کرنے والوں میں سے کوئی اسے نہیں پہچان سکتے تھے۔

چند لمحے بعد وہ ہال میں شارد کے ساتھ والے غیر ملکی کے عقب میں ایک میز پر بیٹھا ہوا تھا بظاہر وہ اونچا سننے والوں میں سے نظر آرہا تھا جو ہر وقت آلہ سماعت کان سے لگاتے رکھتے ہیں۔

مار دھاڑ سسپنس اور اسرار و سراغ سے بھرپور

عمران کا دلچسپ کارنامہ مکمل ناول

ڈبل ایجنٹ

مصنف ـــــــ ایس قریشی

- ڈبل ایجنٹ کون تھا۔؟
- ڈبل ایجنٹ کے کارنامے جنہوں نے حکومت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں تھیں وہ کون تھا۔؟
- ڈبل ایجنٹ۔ جس کے ایک ہاتھ میں موت تھی اور دوسرے ہاتھ میں۔ سسپنس اور سنسنی ہی سنسنی۔
- دھماکہ ہوا اور ٹرین کے پرخچے اڑ گئے اس میں کون تھا ڈبل ایجنٹ یا عمران۔؟
- کاپٹر نے تیز آل پھینکنے کے لئے غوطہ لگایا اور گرتا چلا گیا دوسرے ہی لمحے، دھماکہ ہوا اور کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے۔ کیا اس میں عمران تھا۔؟
- جانبازی اور دلیری کا مرقع عمران کا حیرت انگیز ناول

آج ہی طلب کیجئے

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

جو ڈکٹا فون اس نے کان میں لگا رکھا تھا اسکے دوسرے سرے پر لگا ہوا بگ بے انتہا طاقتور تھا اور وہ سو فٹ کے دائرے میں ہونے والی ہر آواز اسے سنوا سکتا تھا اس وقت وہ غیر ملکی کی بات سن رہا تھا وہ شاردا سے کہہ رہا تھا۔

"تمہارا اس طرح ہر ایک سے مل بیٹھنا مجھے پسند نہیں ہے"

"مگر وہ ایک بے ضرر آدمی تھا باس" شاردا نے کہا۔

"بے ضرر آدمی ہی خطرناک نکل آتے ہیں شاردا۔"

"آئندہ میں احتیاط رکھونگی مگر......"

"مگر کیا۔؟ غیر ملکی نے پوچھا لہجہ بے انتہا سرد تھا۔

"یہی کہ اگر وہ بے ضرر نہیں ہوتا تو اپنا کارڈ آئندہ ملاقات کے لئے ہرگز دے کر نہیں جاتا"

"اسکے کارڈ والے پتے کو بھی چیک کر لیا جائے گا" غیر ملکی نے کہا۔

"اسکے علاوہ باس میں خود اس سے ملی تھی" شاردا نے کہا۔ وہ مجھ سے نہیں مل بیٹھا تھا ورنہ شک کرتی"

"کیوں مل بیٹھی تھیں اس سے۔؟

"بس یونہی" شاردا نے کہا۔ بور ہو رہی تھی نا"

"بکواس بند کرو" غیر ملکی سخت مگر دھیمے لہجے میں بولا۔ میں جانتا ہوں کہ جہاں کہیں کوئی حسین نوجوان نظر آیا تمہاری رال ٹپک پڑتی ہے اور یہ اچھا نہیں ہے"

"مگر باس۔" شاردا نے کہنا چاہا۔

"زیادہ بکواس نہیں" غیر ملکی بات کاٹ کر بولا۔ "آئندہ میں تمہیں اس قسم کی کسی بھی حرکت پر سزا بھی دے سکتا ہوں۔"

"سوری باس" شاردا کی آواز آئی۔

صفدر نے کنکھیوں سے دیکھا شاردا کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا اسے اپنے باس کی بات بری لگی تھی۔

"کام کا کیا رہا۔" غیر ملکی نے غرا کر پوچھا۔

"اسپیشل انسپکشن چل رہی ہے اس لئے وہ بے حد مصروف تھا" شاردا نے کہا۔ "اسی لئے وہ صرف ایک منٹ میرے لئے نکال سکا"

"پھر۔" غیر ملکی نے پوچھا۔

"اس نے ایک ہفتے کے لئے کہا ہے"

"کیا ہمارے پاس اتنا وقت ہے۔" غیر ملکی غرایا۔

"میں نے اس سے کہا تھا باس مگر اس نے اپنی مجبوری ظاہر کر دی کہنے لگا ذرا بھی ہاتھ پیر ہلائے تو مشکوک ہو جاؤں گا"

"ہونہہ" وہ غرایا۔

"میرا خیال ہے اسے ایک ہفتہ دے دیا جائے"

"کہیں یہ اس لئے تو نہیں ہے کہ وہ بے حد طاقتور ہے" غیر ملکی غرایا۔ "اور تم طاقت کی پجاری ہو"

"نو باس" شاردا نے کہا۔ "اسکی طاقت میں رکاوٹیں ہٹانے کے لئے

استعمال کر رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے اسے ایک ہفتہ دے دو۔" غیر ملکی نے کہا۔ مگر اس سے زیادہ کی ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے بتا دینا۔"

"یس باس۔" شاردا نے کہا۔

"کافی کے لئے کہہ دو۔" غیر ملکی نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔" شاردا نے کہا۔

پھر اس نے ایک ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا تھا۔ ادھر اسٹیج پر آرکسٹرا نے والز کے لئے موسیقی شروع کر دی تھی رقص کرنے والے جوڑے اپنی میزوں کے پاس ہی سے حرکت کرتے ہوئے چوبی فرش کی جانب بڑھنے لگے تھے۔ غیر ملکی نے شاردا کی جانب دیکھا اور سر ہلایا۔

وہ ایک آدمی کو گھور کر دیکھ رہی تھی جسے دیکھ رہی تھی وہ ادھیڑ عمر کا تھا اور قیمتی سوٹ میں ملبوس تھا۔

"بہت گھورا جا رہا ہے اسے۔؟" غیر ملکی نے کہا۔

"اوہ۔" شاردا چونک پڑی پھر بولی۔ باس آپ مالکم سے ملنا چاہتے تھے نا۔ الیکٹرانک فیکٹری والا مالکم۔؟

"ہاں پھر۔؟" غیر ملکی نے کہا۔

"یہ وہی ہے۔" شاردا نے ادھیڑ عمر کی جانب اشارہ کیا۔

"مالکم ہے یہ۔؟" غیر ملکی نے پوچھا۔

"یس باس اسی لئے میں اسے دیکھ رہی تھی کہ یہ یہاں کیسے آگیا یہ تو

اپنے مخصوص ہوٹل میں بیٹھتا ہے۔"

"ہونہہ" غیر ملکی نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔ اسے ابھی رہنے دو۔"

"پھر باس۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"کافی پی کر اٹھو چلو ہمیں بہت کام کرنے ہیں۔"

"یس باس" شاردا نے کہا۔

کچھ دیر بعد ویٹر کافی لے آیا اور وہ کافی پینے لگے۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ یہ غیر ملکی آخر کون ہے اور یہ اور شاردا مل کر کیا کر رہے ہیں۔؟ وہ سوچ رہا اور وہ کافی پیتے رہے۔

کافی پی کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے ان کے ہال سے نکل جانے کے بعد صفدر نے اس آدمی کو بھی جاتے دیکھا تھا کہ جس نے اسکا تعاقب کیا تھا پھر صفدر بھی اٹھا تھا بل کی ادائیگی کاؤنٹر پر کر کے وہ باہر نکل آیا۔

وہ ٹھیک اس وقت باہر آیا تھا کہ جب شاردا اور غیر ملکی ایک گاڑی میں بیٹھے گیٹ سے نکل رہے تھے اور اسکا تعاقب کرنے والا اسٹیرنگ وہیل پر تھا۔

روم نمبر دو سو دس دوسری منزل پر تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر رک گئے پھر خاور نے کی ہول سے جھانکنا چاہا تھا۔

مگر اندر دروازے کے دوسری جانب پردہ پڑا ہوا تھا لہٰذا وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکا پھر خاور نے کی ہول سے کان لگا دیا۔ اندر آواز بھی کوئی سنائی نہیں دے رہی تھی اس نے سر ہلایا اور تنویر کی طرف مڑا۔

" اب کیا کریں۔؟ سب کچھ سننے کے بعد تنویر نے پوچھا۔

"یہی میں سوچ رہا ہوں" خاور نے کہا۔

" اندر سناٹے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ اس روم میں آئے ہی نہ ہوں" تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پرچے پر دو سو دس ہی تحریر تھا" خاور نے کہا پھر دروازے کے اوپر لکھے نمبروں پر نظر ڈال کر بولا۔ یہ بھی دو سو دس ہی ہے"

" پھر۔؟ تنویر نے پوچھا۔

" برابر کا روم دیکھو خالی ہے یا نہیں"

" کیوں۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"تم دیکھو تو سہی" خاور نے کہا اور خود دوسری سمت کے روم کی جانب بڑھ گیا دو سو دس کے دائیں طرف دو سو آٹھ تھا اس میں آدمی موجود تھے البتہ اس کے بائیں طرف روم نمبر دو سو بارہ میں کوئی نہیں تھا۔ خاور نے ماسٹر کی سے اس کا لاک کھولا اور دونوں اندر داخل ہو گئے۔

دروازہ بند کر کے انہوں نے اسکے سامنے پردہ کھینچا اور تیزی سے اس دیوار کی جانب بڑھے جو اس روم اور دو سو دس نمبر روم کی مشترکہ دیوار تھی اس دیوار میں بلندی پر روشندان نظر آ رہا تھا۔

خاور نے چاروں طرف دیکھا پھر ایک میز روشندان کے نیچے لاکر رکھی اس پر دوسری چھوٹی میز رکھی پھر کرسی رکھی اور اوپر چڑھ گیا اب وہ روشندان سے دوسری جانب دیکھ سکتا تھا۔ اس کے سامنے اس وقت تین آدمی موجود تھے رازی۔ شیام کمار اور تیسرا وہ جنہوں نے ان کو وہاں بلایا تھا اس کی کمر روشندان کی سمت تھی اسلئے چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔

البتہ اس کے جسم پر قیمتی سوٹ نظر آرہا تھا خاور نے سوچا کہ شاید یہی کوبرا ہے دنیا کا نامی گرامی مجرم۔

وہ آپس میں کچھ گفتگو کر رہے تھے مگر جو کہہ رہے تھے اس کا ایک لفظ بھی اس تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ خاور نے سوچا کیا کرے۔ بگ کی ڈبیہ اس وقت اس کے پاس نہیں تھی ورنہ وہ آسانی سے ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتا تھا۔

"تنویر" اسنے روشندان سے ہٹ کر نیچے جھکتے ہوئے تنویر کو مخاطب کیا۔ ڈکٹا فون ہے۔؟

"ہاں کیوں۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"لاؤ دو۔" خاور نے بے تابی سے کہا۔

"کیا وہ نظر آگئے۔؟ تنویر نے ڈکٹا فون نکالتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔" خاور نے گردن ہلائی۔

"ان میں کوبرا بھی ہے۔؟ تنویر نے ڈکٹا فون والی ڈبیہ خاور کو دیتے ہوئے پوچھا۔

"ایک تیسرا آدمی ہے تو سہی مگر وہ کون ہے کوبرا یا کوئی اور یہ کہنا بے حد مشکل ہے دوست" خاور نے کہا۔

پھر وہ ڈکٹا فون والی ڈبیہ لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے ڈبیہ میں سے تار نکالے اور رسیور والی گھنڈی کان سے لگا کر دوسرا حصہ روشندان کے دوسری جانب لٹکا دیا۔ اب وہ بہت آسانی سے اندر ہونے والی گفتگو سن سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔؟ تیسرے فرد کی آواز ابھری۔

"یس باس" رازی کی آواز آئی۔

"کام ہوشیاری سے کرو گے تو بے پناہ فائدہ اٹھاؤ گے" تیسرے فرد نے کہا۔ کوبرا کے ساتھ کام کرنے والے لاکھوں کماتے ہیں"

"یس باس" اس بار شیام کمار نے کہا تھا۔

"آئندہ جب بھی بلایا جائے تم تنہا آیا کرو گے"

"یس باس" ان دونوں کے منہ سے نکلا۔

"کام اچھی طرح سے سمجھ لیا نا۔؟

"یس باس" شیام کمار نے کہا۔

"ایک بات کا اور خیال رکھنا" تیسرے فرد نے کہا۔

"وہ کیا باس۔؟

"یہ کہ تم دونوں میں سے کسی کے بھی دل میں غداری کا تصور تک نہیں آنا چاہئے ورنہ۔" کہتے کہتے تیسرے فرد کا لہجہ خوفناک ہو گیا۔ وہ

کہہ رہا تھا۔ تم دونوں کی لاشیں لاوارث کتوں کی طرح سڑک پر پڑی نظر آتی گی۔"

"یس باس" وہ کپکپا کر بولے۔

خاور نے انکے لہجے میں بہت واضح طور پر کپکپاہٹ محسوس کی تھی جرائم کی دنیا میں سرفہرست رہنے والے کوبرا کے سامنے کپکپا رہے تھے۔

"وفادار رہ کر ہی تم زندگی اور دولت سب کچھ حاصل کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے باس" شیام کمار نے کہا۔ ہم جب تک تمہارے لئے کام کریں گے وفاداری سے کریں گے۔"

"کام ختم کرنے کے بعد بھی تمہاری زبان ہمیشہ بند رہنی چاہیئے۔" تیسرے فرد کی آواز آئی۔ ورنہ زبان کھولنے کا نتیجہ بھی وہی ہوگا۔"

"یس باس"

"اب تم لوگ جاؤ اور جیسا کہا ہے اس پر عمل شروع کر دو۔"

"رائیٹ باس" رازی نے کہا۔

"یہ بریف کیس لیتے جاؤ۔" تیسرے فرد نے ہاتھ سے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس میں تمہارے لئے بہت کچھ ہے۔"

"رائیٹ باس" شیام کمار اور رازی کے منہ سے بیک وقت نکلا پھر انہوں نے ایک جانب رکھے بریف کیس اٹھائے اور کمرے سے نکلے چلے گئے ان کے جانے کے بعد تیسرا فرد پلٹا اور وہ چونک پڑا۔

اس تیسرے فرد کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور ہونٹوں کو ڈھک لینے والی مونچھیں وہ دوسرے کمرے میں جا کر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

خاور چند لمحے اسکا منتظر رہا پھر تنویر کی جانب مڑا۔

"کیا رہا۔" تنویر نے پوچھا۔

"یہ ہم بتلائیں گے۔" دفعتاً دروازے کی جانب سے آواز آئی بے ساختہ آنکی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھیں اور وہ چونک پڑے۔

دروازے میں دو افراد ریوالور لئے کھڑے انھیں گھور رہے تھے نجانے کب وہ لاک کھول کر اندر گھس آئے تھے۔ خاور کو حیرت تھی کہ تنویر بھی آنکی آمد کو محسوس نہیں کر سکا جبکہ اسکی توجہ تو کوبرا اور شیام کمار اور رازی کے درمیان ہونے والی گفتگو پر لگی ہوتی تھی۔

"کون ہو تم۔" تنویر نے پوچھا۔

"نیچے اترو۔" دوسرا ریوالور ہلا کر بولا۔

"میں نے پوچھا ہے کہ تم کون ہو اور کمرے میں کیوں آئے ہو۔" تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ جواباً کمرے میں کھٹس کی آواز کے ساتھ ہی خاور کی چیخ گونجی تھی۔

عمران کی کار سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی اور اس کا ذہن اس سے بھی زیادہ تیزی سے سوچ رہا تھا۔

صبح سے لے کر اب تک کے واقعات اس کے ذہن میں گونج رہے تھے چکرا رہے تھے اور وہ انہی پر غور کر رہا تھا سوچ رہا تھا کہ وہ کون ہے جس نے اس کے فلیٹ میں انتہائی زہریلے سانپ چھوڑے تھے۔ اگر سلیمان اتفاق سے جاگ نہ رہا ہوتا تو۔ ۔ یقیناً وہ تینوں ہی موت کی میٹھی نیند سو چکے ہوتے۔

انھیں خدا نے بچایا تھا بچانا تو خدا ہی ہے لیکن بعض بندوں پر اسکی خاص نظر ہوتی ہے اور عمران ان میں سے ایک تھا۔ ہزاروں مرتبہ معجزاتی طور پر وہ موت سے بچا تھا اور اسے ہر لحہ یہ احساس ہوتا رہا تھا کہ اسے قدرت کی نظر خاص نے بچایا ہے۔

اس بار بھی یہ معجزہ سامنے آیا تھا سلیمان سے پوچھ گچھ پر پتہ چلا تھا کہ دو دن سے وہ اور گلرخ صبح سویرے اٹھ کر نماز فجر ادا کر کے قرآن کریم کی تلاوت کرنے تھے آج بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ جب پہلا سانپ کمرے میں داخل ہوا تو گلرخ آیت الکرسی پڑھ رہی تھی۔

بس پھر وہ بستر پر چڑھ گئے اور اسکے بعد ایک کے بعد ایک درجنوں سانپوں کی آمد پر اسکی چیخ نکل گئی جس کی وجہ سے عمران کی آنکھ کھل گئی تھی یہی معجزہ تھا یہی اس پر خدا کی رحمت ہوئی تھی ورنہ کیا ضروری تھا کہ سالہا سال سے نماز نہ پڑھنے والا۔

دو دن پہلے ہی سے نماز شروع کرتا اور محض نماز کے لئے صبح صبح جاگنے کی وجہ سے ان تینوں کی جان بچ جاتی۔ وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا پھر وہ اس وقت چونکا جب ٹپ ٹاپ آگیا تھا۔

لیکن اسنے ٹیپ ٹاپ پر گاڑی نہیں روکی تھی وہ ہمیشہ کی طرح آج یہاں نہیں بیٹھنا چاہتا تھا اسی لئے گاڑی بھی وہ لایا تھا جس کے بارے میں سیکرٹ سروس کے ممبر بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ عمران کی گاڑی ہے۔ البتہ یہ انکے علم میں تھا کہ اسکے پاس درجنوں گاڑیاں ہیں۔

اور شہر کے ہر حصے میں اسکے پاس گیراج ہیں جن میں وہ گاڑیاں بند رہتی ہیں مگر وہ ان سے واقف نہیں تھے اور یہ عمران ہی کی مصلحت تھی وہ کچھ ٹھکانے بچا کر بھی رکھنا چاہتا تھا۔ اسکے علاوہ وہ بڑی شدت سے اپنے لئے ایک فورس کی کمی محسوس کر رہا تھا۔

اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ ایک ایسی فورس بنائے کہ جس میں جاسوسی کے ہر شعبہ زندگی سے متعلق ماہرین موجود ہوں اور ان کے ناموں پتوں اور تعداد کے بارے میں صرف وہ جانتا ہو کوئی اور نہیں اس فورس کے لئے اس کے ذہن میں ایک خاکہ تھا۔

مگر وہ اس وقت تک اس کی تشکیل نہیں چاہتا تھا کہ جب تک خاکہ مکمل نہیں ہو جاتا وہ اس کی نوک پلک سنوارنے اور فورس کے اصولو متعین کرنے کے بعد ہی اسکی تشکیل کرنی چاہتا تھا اس فورس کے لئے آدمیوں کا چناؤ بھی اہمیت رکھتا تھا۔

اسنے سر جھٹکا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی دفعتاً اسے خیال آیا کہ صفدر، تنویر یا خاور تینوں میں سے کسی نے بھی اب تک رپورٹ نہیں دی آخر کیوں۔؟

اسنے جولیا کے ذریعے صفدر کو ایک ایسے آدمی کی تلاش پر مقرر کیا تھا کہ جس کا سیدھا کان ٹیڑھا میڑھا ہے اور تنویر اور خاور کو ایک ایسی عورت کی تلاش پر مقرر کیا تھا کہ جس کے سیدھے ہاتھ کی چھ انگلیاں ہوں ان دونوں کی تلاش اسے صبح کے واقعہ کے سلسلے میں تھی۔

اسنے جب سانپوں کے بارے میں غور کیا تو اسکے ذہن میں دو ایسے بین الاقوامی مجرم ابھر آتے تھے کہ جن کا سانپوں سے گہرا تعلق تھا وہ کوبرا کے نام سے دنیا بھر میں مشہور تھا اور چھ انگلی والی عورت اسکی ساتھی تھی کوبرا کا سیدھا کان ٹیڑھا میڑھا تھا۔

دونوں کی یہ نشانیاں ایک ایسے جاسوس نے حاصل کی تھیں جسے ان دونوں نے پکڑ کر ایک راز جاننے کے لئے ٹارچر کیا تھا اور اپنی دانست میں اسے مردہ جان کر سڑک پر پھینک کر چلے گئے تھے۔ ان دنوں عمران برطانیہ ہی میں تھا۔

اور یہ اتفاق کی بات تھی کہ جس جگہ وہ رہائش پذیر تھا اس جاسوس کو اسی سڑک پر پھینکا گیا تھا عمران کا گزر ادھر سے ہوا تو اسنے جاسوس کو زخمی جان کر ہسپتال پہونچانا چاہا تھا مگر اسنے ہسپتال جانے کے بجائے موت کو گلے لگانے کی کوشش کی تھی۔

مجبوراً عمران اسے اپنی رہائش گاہ پر لے آیا تھا وہیں اسنے وہ راز عمران کے حوالے کیا تھا اور کوبرا اور اسکی محبوبہ کی دونوں نشانیاں اسے بتلائی تھیں حلیہ بھی بتایا تھا۔

مگر حلیتے سے زیادہ یہ نشانیاں اُنکی پہچان تھیں۔ پھر جب وہ جاسوس صحت یاب ہو گیا تو برطانیہ سے سوئٹزرلینڈ چلا گیا اور شاید اب تک وہ وہیں تھا اسنے جو راز عمران کو بتایا تھا وہ ایک اسلامی ملک کے بارے میں تھا جہاں کوبرا خونی انقلاب لانا چاہتا تھا۔

عمران نے اسلامی ملک کے حکمرانوں کو اس سے مطلع کر دیا اور سیکرٹ ایجنٹ کے دیئے ثبوت ان کو پہنچوا دیئے نتیجے کے طور پر سازش ناکام ہو گئی اور وہاں خونی انقلاب نہ آسکا اسکے کچھ دنوں بعد برطانیہ کی ایک شاہراہ پر پندرہ لاشیں پائی گئیں تھیں۔

یہ ان لوگوں کی لاشیں تھیں جن کو خونی انقلاب لانے کی ذمے داری سونپی گئی تھی یہ سب کوبرا کے ساتھی تھے ان کے ماتھے پر کوبرا کا خونی نشان یعنی کاٹنے سانپ کی مہر موجود تھی یہ مہر دنیا کے سب سے زیادہ مہلک زہر سائنائیڈ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

اسکے بعد بھی ایسی لاشیں دنیا بھر میں ملتی رہیں جو کوبرا کے عتاب کے شکار ہوتے تھے۔ کوبرا ناکامی برداشت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اس کا ڈسا زندہ رہ پاتا تھا۔ اپنے فلیٹ میں سانپ پاکر جب اسنے غور کیا تو کوبرا ہی کا نام سامنے آیا تھا۔

ممکن تھا کوبرا کو علم ہو گیا ہو کہ عمران نے خونی انقلاب کے بارے میں اسلامی ملک کے حکمرانوں کو بتایا تھا۔ اور اب وہ اس سے انتقام لینا چاہتا ہو۔

سانپوں کا اسکے فلیٹ میں چھوڑنا اسی سلسلے کی کڑی ہو۔ وہ کوبرا کے نام سے مشہور تھا اور کوبرا ہی سے اُسے ختم کرانا چاہتا ہو کیونکہ سانپوں کے ڈھیر میں کوبرا بھی بکثرت تھے۔

اسنے جتنا سوچا کوبرا کا خیال یقین میں بدلتا چلا گیا۔

بس پھر اس نے اسی لائن پر ایکشن لینے کا فیصلہ کیا اور صفدر خاور اور تنویر کو کام پر لگا دیا۔

اسے اُمید تھی کہ اگر کوبرا اور اسکی ساتھی یہاں موجود ہیں جیسا کہ اسے شبہ تھا تو یقیناً اسکے ماتحت انھیں تلاش کرلینگے بس پھر بقیہ کام اس کا ہوتا کہ وہ ان کو آہنی سلاخوں کے پیچھے پہونچاتا۔ لیکن اسنے سوچا یہ اتنا آسان بھی نہیں ہوگا۔

اگر وہ سامنے آبھی گئے تو ثبوت تلاش کرنے ہونگے۔ وہ سوچتا رہا اور گاڑی دوڑتی رہی مختلف سڑکوں سے گزرتا ہوا وہ گیلانٹ نائٹ کلب پہونچ گیا۔ کچھ بھوک محسوس ہورہی تھی لہذا اسنے یہاں پر ہی بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہوئے گاڑی پارکنگ میں روک دی۔

پھر اترکر آگے بڑھنا ہی چاہتا کہ چونک پڑا۔ دوسری قطار میں ایک گاڑی پر اسکی نگاہ جم گئی یہ خاور کی گاڑی تھی گویا تنویر اور خاور یہاں موجود تھے۔

وہ دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اب میک اپ کے بغیر ہال میں جانا اس نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔

ہال میں خاور اور تنویر اُسے نظر آگئے تھے۔ مگر ان کے انداز سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ اپنے برابر والی ایک میز پر بیٹھنے والے دو افراد کی گفتگو سننا چاہ رہے ہوں۔ عمران نے ان دونوں افراد پر نگاہ ڈالی اور بُری طرح چونک پڑا۔

وہ ان کو پہچانتا تھا ان میں ایک رازی تھا۔ ڈسکو نائٹ کلب کا مالک اور دوسرا شیام کمار تھا اسٹار نائٹ کلب کا مالک مگر اس نے سوچا تنویر اور خاور کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔؟ وہ کیوں انکی گفتگو سننا چاہتے ہیں۔؟

وہ بھی اُن کے قریب کی ایک میز پر جا بیٹھا اور کافی کا آرڈر دے دیا وہ رازی اور شیام کمار کی گفتگو نہیں سن سکتا تھا مگر انکے چہروں کے تاثرات سے اسکا اندازہ تھا کہ وہ کوئی اہم گفتگو کر رہے ہیں پھر لفافہ سامنے آیا تھا۔

پھر وہ لفافہ گرا اور بعد میں خاور کی جیب میں پہونچ گیا۔ خاور کی جیب سے عمران نے لفافہ اس وقت اڑا لیا کہ جب وہ اوپری منزل پہ جانے کے لئے یکے بعد دیگرے اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔ خاور کو اس کا احساس تک نہیں ہو سکا تھا۔

پھر جب باتھ روم میں جا کر عمران نے لفافے میں موجود پرچہ پڑھا تو اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ اس پرچے پر بنی کوبرا کی تصویر نے اس کے اندیشوں کی تصدیق کر دی تھی۔

اسرار و سسپنس آغ ایکشن اور ہنگاموں سے بھرپور

عمران سیریز کا دلچسپ اور مکمل ناول

گروپ آف ڈیتھ

مصنف ــــــ ایس قریشی ــــــ

o ۔ وہ درندے تھے اور موت بھی ان سے کانپتی تھی اور وہ "گروپ آف ڈیتھ" کے بھیانک نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ وہ کون تھے ۔؟

o ۔ وزارت دفاع کی ہنگامی میٹنگ جس عمارت میں ہو رہی تھی وہ ایک دھماکے سے تباہ ہو گئی اس عمارت میں دفاعی امور کے ماہر صدر اور وزیر اعظم کے علاوہ تینوں فوجوں کے سربراہ بھی تھے کیا وہ سب ہلاک ہو گئے ۔؟ خوفناک لمحات ۔

o ۔ عمران کار سے اتر کر عمارت کے دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ ٹامی گن گرجی اور گولیاں عمران کے سینے سے ٹکرائیں اور وہ گرتا چلا گیا ۔ کیا عمران کا خاتمہ ہو گیا تھا ۔؟

گروپ آف ڈیتھ ۔ عمران کا ایک نہ بھولنے والا ناول ۔ آج ہی طلب کریں ۔

پھر یہ بات بھی سامنے آگئی کہ کوبرا نے شیام کمار اور رازی کو اپنا آلہ کار بنا لیا ہے اور اس وقت وہ روم نمبر دو سو دس میں موجود ہے اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔؟

کیا وہ روم نمبر دو سو دس میں جائے۔؟

یا وہ خاور اور تنویر پر اس معاملے کو چھوڑ دے۔؟

مگر نہیں۔ عمران نے نفی میں سر ہلایا۔ کوبرا کا معاملا ماتحتوں پہ ہرگز نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو بات دوسری تھی۔ فیصلہ کر کے وہ اٹھ گیا اسکا رخ بھی اوپری منزل کی جانب تھا روم دو سو دس والی راہداری خالی ملی تھی۔

نجانے خاور اور صفدر کہاں چلے گئے تھے۔ اس نے ان کی تلاش میں پوری راہداری کا چکر لگایا پھر وہ دو سو دس نمبر کمرے کے کی ہول پر جھک گیا اندر دروازے کے سامنے پردہ لٹکا ہوا تھا۔

اس نے کچھ سوچا پھر جیب میں لگے قلموں میں سے ایک قلم نکالا اور اس کو آپریٹ کرنے کے بعد اس کی نوک دروازے کے پٹوں کے نیچے سے اندر کی اور کلپ دبا دیا۔

سٹ کی معمولی سی آواز ہوئی اور ایک نصف انچ لمبی ایک سو موٹی سوئی سی نکل کر کمرے کے اندر چلی گئی۔

وہ اٹھا اور راہداری کے دوسرے سرے پہ جا کر آڑ میں کھڑا ہو گیا اور قلم کا ایک حصہ کان سے لگا لیا۔

یہ جدید طرز کا ایک بگ ٹرانسمیٹر تھا قلم سے جو سوئی نکل کر کمرے میں گئی تھی وہ اس کا بگ تھا اور اب عمران کے ہاتھ میں رسیور رہ گیا تھا جسے اس نے کان سے لگا لیا تھا اور روم نمبر دو سو دس میں ہونے والی ساری گفتگو وہ سن رہا تھا۔

"کیا رہا۔؟ عمران نے ایک کرخت آواز سنی۔

"ان دونوں کے تعاقب میں کوئی نہیں تھا" یہ دوسری آواز تھی۔

"تمہیں اسکا یقین ہے۔؟ کرخت آواز۔

"یس باس" دوسری آواز نے کہا۔ ہم بہت دیر سے ہال میں موجود تھے رازی اور شیام کمار ہمارے سامنے آئے تھے"

"ان کے تعاقب میں کوئی بھی نہیں تھا باس" تیسری آواز ابھری۔

"تم لوگوں نے اچھی طرح یقین کر لیا ہے نا کہ ان کا تعاقب کسی نے نہیں کیا" کرخت آواز نے کہا۔ پھر سوچ لو۔؟

"یس باس" دوسری آواز۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ کسی نے ان کا تعاقب نہیں کیا وہ دونوں "تنہا" ہی تھے"

"ہونہہ" کرخت آواز نے ہنکارا بھرا۔

"جب لفافہ انھیں پہنچایا گیا اس وقت وہ چونکے تھے اور ویٹر کے بتانے پر میری تلاش میں نگاہیں دوڑائی تھیں مگر میں پہلے ہی وہاں سے ہٹ آیا تھا"

"انکے تاثرات کیسے تھے۔؟

"رازی سنجیدہ تھا مگر شیام کمار کے چہرے پر حیرت تھی" تیسری آواز۔
"تم نے انکے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تھی۔؟
"یس باس" دوسری آواز نے کہا۔ وہ آپ سے بے حد خوفزدہ اور ڈرے ہوتے ہیں خاص طور پر شیام کمار"

"ہونہہ"
"مجھے یقین ہے کہ دونوں وفاداری سے کام کریں گے"
"اسکے باوجود" کرخت آواز نے کہا۔ تمہیں ان دونوں پر کڑی نگاہ رکھنی ہوگی ان پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا"
"یس باس" دوسری آواز۔
"کل سے ان دونوں کو انکے کاموں سے لگا دو" کرخت آواز نے کہا۔ میں پہلے تجربے کی ناکامی کے بعد اب مزید رسک نہیں لینا چاہتا نہ ہی اسے کاروائی کے لئے وقت دینا چاہتا ہوں"
"یس باس" دوسری آواز۔
"باس کیا وہ زندہ بچ نکلا ہوگا۔؟" تیسری آواز۔
"اس کے بارے میں کوئی بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی" کرخت آواز نے کہا۔ ممکن ہے وہ بچ نکلا ہو"
"مگر باس وہ سانپ اتنے زہریلے تھے کہ پتھر پر بھی ڈنک مار دیں تو پانی بن جاتے" تیسرے نے کہا۔ کیا وہ ان سے بچ نکلا ہوگا۔؟ نہیں باس مجھے اسکا یقین نہیں ہے"

"اس کی لاش دیکھے بغیر کسی بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا"
"یس باس" تیسری آواز نے کہا۔
"اوہ" یک بیک ہلکی سی آہٹ کے ساتھ ایک چیخ بھی عمران نے سنی تھی آواز دور کی اور گھٹی گھٹی تھی۔
"یہ کیا۔؟" دوسری آواز۔
"اوہ کہیں ان لوگوں کا ٹکراؤ تو نہیں ہوگیا۔" کرخت آواز نے کہا۔
"ایسا ہی لگتا ہے باس" دوسری آواز نے کہا۔
"جاؤ جا کر دیکھو" کرخت آواز ابھری۔
اسکے ساتھ ہی قدموں کی دور ہوتی چاپ سنائی دی تھی عمران نے قلم جیب میں رکھا پھر مڑا ہی تھا کہ بری طرح سے چونک پڑا۔ ایک ریوالور کی ٹھنڈی ٹھنڈی نال اسکی کھوپڑی سے آلگی تھی۔

ٹھس کی آواز کے ساتھ ہی خاور کی چیخ کمرے میں ابھرنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ گولی خاور ہی کے لگی تھی۔
ریوالور والے نے گولی خاور کے پیروں پر چلائی تھی مگر خاور اسکے ٹریگر دبانے سے ایک لمحے پہلے جست لگا چکا تھا۔

جسنح اس نے ٹریگر دبنے کے بعد ماری تھی نتیجے کے طور پر وہ بری طرح سے بوکھلا گئے تھے پھر جب تک وہ حقیقت سمجھ پاتے خاور کی فلائینگ کک ریوالور بردار کے منہ پر پڑ چکی تھی وہ اچھل کر دیوار سے ٹکرایا تھا پھر اس طرح فرش پر گرنے والے خاور کی جانب آیا جیسے دیواریں اسپرنگ لگے ہوئے ہوں۔

مگر یہ اسکی بدقسمتی تھی کہ خاور چوکنا تھا۔

جیسے ہی وہ خاور کی جانب آیا اسنے دونوں ٹانگیں اٹھا کر گھٹنے موڑ کر اسکی جانب اٹھا دیئے وہ اسکے گھٹنوں پر گرا اور خاور نے اسے سر کے اوپر سے دوسری جانب اچھال دیا۔ وہ ٹھیک اس لمحے خاور کے سر پر سے گزر رہا تھا کہ جب اسکے ساتھی نے لوہے کی سلاخ سے وار کیا تھا۔

وار اسکے ساتھی کے سر پر لگا تھا۔

دوسرے ہی لمحے کمرے میں اسکی کربہہ چیخ گونجتی چلی گئی وہ پیٹ سے فرش پر گر پڑا پھر اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ سلاخ استعمال کر سکتا خاور فرش پر لیٹے ہی لیٹے اچھلا اور اس پر جا گرا۔

سر کی ٹکر اسکے پیٹ پر لگی تھی وہ اوع کی آواز منہ سے نکالتا ہوا جھکا ہی تھا کہ خاور کا گھٹنا اسکے پیٹ کے نیچے لگا اور وہ بلبلاتا ہوا کمرے میں ناچنے لگا۔

بس پھر وہ سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ خاور نے لوہے کی سلاخ اٹھائی اور اس کی کنپٹی پر دے ماری دوسرے ہی لمحے وہ لڑکھڑایا پھر کسی تناور درخت کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔

"خبردار ہاتھ اٹھالو" یک بیک دروازے کی جانب سے آواز آئی۔
خاور سلاخ سمیت ہاتھ اٹھاتے ہوئے دروازے کی جانب مڑا۔ وہ دونوں غیر ملکی ہی تھے جو ریوالور سنبھالے دروازے میں کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ریوالور تھے جنکی نالوں کا رخ اسی کی جانب اٹھا ہوا تھا اور وہ بڑے کینہ توز انداز میں اسے گھور رہے تھے۔
"سلاخ پھینک دو ورنہ ....." دوسرا غرایا۔
"ورنہ کیا۔" خاور نے پوچھا ویسے اسے تنویر کی جانب سے فکر تھی جانے اس پر کیا بیتی تھی جواب تک وہ سامنے نہیں آیا تھا اور ان سے لڑتے ہوئے وہ اسے دیکھ بھی نہیں سکا تھا۔
"گولی ماردونگا" وہ غرایا۔
"اوہ" خاور نے کہا۔ تمہارے ریوالور میں گولی ہے بھی یا یونہی خواہ مخواہ دھمکیاں دے رہے ہو"
"سلاخ مت پھینکو" وہ غرایا۔ تمہیں خود اندازہ ہو جائے گا کہ ریوالور میں گولیاں ہیں یا نہیں"
"اچھا" خاور نے کہا۔
"وقت مت ضائع کرو" پہلے نے کہا۔ اسے گولی مار دو اور اپنے ساتھیوں کو دیکھو پتہ نہیں زندہ بھی ہیں یا........"
"صرف بیہوش ہوتے ہیں" خاور بات کاٹ کر بولا۔
"تمہیں اس کے لئے بھگتنا ہوگا" وہ خونخوار لہجے میں بولا۔

"ارے۔؟ دوسرا بولا۔ اب تک تم نے سلاخ نہیں پھینکی۔؟
"پھینک دوں۔؟ خاور نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔
"مت پھینکو ایک لمحے بعد ہی گولی تمہارے بھیجے میں ہوگی۔" وہ خاور کی جانب ریوالور اٹھاتے ہوئے بولا۔
"اچھا بڑے بھائی پھینکے دیتا ہوں۔" خاور نے مرتے ہوئے لہجے میں کہا پھر سلاخ اس کے ہاتھ سے چھٹی مگر اسکے ہاتھ سے نکل کر وہ کسی راکٹ ہی کی طرح ان دونوں کے چہروں سے ٹکرائی تھی وہ کراہتے ہوئے پیچھے ہٹے ہی تھے کہ خاور کی لاتیں انکے منہ پر پڑیں۔
دوسرے ہی لمحے وہ اچھلے اور گرتے چلے گئے۔
"کیوں دوستوں اب کیا خیال ہے۔؟ خاور انکے ہاتھوں سے نکل جانے والے ریوالور اٹھاتا ہوا بولا۔
"پچھتاؤ گے۔" وہ اٹھ کر منہ سے بہنے والا خون صاف کرتے ہوئے بولے ان میں سے ایک کی آنکھ پر نیل پڑ گیا تھا۔
"پچھتانے ہی کے لئے تو یہاں آیا ہوں۔" خاور غرایا۔
"ریوالور ہمیں دے دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔" دوسرا خون تھوکتا ہوا بولا۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"
"بہت خوب۔" خاور نے کمرے میں چاروں جانب نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا مگر اسے تنویر نظر نہیں آیا تھا۔
"لاؤ دو ریوالور۔" ان میں سے ایک نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے

کہا ساتھ ہی وہ ایک قدم آگے بھی آیا تھا۔
"لو" خاور نے کہا اور نال جھکا کر ٹریگر دبا دیا۔
گولی آگے بڑھنے والے کے پیروں کے پاس فرش سے ٹکرا کر اُچٹی اور
وہ اچھل کر پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔
"یہ تم اپنی موت بلا رہے ہو"
"کہاں سے۔؟ خاور نے مسکرا کر پوچھا۔ موت کا آلہ تو میرے ہاتھ میں
ہے پیارے اور دھمکی تم دے رہے ہو۔؟
"شٹ اپ" وہ غرایا۔
"شٹ اپ ہو گیا تو پھر تمہاری بے تکی باتوں کے جواب کون دے گا؟
خاور نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا اس بے کار گفتگو سے اس کا
مقصد صرف یہی تھا کہ تنویر جہاں بھی گیا ہے وہ واپس آجاتے کیونکہ
کمرے میں بہر حال وہ موجود نہیں تھا۔
"تو تم اس طرح سے نہیں مانو گے" دوسرے نے خاور کے عقب
میں اسطرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہاں کوئی موجود ہو۔
"پرانی چال ہے" خاور نے کہا۔
"تو نئی لو" کہتے ہی بجلی جیسی تیزی سے ان دونوں نے خاور پر
جست لگائی تھی ایک خاور کے سروں کی طرف بڑھا تھا جبکہ دوسرے
نے اسے فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی تھی دونوں کوششیں ناکام
رہیں کیونکہ خاور بھی بجلی بن گیا تھا۔

اُسنے بڑی تیزی سے خود کو بائیں سمت اچھالا تھا۔ وہ دونوں اس کے قریب سے نکلے چلے گئے تھے ایک تپائی پر گرا تھا جبکہ دوسرا صوفے سے جا ٹکرایا تھا دونوں کے منہ سے کراہیں نکلی تھیں۔ پھر وہ بدقت تمام اٹھ کر کھڑے ہو سکے تھے نگاہیں خاور پر تھیں۔

"اب ہاتھ اٹھاؤ اور دیوار کی جانب مڑ جاؤ"

"اگر ایسا نہ کریں تو۔؟ ان میں سے ایک بولا۔

"میں ایسا نہ کرنے والے کو گولی مار دونگا" خاور ریوالور کی نال اسکی جانب اٹھاتے ہوئے بولا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے"

"کیوں نہیں کر سکتا۔؟

"اس لئے کہ تم ایسا کر کے مصیبت میں پھنس جاؤ گے" دوسرا غرایا۔ اور نہ صرف تم بلکہ تمہاری حکومت بھی"

"وہ کیسے جانِ جگر۔؟ خاور نے پوچھا۔

"ایسے کہ ہم تمہارے ملک کے باشندے نہیں ہیں"

"وہ تو تمہارے چہروں سے ظاہر ہے"

"ہمارا تعلق سوویت روس سے ہے" ان میں سے ایک نے کہا۔ اور ہم باقاعدہ پاسپورٹ اور ویزا سے یہاں آتے ہیں"

"پھر۔؟ خاور نے پوچھا۔

"اگر تم نے ہمیں گولی ماردی تو ہمارا ملک اس پر بازپرس کرے

گا اور تمہارا ملک اس باز پرس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"

"وہ کیوں یہ بھی بتا چلو۔"

"اس لئے کہ تمہارا ملک سوویت روس سے لگاڑنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔" دوسرے نے کہا۔ "اور نہ وہ لگاڑے گا۔"

"اچھا تو یہ بات ہے۔" خاور نے سر ہلا کر کہا۔

"ہاں بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں چھوڑ دو جانے دو۔" پہلے نے کہا۔ "ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے بارے میں رپورٹ نہیں کریں گے۔"

"کرو گے بھی تو میرا کیا لگاڑلو گے۔؟"

"کیا مطلب۔؟" وہ چونک کر بولے۔

"مطلب یہ کہ اگر میں تم دونوں کو مار کر دیوالو۔ تم دونوں کے ہاتھوں میں تھما دوں اور ایک کلو ہیروئن یہاں تمہاری لاشوں کے ساتھ چھوڑ کر پولیس کو اطلاع دے کر چلا جاؤں تو۔؟"

"کیا... کیا..." وہ حیرت سے بولا۔

"تم... ایسا نہیں کر سکتے۔" دوسرے نے جلدی سے کہا۔

"ضرور کروں گا۔" خاور نے کہا۔ "اس طرح جب تمہاری لاشیں پولیس کو ملیں گی تو وہ تمہیں ہیروئن کا اسمگلر سمجھیں گی یہ تو اخبارات میں تمہاری تصاویر چھپنے کے بعد پتہ چلے گا کہ تم کون ہو۔"

"نہیں تم ایسا نہیں کرو گے۔" وہ دہشت زدہ ہو کر بولا۔ "اس لئے کہ پھر سوویت یونین بھی تمہارے بارے میں کچھ معلوم نہیں

کرے گا کیونکہ وہاں منشیات فروشی کی سزا بہت بھیانک ہے"
"تم... تم... ذلیل کتے" دوسرا غرا کر بولا۔
"نہ نہ... نہ... اپنے خطاب مجھے مت دو" خاور نے کہا۔ ویسے صحیح طور سے بتلاؤ کہ تمہارا تعلق کس ملک سے ہے"
"بتایا نا کہ سویت...."
"نہیں" عمران نے کہا تم روسی ہرگز نہیں ہو تم امریکی یا فرانسیسی ہو سکتے ہو اور وہ بھی یہودی النسل"
"اوہ" وہ خاور کی بات سن کر چپ ہو گئے۔
دفعتاً دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوئی تو خاور کی نگاہ ایک لمحے کے لئے دروازے کی جانب ہوئی تھی کہ دونوں ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل گئے کیونکہ انہوں نے بیک وقت چھلانگیں لگائی تھیں۔ ایک خاور پر گرا تھا دوسرا دروازے کے پاس پھر وہ تنویر پر جھپٹا تھا۔
تنویر اس کے لئے تیار نہیں تھا کنپٹی پر ضرب کھا کر وہ لڑکھڑا یا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا تھا اسکی آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا تھا بس پھر وہ دروازے سے باہر تھا۔
ادھر خاور سے ٹکرانے والے نے بھی دوبارہ اس پر حملہ نہیں کیا تھا اسنے بھی دروازے کی جانب دوڑ لگائی تھی اور اپنے ساتھی کے ساتھ ہی وہ بھی کمرے سے نکلا چلا گیا تھا۔
"بھاگ گئے" سنبھلنے کے بعد خاور بڑبڑایا۔

"ہاں" تنویر سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"تم کہاں چلے گئے تھے" خاور نے ریوالور فرش سے اٹھاتے ہوئے تنویر سے پوچھا پھر وہ دونوں ریوالور جیب میں ڈال لئے جو وہ چھوڑ گئے تھے اور اس طرف بڑھا جس طرف دونوں افراد بیہوش پڑے تھے۔

"اسے دیکھنے جو انکا باس تھا"

"کیا مطلب۔؟ خاور نے پوچھا۔

"میں نے سوچا کہ جب یہ ادھر آتے ہیں تو یقیناً انکا باس یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا لہذا کیوں نہ اسے پکڑا جائے"

"پھر۔؟ خاور نے پوچھا۔

"وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا"

"کیا مطلب۔؟ خاور نے پوچھا۔

"میں جب کمرے کے پاس پہونچا تو وہ باہر نکل رہا تھا مجھے دیکھتے ہی اس نے ریوالور نکال لیا تھا پھر وہ واپس کمرے میں گھس گیا"

"مگر" خاور نے کہنا چاہا۔

"کمرہ اندر سے بند ہوگیا تھا لہذا جتنی دیر میں میں لاک کھول کر کمرے میں پہونچا چڑیا اڑ چکی تھی"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو"

"اسنے اسنے کمرے میں گھس کر دروازہ اندر سے لاک کر لیا تھا" تنویر نے کہا۔ جب تک لاک کھول کر میں اندر داخل ہوا وہ کھڑکی سے کارنس پر

آئر کر کمرے سے فرار ہو چکا تھا۔"

"پھر اتنی دیر کہاں لگا دی۔؟"

"تلاشی۔" تنویر نے کہا۔ کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔"

"پھر کچھ ہاتھ لگا۔؟ خاور نے پوچھا۔

"نہیں۔" تنویر نے کہا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ کمرے انہوں نے آج اور کچھ ہی دیر پہلے کرائے پر لئے تھے۔"

"ہونہہ۔" خاور نے کہا اور ان دونوں پر جھک گیا جو بیہوش پڑے ہوئے تھے وہ انکی تلاشی لینا ہی چاہتا تھا کہ تنویر نے اسے روک دیا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

"کیوں تلاشی سے کیوں روک رہے ہو۔؟

"اس لئے کہ انھیں میں جانتا ہوں۔"

"کون ہیں یہ۔؟ خاور نے پوچھا۔

"کرائے کے آدمی۔ بالٹی کلب کے غنڈے۔"

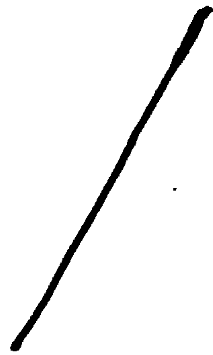
"تمہیں یقین ہے۔؟ خاور نے پوچھا۔

"یقین کرنے کے لئے ان کے کوٹ کے کالر یا قمیض کے کالر الٹ کر دیکھ لو پتہ لگ جائے گا۔" تنویر نے کہا۔

خاور نے دونوں کے کالر الٹے۔ ان کے کالروں کے اندر والی سطح پر کالے دھاگے سے بالٹی کڑھی ہوئی تھی۔ یہ کلب کا نشان تھا۔

"تمہارا خیال ٹھیک ہے۔" خاور نے کہا۔ مگر اب ان کا کیا کریں۔؟

"اس بارے میں ایکسٹو سے مشورہ کر لیا جائے تو بہتر ہے" تنویر نے کہا۔
"ٹھیک ہے" خاور نے کہا۔
پھر اس نے رسٹ واچ اتاری اور اس پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنے کے لئے اس کی فری کوئنسی سیٹ کرنے لگا۔



ریوالور ایک غیر ملکی کے ہاتھ میں تھا اور اس کی سرد نگاہیں عمران کو اپنے چہرے میں کھبتی محسوس ہو رہی تھی۔
"کیا بات ہے۔؟" عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔
"بات یہ بتائے گا" اس نے ریوالور کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ چلو سیدھے آگے بڑھتے چلو"
"چلو" عمران نے کہا۔ مگر میرے پاس زیادہ رقم نہیں ہے"
"کم پڑے گی تو تم ہم سے لے لینا اسکی فکر مت کرو" وہ ریوالور اسکی کمر سے لگائے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔
"یار تم تو سخی لٹیرے ہو" عمران نے کہا۔
"یہ کیا ہوتا ہے۔؟" وہ کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں بولا۔
"جولیٹ کا باپ ہوتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"احمق مت بناؤ" وہ غرایا۔
"چلو نہیں بناتا بس" عمران نے رکتے ہوئے کہا۔
"کیوں رک کیوں گئے۔؟ وہ غرایا۔
"اس لئے کہ تم جولیٹ کے باپ بننے پر تیار جو نہیں ہو" عمران نے بڑے اطمینان سے کہا اور وہ دانت پیس کر بولا۔
"مرنا چاہتے ہو شاید۔؟
"یہ کام تمہارا نہیں پیارے ملک الموت کا ہے"
"مجھے ہی ملک الموت سمجھ لو" وہ غرایا۔
"ارے باپ رے مار تا مت" عمران نے اچانک اسکے عقب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
اسنے بوکھلا کر عقب میں دیکھا اور اسی لمحے عمران نے اسکے ہاتھ سے ریوالور اچک لیا وہ تیزی سے مڑا مگر اب ریوالور اسکے ہاتھ میں نہیں تھا بلکہ ریوالور کی نال اسکی کھوپڑی سے لگی ہوئی تھی۔
"ہاں تو جان پدر اب تم بولو گے اور میں سنونگا"
"کیا مطلب۔؟ غیر ملکی بولا۔
"مطلب یہ کہ اب تم میرے سوالوں کے جواب دو گے"
"کیسے سوال۔؟ غیر ملکی نے پھر اسی لہجے میں کہا۔
"ایسے" عمران نے کہا پھر بولا۔کوبرا کہاں ہے۔؟
"کون کوبرا۔؟ وہ غیر ملکی چونک کر بولا۔

"وہی جس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے"

"مجھے یہاں کسی نے نہیں بھیجا" غیر ملکی نے کہا۔

"اچھا" عمران نے سر ہلایا۔ "اس کا مطلب ہے کہ تم یہاں ریوالور لے کر چہل قدمی اور تفریح کر رہے تھے"

"مگر" غیر ملکی نے کہا۔ "تفریح کے لئے میں ضرور کمرے سے نکلا تھا مگر یہ ریوالور میرا کب ہے یہ تو تمہارا ہے"

"اچھا۔؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"ہاں اور اس پر تمہارے ہی فنگر پرنٹس ہیں"

"واقعی۔؟" عمران نے کہا۔ "یار تم نے تو مصیبت میں ڈال دیا ہے مجھے"

"اس کا ایک حل ہے"

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

اس وقت اس کے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برسنے لگے تھے اور وہ پرلے درجے کا گاؤدی اور احمق نظر آ رہا تھا۔

"ریوالور مجھے دو اور میرا راستہ چھوڑ دو مجھے جانے دو"

"ریوالور تمہیں دے تو سکتا ہوں مگر اس میں کئی دشواریاں ہیں" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کیا۔؟" غیر ملکی نے پوچھا۔

"اول یہ کہ تمہارے ہاتھ میں جاتے ہی چل گیا تو۔؟" عمران نے کہا۔ "میری تو لاش پر کراہنے کے رونے والے بھی نہیں ملیں گے"

"تم ریوالور میں سے گولیاں نکال سکتے ہو"

"دوسری وجہ" عمران نے کہا۔ ریوالور میں سے گولیاں نکال کر ریوالور تمہیں دے تو دوں مگر تمہارے جانے کے بعد میرے سوالوں کے جواب کون دے گا کون بتاتے گا کہ کوبرا کون ہے۔؟

"یہ تو مجھے نہیں معلوم" غیر ملکی نے کہا۔

"کیا نہیں معلوم" عمران نے پوچھا۔ کہ کوبرا کون ہے۔؟

"نہیں بلکہ یہ کہ تمہارے اوٹ پٹانگ سوالوں کے جواب کون دے گا"

"گڈ" عمران نے کہا۔ ان دو سوالوں کو حل کر دو اور چلے جاؤ"

"تم خواہ مخواہ مجھے بھی پریشان کر رہے ہو اور خود بھی ہو رہے ہو اس سے بہتر ہے کہ مجھے چلا جانے دو"

"نہیں" عمران نے کہا۔ یہ بتاؤ دو سو دس نمبر تمہارے نام ہے۔؟

"ہاں" اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"کوبرا تمہارے سامنے ہی......"

"پھر وہی کوبرا" وہ غیر ملکی اسکی بات کاٹ کر بولا۔ میں کسی کوبرا کو نہیں جانتا مسٹر کیا سمجھے۔؟

"ہونہہ" عمران نے کہا۔ چلو تمہارے کمرے پر چلتے ہیں۔"

"وہاں کیا کرو گے۔؟ غیر ملکی نے پوچھا۔

اس کا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے وہ عمران کو کمرے پر جانے سے روکنا چاہتا ہو نہیں چاہتا کہ وہ وہاں جائے۔

"اسکی تلاش جسے تم باس کہہ کر پکار رہے تھے"
"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر" غیر ملکی نے کہا۔ اپنے کمرے میں میں بالکل تنہا تھا تنہا ہوں کیا سمجھے"
"آؤ چلو" عمران اسے کمرے کی جانب دھکیلتا ہوا بولا اس بات کا اسے خیال رکھا تھا کہ وہ عمران سے لپٹ نہ سکے۔
وہ کمرے میں آئے تھے اور یہاں کی حالت دیکھکر غیر ملکی بری طرح سے چونک پڑا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے بڑی جلدی میں کمرے کی تلاشی لی ہو عمران نے معنی خیز انداز میں نگاہیں گھما کر غیر ملکی کو دیکھا تھا پھر اسے خاموش پاکر طنزیہ لہجے میں بولا۔
"اب کیا کہتے ہو۔؟
"یہی کہ میرے کمرے کی کسی نے تلاشی لی ہے" غیر ملکی نے تیزی سے کہا۔
"آہا" عمران مسکرا کر بولا "تمہارے کمرے میں کیا ہے جو کوئی تلاشی لینے آئے گا۔؟ بولو۔؟
"پھر یہ سب کس نے کیا ہے۔؟ وہ بکھرے ہوئے سامان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں بولا۔
"اسی نے جس کو تم کوبرا کہتے ہو"
"میں کسی کوبرا کو نہیں جانتا" وہ غیر ملکی غرا کر بولا۔
"میں نے اپنے کانوں سے تمہیں اس سے باتیں کرتے اور احکامات لیتے سنا ہے" عمران نے کہا۔

"اچھا" وہ ہنسا۔ اگر کانوں سے سنا ہے تو کیا اسے بطور ثبوت تم دنیا کی کسی عدالت میں پیش کر سکتے ہو۔؟

"نہیں" عمران نے کہا۔ مگر ثبوت تم خود فراہم کرو گے"

"بس بہت ہو چکا" غیر ملکی غرا کر بولا۔ اب یہاں سے چلے ہی جاؤ ورنہ میں ہوٹل کے منیجر کو بلانے پر مجبور ہو جاؤں گا"

"اچھا۔؟ عمران نے سر ہلایا۔

"ہاں اور یہ اچھی طرح سمجھ لو مسٹر عمران" یک بیک اسکا رویہ بدل گیا اور وہ سرد لہجے میں بولا "تم میرا یا ہمارے کسی ساتھی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ ثبوت کے لئے ساری زندگی سر پٹختے رہو گے اور تمہیں کسی قسم کا ثبوت ہمارے خلاف نہیں مل سکے گا"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔

"بس اب جاؤ ایسا نہ ہو کہ میں تمہارے خلاف کاروائی کرنے پر مجبور ہو جاؤں مسٹر عمران"

"کم از کم اپنا نام تو بتلا دو جان پدر" عمران نے کہا انداز میں ایسی ہی بے بسی تھی جیسے وہ نروس ہو کر رہ گیا ہو۔

"گراہم۔ مارٹن گراہم" اسنے کہا۔ باقاعدہ پاسپورٹ اور ویزا لیکر یہاں آیا ہوں تصدیق کر سکتے ہو"

"اوہ شکریہ" عمران نے سر ہلایا۔

"لاؤ ریوالور مجھے دے دو" گراہم نے کہا۔

"اس طرح تم اپنے خلاف ثبوت فراہم کردو گے کیونکہ ریوالور غیر قانونی ہوگا تمہارے پاس اس کا لائسنس نہیں ہوگا۔"

"ہے" گراہم مسکرایا۔ میرے پاس اس ریوالور کا انٹرنیشنل لائسنس ہے اور پاسپورٹ میں اسکا اندراج ہے۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا اور ریوالور گراہم کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔ غلطی ہوگئی گراہم جی۔"

"کوئی بات نہیں" گراہم نے ریوالور لیتے ہوئے کہا۔ بس اب جاؤ اور ہمارے خلاف ثبوت تلاش کرو۔"

"بہت بہتر" عمران نے سعادتمندی سے کہا۔

"ثبوت حاصل کئے بغیر اس طرف کا رخ مت کرنا مسٹر عمران" گراہم نے کہا۔ ورنہ دوسری مرتبہ معاف نہیں کرونگا۔"

"ارے گراہم جی" عمران نے کہا۔ دوسری بار کیا میں اب اس طرف کا رخ ہی نہیں کرونگا بے فکر رہیئے۔"

"ٹھیک ہے" گراہم نے کہا۔ اس طرح تم اپنے حق میں اچھا کروگے۔"

"اب میں جاؤں۔؟" عمران نے گراہم سے پوچھا۔

"اتنی دیر سے میں اور کہہ کیا رہا ہوں۔؟" گراہم نے تکبرانہ انداز میں کہا اور عمران دروازے کی جانب مڑ گیا۔ دروازے سے باہر آنے تک اسکے اعصاب تنے رہے تھے مبادا گراہم عقب سے گولی نہ چلا دے مگر اس نے ایسی حماقت نہیں کی تھی۔

کمرے سے نکل کر وہ اس طرف ٹرھا جس طرف اس نے باتھ روم دیکھا تھا کیونکہ رسٹ واچ ٹرانسمیٹر پر کال کا اشارہ موصول ہوا تھا۔ باتھ روم میں گھس کر اسنے ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"اٹ از خادر چیف" فوراً ہی خاور کی آواز آئی۔

"کیا رہا۔؟" عمران نے بہ حیثیت ایکسٹو پوچھا۔

"ناکامی چیف" خاور نے کہا اور گزرے ہوتے واقعات تفصیل سے دوہرانے لگا پھر بولا۔ وہ دونوں بالٹی نائٹ کلب کے آدمی ہیں تنویر نے ان کو پہچان لیا ہے اور انکے کالر پر کلب کا نشان بھی موجود ہے"

"پھر اب کیا چاہتے ہو۔؟"

"ان دونوں کا کیا کریں چیف" خاور کی آواز آئی۔ دانش منزل لے آیا جائے یا سائیکو مینشن۔؟

"کوئی ضرورت نہیں" عمران نے کہا۔ اصل آدمی نکل گئے لیکر پیٹنے سے کیا فائدہ ہوگا بولو"

"جی ... جی ... چیف میں ..." خاور نے کہنا چاہا۔

"ان دونوں کو وہیں رہنے دو" عمران بات کاٹ کر بولا۔ اور جس کام پر لگایا ہے اس کی طرف توجہ دو"

"رائیٹ چیف" خاور کی آواز آئی۔

"اسکے علاوہ اب تم دونوں کو میک اپ میں آجانا چاہیئے"

"بہت بہتر چیف" خاور نے کہا لیکن چیف روم نمبر دو سو دو

والے کا کیا رہے گا۔؟

اسکی نگرانی پر دوسروں کو لگا دیا جائے گا۔"

"چیف اتنے ہنگامے کے بعد بھی کیا وہ رقم دوسو دس میں لے گا۔؟

"ہاں" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ کوئی دو ٹکے والے مجرموں میں سے ہیں۔؟

"کوبرا کا نام سن لینے کے بعد میں ایسا نہیں کہہ سکتا چیف" خاور نے کہا۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے"

"بس پھر" عمران نے کہا۔ ان لوگوں کے خلاف ثبوت حاصل کرنا بھی دشوار ثابت ہوگا بہر حال جو کام تمہارے سپرد ہوا ہے اسے انجام دو"

"یس چیف" خاور نے کہا۔ تحریر والا لفافہ میں دانش منزل پہونچا دوں چیف یا جولیا کو دے دوں۔؟

"تم کتنے بے خبر رہتے ہو خاور" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ میں نے وہ لفافہ تمہاری جیب سے نکال لیا مگر تمہیں اسکی خبر بھی نہیں ہوسکی"

"کیا۔؟ خاور کی حیرت زدہ آواز آئی۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ اب وہ لفافہ اور تحریر میرے پاس ہے اس سے بے فکر ہو جاؤ میک اپ کرو اور کام شروع کر دو"

"رائیٹ چیف" خاور کے لہجے سے اب بھی حیرت جھلک رہی تھی۔

"ہمیشہ یاد رکھو میں نازک مواقعوں پر اپنے ماتحتوں کے نزدیک ہوتا ہوں" عمران نے کہا۔ جب تم لوگ رازی اور شیام کمار کی گفتگو سن رہے

تھے تو میں اگلی میز پر تمہارے قریب ہی موجود تھا۔"

"اوہ" خاور کی آواز میں پہلے سے زیادہ حیرت تھی۔

"اوکے" عمران نے کہا پھر ڈیٹس آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا اور باتھ روم سے باہر نکل آیا پھر وہ وہاں نہیں رکا تھا رکنے کی ضرورت بھی نہیں تھی مارٹن گراہم نے سچ کہا تھا اسکے پاس اسے گرفتار کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں تھا اور اگر وہ اسے اغوا کر لیتا تب بھی بیکار رہتا۔

وہ کوبرا کا ٹھکانہ ہرگز نہ بتا پاتا اس لئے کہ اسکے قریب ترین ساتھی بھی اسکے ٹھکانے سے اس وقت تک آگاہ نہیں ہو پاتے تھے جب تک کہ وہ خود انھیں نہ بلاتے اور بلاتا اس ٹھکانے پر تھا کہ جسے وہ دوبارہ استعمال نہیں کیا کرتا تھا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ کوبرا اور اسکے ساتھیوں کو پکڑنے میں اسے دانتوں پسینہ آجائے گا سب سے پہلے کوبرا اور اسکے قریبی ساتھیوں کی تلاش اور پھر ان کے خلاف ثبوت حاصل کرنا۔ ابھی تو وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کوبرا کی یہاں آمد کس سلسلے میں ہے۔

بلیک میلنگ منشیات فروشی حکومتوں کے راز چرا کر فروخت کرنا اور معاوضے پر دوسری حکومتوں کے لئے کام کرنا اس کے نام کے ساتھ چپکا تھے نجانے وہ یہاں ان میں سے کس سلسلے میں آیا تھا۔؟

عمران سوچتا رہا اور کار دوڑاتا رہا ذہن بڑی تیزی سے کوبرا کے سلسلے میں پلاننگ کر رہا تھا۔

دفعتاً کسی جانب سے فائر کی آواز ہوئی اور عمران کی گاڑی ڈگمگانے لگی اسنے اسٹیرنگ سنبھالتے ہوئے گاڑی کو کنارے کرتے ہوئے خود کو نیچے جھکایا ہی تھا کہ دوسرا فائر ہوا شعلہ سامنے کی جانب چمکا تھا دوسرے ہی لمحے گاڑی کی ونڈ اسکرین ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھرتی چلی گئی۔

عمران نے گاڑی فٹ پاتھ سے لگا کر روک دی اور نیم اندھیرے میں گاڑی کا دروازہ کھول کر فٹ پاتھ کے دوسری جانب ایک دوکان کے چبوترے کی جانب جست لگادی۔

تیسرا فائر ہوا اور گولی عمران کے عقب سے گزر گئی اب وہ چبوترے کی آڑ میں محفوظ تھا۔ آڑ میں ہوتے ہی عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔

اب وہ کسی زخمی درندے کی طرح چوکنا نظر آرہا تھا۔

/

ٹبلا انجینرنگ کمپلیکس کے مالک قادر خان نے کھانے سے ہاتھ کھینچا اور ڈائیننگ ٹیبل سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں ؟" اسکی نوجوان بیوی نے پوچھا۔ آج کھانا کم کھایا ہے طبیعت ٹھیک ہے نا آپ کی۔ ؟

"ہاں بالکل ٹھیک ہے" قادر خان نے کہا۔ دراصل آج دفتر میں ورکرز نے ایک پارٹی دی تھی وہاں کچھ کھا لیا تھا اس لئے بھوک کم تھی"

"اوہ" بیگم قادر کے منہ سے نکلا پھر وہ بولی۔ ایک گھنٹے قبل ارجنٹ میل سروس کا آدمی ایک پارسل دے گیا ہے وہ میں نے آپ کی میز پر رکھوا دیا کہیں تو یہاں منگا دوں۔؟

"نہیں" قادر نے کہا۔ میں اسے وہیں دیکھ لونگا"

"جیسی آپ کی مرضی" بیگم قادر نے کہا۔

قادر خان نے سر ہلایا اور ڈائننگ ہال سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا وہ ملک کے ساتویں بڑے ہیوی اسٹیل کمپلیکس۔ ٹیلا انجنرنگ کمپلیکس کا مالک تھا اور ملک کی دفاعی ترقی میں اسکی فرم کا بہت بڑا حصہ تھا وہ فوج کے لئے مصنوعات تیار کرتا تھا۔

اسکی فیکٹری میں فوجی ضرورت کی اہم ترین چیزیں تیار کی جاتی تھیں فوج کے اعلیٰ ترین سائینسداں جو نیا ہتھیار یا جنگی جہاز ڈیزائن کیا کرتے تھے اس کا فولادی ڈھانچہ اسی کی فیکٹری میں تیار ہوتا تھا بقیہ چھ فیکٹریاں بھی اسی نوعیت کے کام انجام دیتی تھیں۔

مگر اسکی فیکٹری اس سلسلے میں نمبر ون تھی ویسے بھی وہ محب وطن تھا اور اپنی فیکٹری میں ایسے ہی لوگ اسنے رکھے ہوئے تھے جو محب وطن بھی تھے اور وطن کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ بھی ان میں بدرجہ اتم موجود تھا فیکٹری میں سیکورٹی بھی بے حد سخت تھی۔

اپنے کمرے میں پہونچ کر وہ باتھ روم گیا پھر ہاتھ وغیرہ صاف کر کے کمرے میں آکر اپنی میز کی جانب بڑھ گیا۔ چھ مربع انچ کا ایک پارسل اسکی میز پر موجود تھا اسنے پارسل کو الٹ پلٹ کر دیکھا وہ اسی کے نام تھا اور بھیجنے والے کے نام کی جگہ ایک اجنبی نام لکھا ہوا تھا۔

پتہ گرین کالونی کا تھا اور اسے ارجنٹ میل سروس سے دو گھنٹے قبل ہی بک کرایا گیا تھا پارسل پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور بہت احتیاط سے کے الفاظ بھی اس پر درج تھے۔ اس نے چھری سے پارسل کا کپڑا پھاڑا اور اسے پارسل سے ہٹا دیا۔

اندر سے لکڑی کا ایک بکس نکلا تھا۔ قادر خان نے بکس کی اوپری تہ پلائی کے تختے کو چھری سے ذرا سا اٹھایا اور پھر الگ کر دیا دوسرے ہی لمحے بکس میں سے کوئی چیز اچھل کر نکلی تھی۔

اگر وہ بجلی جیسی تیزی سے ایک جانب نہ ہٹ گیا ہوتا تو وہ چیز سیدھی اس کے گلے پر آتی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا اور پھر بڑی پھرتی سے دونوں پیر اٹھاتے اور میز پر چڑھ گیا۔

بکس سے نکلنے والی چیز ایک چھوٹا سا مگر خطرناک نسل کا سانپ تھا وہ جلیبی کی طرح گول گول گھوم رہا تھا اور درمیان میں اس کا ننھا سا سرخ پھن اٹھا ہوا تھا جس سے سوں سوں کی بھیانک آوازیں نکل رہی تھیں وہ کرسی کے قریب ہی گھوم رہا تھا۔ قادر خان کا چہرہ دہشت سے سفید ہو گیا۔

اسنے میز پر نگاہ دوڑائی پھر اسٹیل کا خوبصورت اور بھاری ایش ٹرے اٹھالیا پھر جیسے ہی سانپ گھوم کر کرسی کے پاس سے ہٹا قادر خان نے ایش ٹرے اس پر کھینچ مارا۔ بڑی تیز آواز ہوئی تھی مگر بھاری ایش ٹرے نشانے پر لگی تھی اور سانپ کا قیمہ بن گیا تھا۔

سانپ کے مرنے کا اطمینان کرنے کے بعد قادر خان کرسی پر بیٹھا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا دہشت سے اس کی رنگت اب تک زرد تھی اور دل بڑے زور سے سینے میں دھڑک رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر سانپ نے اسے گردن پر ڈس لیا ہوتا تو۔؟

شاید وہ پانی بھی نہ مانگ پاتا سانپوں کے بارے میں اسکا تھوڑا بہت مطالعہ تھا اور اسکی معلومات کے مطابق یہ افریقہ کا زہریلا اور خطرناک ترین سانپ تھا اسے اڑن سانپ بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہ گھومتے گھومتے فضا میں جست بھی لگا دیتا تھا۔

سانس قابو میں کر کے اس نے لکڑی کے بکس کی تلاشی لی بکس میں اور کچھ نہیں تھا اس نے میز کی دراز سے دستانے نکال کر پہنے پھر کاغذ اور ایش ٹرے کی مدد سے اسنے مردہ سانپ کو واپس لکڑی کے بکس میں ڈال کر بکس بند کر کے کپڑے میں لپیٹ دیا۔

پھر ایش ٹرے لے جا کر باتھ روم میں پانی سے دھوئی پھر اسے جراثیم کش پاؤڈر کے ڈبے میں ڈال کر باہر نکل آیا باہر آتے ہوئے وہ دستانے بھی جراثیم کش پوڈر کے ڈبے میں ڈال آیا تھا۔

کمرے میں پہونچ کر اس نے فون پر اپنے سکریٹری کو طلب کیا تھا یہ ایک نوجوان اور محنتی آدمی تھا وہ فوراً ہی آموجود ہوا تھا۔

"دیکھو سلام۔" قادر خان نے سکریٹری سے کہا۔ باتھ روم میں جراثیم کش پوڈر کے ڈبے میں ایش ٹرے اور دستانے پڑے ہیں وہ اٹھوا دو۔"

"بہت بہتر سر۔" سلام نے کہا۔

"دستانے اور ایش ٹرے زہریلے ہیں اسکا خیال رہے۔"

"رائیٹ سر۔" سلام نے پھر مختصر سا جواب دیا تھا۔

"اسکے علاوہ قالین کا یہ حصہ دیکھو۔" قادر خان نے اس جگہ کی جانب اشارہ کیا جہاں سانپ مارا تھا۔

"گیلی سی لگ رہی ہے یہ جگہ۔" سلام نے کہا۔

"ہاں یہاں میں نے ایک زہریلا سانپ ایش ٹرے سے مارا ہے۔"

"اوہ تو کیا آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔؟" سلام نے کہا اس کے لہجے میں گہری تشویش موجود تھی۔

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر۔" قادر خان نے کہا۔ سانپ اس پارسل کے ڈبے سے نکلا ہے جو شام کو میرے نام آیا تھا۔"

"اوہ۔" سلام نے ڈبے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید آپ نے مردہ سانپ پھر ڈبے ہی میں بند کر دیا ہے۔؟

"ہاں اور یہ ضروری بھی تھا۔"

"رائیٹ سر۔" سلام نے کہا۔

"یہ سارا کام انتہائی رازداری سے انجام دینا ہے۔"

"رائیٹ سر" سلام نے کہا۔ ایک سوال کر سکتا ہوں سر۔"

"ضرور کرو" قادر خان نے کہا۔

"آپ کے کس دشمن کی یہ حرکت ہو سکتی ہے۔"

"ابھی میں اس سلسلے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں سلام" قادر خان نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

"اور کوئی حکم سر۔" سلام نے پوچھا۔

"ہاں میرے لئے کافی لے آؤ" قادر خان نے کہا۔ جب تک یہ سارے کام نہ ہو جائیں تمہارے سوا اور کوئی یہاں نہیں آئے گا۔"

"ایک بات کہوں سر۔" سلام نے کہا۔

"کہو" قادر خان نے کہا۔

"آپ ڈاک کے لئے بھی سیکورٹی کی پابندی لگا دیں تو بہتر ہے" سلام نے کہا۔ کیونکہ وطن کے لئے آپ کی زندگی بے حد قیمتی اور اہم ہے اور ہمارے ہاں وطن فروشوں اور غیر ملکیوں کے آلہ کار بن جانے والوں کی کمی نہیں ہے"

"میں تمہارے جذبات سمجھ رہا ہوں سلام" قادر خان نے کہا۔ سردست وہی کرو جو کہا ہے اس ٹاپک پر پھر بات کریں گے"

"یس سر" سلام نے کہا۔

پھر وہ کمرے سے نکلا چلا گیا۔ دس منٹ کے اندر سارے کام قادر خان کی مرضی کے مطابق انجام پا گئے اور کافی اسکی میز پر پہنچ گئی۔

کافی پیتے ہوئے وہ یہی سوچ رہا تھا کہ یہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے۔؟ کون ہے وہ جو اسکی جان لینا چاہتا ہے۔؟ وہ یہی سوچتا رہا مگر کسی خاص نتیجے پر نہیں پہونچ سکا۔ کافی ختم کر کے وہ اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بول پڑی اور وہ چونک پڑا۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے۔؟ قادر خان نے سوچا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بولا ہیلو "

"قادر خان۔؟ دوسری جانب سے ایک بار ایک آواز ابھری۔

"بول رہا ہوں" قادر خان نے کہا اس آواز کو سنتے ہی قادر خان کے دل کے دھڑکنے کی رفتار بڑھ گئی تھی ایسا لگنے لگا تھا کہ جیسے دل سینے کا پنجر توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

"پہچانا مجھے۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔

"ہاں تم .... تم ... ڈی ایم ہو نا۔؟ قادر خان نے کہا۔

"بالکل ٹھیک " دوسری جانب سے آواز آئی۔

"مگر" قادر خان نے کہا۔ تمہارے ساتھی تو پکڑ لئے گئے تھے۔؟

"ہاں اور میں فرار ہو گیا تھا" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اور شاید تم یہ سمجھے تھے کہ میں ملک سے ہی فرار ہو گیا ہوں کیوں۔؟

۱، ۲، ۳ ڈی ایم یعنی ڈینجر مین کی کہانی کے لئے پڑھیے سسپنس اور ایکشن سے بھرپور نیا ناول۔ ڈینجر مین عمران کا مکمل کارنامہ

"میرے سمجھنے نہ سمجھنے سے کیا فرق پڑے گا۔؟ قادر خان نے کہا۔

"بہت کچھ" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"مگر مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ میں تمہیں ادائیگی کر چکا ہوں۔ اور تم نے سارا بلیک میلنگ اسٹف میرے حوالے کر دیا تھا"

"دو کروڑ دے کر تم سمجھتے ہو کہ سودا مکمل ہو گیا۔؟

"کیا مطلب۔؟ قادر خان نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ تم کی حد تک دو کروڑ بہت ہیں مگر ان سے میرا بھلا نہیں ہو سکتا قادر خان۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔

"پھر کیا چاہتے ہو تم۔؟

"تمہیں پارسل مل گیا تھا۔؟ دوسری جانب سے جواب دینے کے بجائے سوال کیا گیا اور وہ چونک پڑا۔

"تو یہ پارسل تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔؟

"ہاں مگر قتل کرنے کے لئے نہیں"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ زہریلا اڑن سانپ جو افریقہ کے خطرناک سانپوں میں شمار ہوتا ہے تم نے میرے کھیلنے کے لئے بھیجا تھا۔؟

"صرف وارننگ کے لئے اس لئے کہ وہ زہریلا نہیں تھا" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس کا زہر نکال دیا گیا تھا اور وہ قطعی بے ضرر ہو گیا تھا" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"اب کیا چاہتے ہو تم۔؟

"پہلے یہ سمجھ لو کہ اب میں ڈی ایم نہیں ہوں۔"

"پھر۔ پھر کون ہو۔؟" قادر خان نے پوچھا۔

"اب میرا نیا روپ دوسرا ہے۔" باریک آواز نے کہا اور پھر فوراً ہی وہ آواز کرخت ہوتی چلی گئی۔ کچھ سمجھے تم۔؟

"صاف صاف بات کرو۔" قادر خان نے کہا۔

"صاف صاف بات یہ کہ میرا دوسرا روپ تمہارے لئے پہلے سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے قادر خان۔"

"وہ کیسے۔" قادر خان نے کہا۔ جبکہ میں تمہارا مطالبہ۔"

"وہ ڈینجر مین کا مطالبہ تھا جو تم نے پورا کیا ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اور اب میرا دوسرے روپ میں دوسرا مطالبہ ہے۔"

"وہ کیا۔؟" قادر خان نے پوچھا۔

"یہی کہ تمہارے کمپلیکس میں ایک منصوبہ زیر عمل ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

"یہ کہ اس منصوبے کا نمبر جی دو سو چار ایل ایٹ ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس منصوبے کی ڈیسٹرائینگ سمیت مکمل نقل مجھے چاہئے ہے۔"

"ناممکن ہے۔" قادر خان نے کہا۔

"کوبرا کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں ہوتی قادر خان۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ وہ جو چاہتا ہے حاصل کر کے رہتا ہے۔"

"تم۔۔۔ تم کوبرا ہو۔؟" قادر خان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں اور یہی میرا دوسرا روپ ہے قادر خان" کوبرا کی کرخت آواز آئی۔ اگر تم نے میرا مطالبہ نہ مانا تو ....."

"تم دوبارہ میرا راز افشاں کرنے کی دھمکی دو گے۔" قادر خان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ کیوں یہی کہنا چاہتے ہو نا۔؟

"نہیں۔ بلکہ تمہیں بھیجا جانے والا یہ ضرر رساں بھی ثابت ہو سکتا ہے اور تمہارے خاندان کا کوئی بھی فرد اسکی زد میں آسکتا ہے مثلاً تمہاری بیوی یا بیٹی وغیرہ"

"تم ایسا نہیں کر سکتے ڈی ایم یا کوبرا جو بھی تم ہو"

"مجھے کون روکے گا۔" کوبرا کی آواز آئی۔

"میں یہ مطالبہ پورا نہیں کر سکتا" قادر خان نے کہا۔ البتہ دولت جتنی کہو دوبارہ دینے کے لئے تیار ہوں"

"دولت نہیں منصوبہ کے کاغذات بمعہ مکمل ڈیزائنگ" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اور اس کے لئے تمہیں صرف تین دن دے سکتا ہوں"

"تین ماہ میں بھی ممکن نہیں ہے"

"صرف تین دن" دوسری جانب سے کہا گیا۔ مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں ہر تیسرے دن تمہارے گھر کا ایک فرد کوبرا کا شکار ہوتا رہے گا تا وقتیکہ تم مطالبہ پورا نہ کر دو"

"یہ ناممکن ہے مسٹر کوبرا" قادر خان نے تیزی سے کہا۔

"صرف تین دن بقیہ بات تین دن بعد ہو گی" دوسری جانب سے

کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

قادر خان کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں چہرہ زرد ہو گیا تھا وہ چند لمحے رسیور پکڑے ساکت رہے پھر رسیور کریڈل پر رکھا اور ٹہلنے لگے ذہن میں سوالات کی یلغار تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ کیا وہ کوبرا کا مطالبہ پورا کر سکتے ہیں۔؟ یقیناً نہیں۔

تو پھر۔ وہ اس کے عتاب سے کیسے بچیں۔؟ کوبرا کے بارے میں بہت کچھ وہ اخبارات میں پڑھ چکے تھے پھر۔؟ وہ سوچتے رہے اور ٹہلتے رہے۔ دفعتاً ایک خیال ان کے ذہن میں ابھرا اور انکے چہرے پر اطمینان چھاتا چلا گیا۔ وہ مڑے اور فون ڈائریکٹری اٹھائی۔

پھر ورق گردانی کرتے رہے پھر ایک صفحہ پر ان کی نگاہ ٹک گئی انہوں نے ایک فون نمبر اور پتہ ذہن نشین کیا اور ڈائریکٹری بند کر کے رکھ دی پھر اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ فون کی گھنٹی بول پڑی اور وہ چونک پڑے۔

"ہیلو" انہوں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کوبرا" دوسری جانب سے کرخت آواز سنائی دی۔

"اب کیا ہے۔؟" قادر خان نے پوچھا "تم مجھے تین دن کی ......"

"صرف یہ بتانے کے لئے کال کی ہے کہ اگر پولیس یا کسی سرکاری ایجنسی سے مدد طلب کی تو تین دن کی مہلت ختم ہو جائے گی"

"مجھے معلوم ہے" قادر خان نے کہا "تم پہلے بھی ایسی ہی دھمکی دے چکے ہو لہذا اب اس کا اعادہ سمجھ سے باہر ہے"

"میں اپنے شکار دں کو یاد دہانی ضرور کراتا ہوں گڈ لک" آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ قادر خان نے رسیور کریڈل پہ ڈال دیا پھر دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

/

عمران چبوترے کی آڑ سے اس طرف دیکھ رہا تھا کہ جس طرف سے اس پر فائرنگ کی گئی تھی یقیناً وہ کوئی ٹیلی اسکوپ رائفل رہی ہو گی جس سے اس پر فائرنگ کی گئی تھی یہ اسکی خوش قسمتی تھی کہ وہ بچ گیا تھا۔ اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہیں آسکا تھا۔

اور جہاں روشنی تھی وہاں کسی ذی روح کا سایہ تک نہیں تھا عمران نے ذرا سی گردن اٹھائی تھی کہ فضا میں فائر کی آواز ابھری اور گولی اسکے بالوں کو چھوتی ہوئی گزر گئی گولی ایک انچ نیچے ہوتی تو۔ ۔ ۔ اسکی کھوپڑی میں رنگین سوراخ بن گیا ہوتا۔

اس بار گولی اس کے سامنے سے چلائی گئی تھی وہ جھک کر مڑا اور اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔ وہ کئی تھے اور سڑک کے مختلف حصوں سے اسکی جانب بڑھ رہے تھے۔ عمران پھرتی سے پیچھے ہٹا ارادہ تھا کہ چبوترے کے برابر والی گلی میں گھس پڑے گا۔

مگر اسکے مڑتے ہی اس طرف سے بھی آہٹ سنائی دی تھی گویا اسے اس طرف سے بھی گھیر لیا گیا تھا بظاہر بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک اور ریوالور نکالا اور فٹ پاتھ پر سینے کے بل لیٹا اور گاڑی کی آڑ لے کر پے در پے دو فائر جھونک مارے۔

دو چیخیں فضا میں لہرائیں اور تڑاتڑ دس بارہ گولیاں ٹھیک اس جگہ آکر لگیں جہاں چند لمحے پیشتر وہ موجود تھا۔ وہ تو فائر کرتے ہی ایک ہی جست میں گلی میں پہونچ چکا تھا۔

گلی میں پہونچتے ہی اس نے اندھیرے میں تین چار فائر کئے تھے پھر زمین کے سینے سے چپک گیا تھا۔ فوراً ہی ایک ہلکی سی کراہ ابھری پھر پے در پے کئی فائر ہوتے گولیاں اس کے سر پر سے گزر ہی چلی گئی تھیں عمران بڑی تیزی سے کسی سانپ کی طرح آگے بڑھنے لگا۔

دفعتاً اسے سانسوں کی بازگشت سنائی دی اور وہ پھرتی سے دائیں طرف کی دیوار سے چپکتا چلا گیا وہاں کتنے افراد تھے اس کا اندازہ اسے ان کی سرگوشیوں سے ہوا تھا۔

وہ دو تھے۔ صرف دو۔"

"وہ گلی میں موجود ہے" ایک نے سرگوشی کی تھی۔

"یقیناً" دوسرے نے جوابی سرگوشی کی۔

"فائر اسنے بہت قریب سے کئے ہیں"

"پرواہ مت کرو" دوسرے نے کہا۔ ادھر سے ہم نے راستہ بند کیا

ہوا ہے آگے ہمارے ساتھی موجود ہیں وہ بچ نہیں سکتا۔"

"یہ ہے کون۔؟ پہلے نے پوچھا۔

"تمہیں نہیں پتہ" دوسرے نے حیرت سے کہا۔

"نہیں تو کیوں۔؟ پہلے نے پوچھا۔

"پھر تمہیں کیا کہہ کر ادھر بھیجا گیا تھا۔؟

"یہی کہ ایک آدمی کو گھیر کر یہاں لایا جائے گا" پہلے نے کہا۔ اسے کسی بھی طریقے سے ختم کر دینا ہے"

"بس یا اور کچھ۔؟ دوسرے نے پوچھا۔

"نہیں اسکے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا گیا"

"جسے گھیر کر یہاں لایا گیا ہے وہ بڑا آدمی ہے"

"بڑا آدمی۔؟ پہلے نے دوہرایا۔

"تم بڑے آدمی کو نہیں جانتے۔؟ دوسرے نے کہا۔ کیا ہو گیا ہے تمہاری عقل کو ماتی ڈیئر۔؟

"اوہ سمجھا" پہلے نے کہا۔ تمہارا اشارہ عمران کی جانب ہے۔؟

"ہاں کیا تمہیں یاد نہیں کہ اب عمران زیر زمین دنیا میں بڑے آدمی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔؟ دوسرے نے کہا۔

"یاد آگیا تو کیا وہ" اس کا جملہ مکمل نہیں ہو سکا تھا۔

"یہ آہٹ" دوسرے نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی وہاں روشنی کا گویا سیلاب سا آگیا تھا ایک بڑی

سرخ لائٹ گلی کے سرے پر روشن تھی اور اسکی تیز روشنی میں گلی کے فرش پر گری ہوئی سوئی تک دیکھی جا سکتی تھی وہ تو پھر بھی پورا آدمی تھا۔ اگر اس سے جست لگانے میں ایک لمحے کی دیر ہوتی ہوتی تو۔؟

تو اسکا جسم چھلنی بن کر رہ جاتا روشنی ہوتے ہی بیک وقت دس بارہ رائفلیں گرجی تھیں اور وہ جگہہ چنگاریوں سے بھر گئی تھی کہ جہاں سے عمران نے جست لگائی تھی۔

عمران نے دوبارہ جست لگائی اور اسکے ساتھ ہی فضا میں رہتے ہوئے اس نے روشنی کے مخرج پر پے در پے دو فائر کئے تھے شیشے ٹوٹنے کا، چھناکہ ہوا اور وہاں پھر تاریکی چھاتی چلی گئی۔

عمران گرتے ہی پھر تیزی سے اچھلا تھا اس بار بھی اس کی پھرتی نے اس کی جان بچائی تھی کیونکہ گولیوں کی باڑھ اسی جگہہ پڑی تھی جہاں سے گرتے ہی اس نے تیزی سے جست لگادی تھی۔

اس بار اس کے حلق سے ایک تیز اور کریہہ چیخ بھی نکلی تھی۔

"وہ مارا"۔ ایک تیز آواز ابھری۔

"ہوشیاری سے" کسی نے کہا۔ یہ دھوکہ بھی ہو سکتا ہے"

"دوسری گاڑی آگے لاؤ یہ بچ کر نہ جانے پائے" کسی اور نے کہا

"گاڑی آگئی ہے" کسی کی دور کی آواز آئی۔

عمران نے سوچا اس بار اگر وہ روشنی کی زد میں آگیا تو اس کا بچ نکلنا شاید معجزہ ہی ہو۔

کیونکہ دوسری گاڑی آگے لانے کا حکم دینے کا مطلب اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ دوسری گاڑی پر بھی کوئی سرچ لائیٹ فٹ کی ہوئی ہو گی وہ کھڑا ہوا اور بے آواز دوڑنے لگا تاریکی سے اس کی آنکھیں اب مانوس ہو چلی تھیں۔

چند گز دوڑنے کے بعد اسے ایک جگہہ تاریکی گہری لگی تھی وہ اسی طرف مڑ گیا۔ یہاں واقعی ایک راستہ کٹتا تھا۔ ابھی وہ آگے بڑھنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ گلی روشن ہوتی چلی گئی دوسری گاڑی کی دوسری سرچ لائیٹ روشن ہو گئی تھی۔

اس بار وہ روشنی میں نہیں تھا اور اس روشنی سے اسے اتنا فائدہ ہوا کہ اسے یہ نظر آ گیا کہ جہاں وہ کھڑا ہوا ہے وہ جگہہ دو قدم کے بعد ایک اونچی دیوار نے بند کر دی ہے۔

اس نے دیوار اور اسکے ارد گرد نگاہ ڈالی پھر تیزی سے اس کھمبے پر چڑھتا چلا گیا جو دیوار کے برابر نصب تھا۔ دیوار کی بلندی پر پہونچا ہی تھا کہ موڑ پر دو افراد نظر آئے۔

"وہ رہا" ایک چلایا تھا۔

"فائر" دوسرے نے کہا۔

اسکے ساتھ ہی فائر ہوئے تھے مگر انکا کیا حشر ہوا عمران یہ دیکھنے کے لئے وہاں نہیں رکا تھا یہلی ہی آواز پر اسنے دیوار کے دوسری جانب جست لگا دی تھی۔

یہ جانے بغیر کہ دوسری جانب کتنی گہرائی ہے یا اس طرف کیا ہے۔ اس کی یہ جست اسے تحت الثریٰ میں لے جائے گی یا وہ بچ نکلے گا۔ خوش قسمتی یہاں بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔

وہ کسی نرم چیز پر گرا تھا ٹٹول کر دیکھا تو وہ روئی کی گانٹھیں ثابت ہوئی تھیں گانٹھیں بھی نہیں بلکہ روئی کے بورے تھے وہ۔ وہ پھسل کر فرش پر پہونچا اور سامنے کی جانب دوڑ پڑا۔

اس طرف اسے ایک گلی نظر آئی تھی جو نیم روشن تھی اور سیدھی چلی گئی تھی ایک لمحے کے لئے وہ دوڑتے دوڑتے رکا پھر پلٹا اور واپس اسی جگہہ آگیا اور روئی کے بوروں کا جائزہ لینے لگا۔

پھر ایک جگہہ دو بوروں کی درمیانی جگہہ میں وہ گھستا چلا گیا۔ چند لمحے بعد ہی اس نے بوروں پر روشنی چکراتے دیکھی پھر ایک ایک کر کے کئی افراد ان پر کودے اور پھسل کر زمین پر پہونچ گئے۔

"اسے تلاش کرو" کسی نے کہا تھا۔

"وہ اب یہاں کہاں ہوگا۔" کسی نے کہا۔

"اسے فرار ہونے کے لئے اچھا خاصہ وقت مل چکا ہے" دوسرے نے کہا۔

"بکواس مت کرو، تلاش کرو" پہلی آواز نے کہا۔

"یس باس" کسی نے کہا۔

اور پھر وہ بوروں پر پل پڑے عمران جو کنارہ کر ان کے بوروں پر چڑھتے انھیں ہٹانے اور کھٹر پٹر کی آوازیں سن رہا تھا۔

"وہ یہاں نہیں ہے باس۔"

"وہ نکل چکا ہے باس۔"

"اب اسکا سایہ بھی ہمیں نہیں ملے گا۔"

ایک ایک کر کے کئی آوازیں وہاں ابھری تھیں۔ عمران جن بوروں کے درمیان پڑا تھا وہ وہاں بھی پہونچے تھے مگر شاید سرسری طور پر دیکھنے کے علاوہ انہوں نے کچھ نہیں کیا تھا۔

ویسے بھی ان کے ذہنوں میں یہی تھا کہ عمران کو وہاں سے نکل جانے کے لئے خاصہ وقت مل گیا ہے لہذا اب وہ وہاں نہیں ہو سکتا۔ نفسیاتی بات تھی اسی لئے وہ غیر شعوری طور پر اس پر عمل کر چکے تھے۔ اور اب باس نما شخص کے سامنے کھڑے تھے۔

"آگے گلی میں اور دائیں بائیں دیکھو" وہ غرایا۔

"یس باس" بیک وقت کئی آوازیں سنائی دیں اور پھر قدموں کی دور ہوتی چاپ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

کشت و خون سے بھرپور وہ مسکراہٹ جو شکار کرتے وقت اسکے لبوں پر ابھر آتی ہے۔ وہ بے آواز طریقے سے نکاسی کے راستے کے قریب پہونچا پھر باہر کا جائزہ لیا۔

وہ باس نما شخص ایک اور آدمی کے ساتھ وہاں کھڑا تھا اور دوسرا آدمی اس سے کہہ رہا تھا۔

"فضول ہے باس وہ نکل چکا ہے۔"

"ایسا ہی لگتا ہے بہرحال تم اور آگے جاکر دیکھ لو میں دوسری طرف اسے دیکھتا ہوں" باس نما شخص نے کہا۔

"یس باس" اس نے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے ذہن میں جو خیال آیا تھا یہ اس پر عمل کرنے کے لئے بہترین موقع تھا۔ وہ اپنی جگہہ سے باہر نکل آیا۔

پھر بے قدموں باس نما شخص کے عقب میں پہونچا اور ریوالور کا دستہ اسکی کھوپڑی کے عقبی حصّے پر دے مارا۔ اسکے منہ سے کراہ تک نہیں نکل سکی اور وہ عمران کے ہاتھوں میں جھول گیا۔

عمران اسے گھسیٹتا ہوا اسی جگہہ گھس گیا جہاں چند لمحے پہلے وہ چھپا ہوا تھا اس کا خیال رکھا تھا کہ کوئی ایسا سراغ نہ رہ جائے کہ جس کی مدد سے وہ اس کی جائے پناہ کا پتہ لگالیں۔

دس منٹ بعد وہ لوگ واپس آنا شروع ہوگئے مگر وہاں اپنے باس کو نہ پاکر وہ حیرت زدہ رہ گئے تھے۔

"باس کہاں گیا۔؟"

"میں نے انھیں یہاں پر ہی چھوڑا تھا"

"دیکھا میں نے بھی یہاں پر تھا"

"وہ پوکر کے ساتھ کھڑے تھے"

"پوکر وہ رہا" کسی نے کہا۔ وہ سب اپنی ہی اپنی ہانکتے رہے تھے دفعتًا وہ آواز ابھری جس نے باس سے کہا تھا کہ فضول ہے

وہ نکل چکا ہے" وہ کہہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں شور کر رہے ہو۔؟

" باس کہاں ہے۔؟" کسی نے پوچھا۔

" وہ شاید سڑک کی جانب گیا ہے" پوکر نے کہا۔ کیونکہ مجھے آگے بھیجتے ہوئے اسنے یہی کہا تھا کہ وہ دوسری طرف جا رہا ہے"

" آؤ پھر" کسی نے کہا۔

" ارے یہ آواز" کسی اور نے چونک کر کہا۔

" یہ پولیس سائرنوں کی آوازیں ہیں" پوکر کی آواز ابھری۔

" بھاگ چلو" کسی نے کہا۔

" ہاں پولیس کی آمد سے پہلے نکل چلو"

اسکے ساتھ ہی دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی پھر وہاں سناٹا چھاتا چلا گیا مگر صرف چند منٹ کے لئے۔ اسکے فوراً بعد ہی وہاں پولیس کاروں کے سائرنوں کا شور ابھرا تھا۔

پولیس ہلچل بھی دس پندرہ منٹ رہی تھی پھر سناٹا چھا گیا عمران پھر بھی آدھے گھنٹے بعد وہاں سے نکلا تھا بیہوش باس اس کے شانے پر لدا ہوا تھا اسے کھلی جگہ میں ڈال کر اسنے ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

" ایکسٹو" فوراً ہی ایکسٹو کی بھراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ بلیک زیرو کی آواز تھی۔

" ایک گاڑی فوری چاہیئے ہے" عمران نے کہا تھا۔

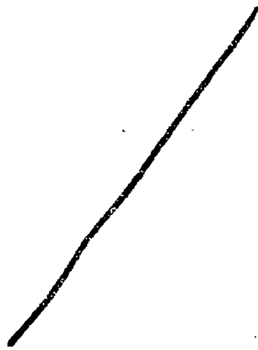
"آپ خیریت تو ہے نا۔؟" بلیک زیرو اصل آواز میں بولا۔

"ہاں پتہ نوٹ کرو۔" عمران نے اس جگہ کا پتہ بتایا تھا۔

"میں دس منٹ میں پہونچ رہا ہوں۔"

"چوکنے رہ کر آنا۔" عمران نے کہا۔ "پولیس اور دشمن دونوں سے مڈھ بھیڑ ہو سکتی ہے۔"

"رائیٹ۔" جواب سنتے ہی عمران نے رابطہ منقطع کر دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے پودوں سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ویسے وہ پوری طرح سے چوکنا تھا۔



وہ ایک نوجوان آدمی تھا مگر اس کے جسم پر موجود لباس بتا رہا تھا کہ وہ اس نے زندگی میں پہلی مرتبہ پہنا ہے اور یہ کہ وہ ایسے لباس اور ماحول کا عادی نہیں ہے۔

وہ گرین ہوٹل کے کافی ہال کی ایک میز پر بیٹھا ہوا تھا اسکے ساتھ جو دوسرا آدمی تھا وہ خاصہ مہذب اور سوسائیٹی کے آداب سے بہرہ ور نظر آ رہا تھا اسکے لبوں میں سگریٹ دبی ہوئی تھی اور وہ اسی کو گھور رہا تھا پھر وہ بولا۔

"نروس نظر آرہے ہو تم ۔؟
"ہاں" اسنے اعتراف کیا ۔
"کیوں کیا پہلے ایسی جگہہ نہیں آتے ۔؟
"نہیں" اسنے نفی میں سر ہلایا ۔
"اب برابر آنا پڑے گا" اسنے کہا ۔ لہذا ایسی جگہوں پر اٹھنا بیٹھنا اور ان کے طور طریقے سیکھ لو"
"کیا ہم کسی اور جگہہ نہیں مل سکتے ۔؟ اسنے پوچھا ۔ وہ بے حد نروس نظر آرہا تھا اور ماتھے پر پسینہ بھی چمک رہا تھا ۔
"اس بارے میں باس سے بات کرنی پڑے گی"
"ضرور کرنا میری خاطر" وہ گڑگڑایا ۔
"اوہ" اسکے منہ سے نکلا ۔
"میں ایسی جگہوں پر نہیں آسکتا"
"ٹھیک ہے" اسنے کہا ۔ تمہاری باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جو سوٹ تم نے پہن رکھا ہے وہ تمہارا نہیں ہے ۔؟
"نہیں یہ چھوٹے صاحب کا ہے جسکے سے پہن کر آیا ہوں"
"اب تمہیں اتنی رقم مل جائے گی کہ ایسے دس سوٹ سلوا سکو" وہ نرم لہجے میں بولا ۔
"نہیں" اسنے کہا ۔ ایسی جگہوں پر میں آتا رہا تو پولیس یا اور کسی کی نگاہوں میں آجاؤں گا کیونکہ وہ لوگ میری حالت ہی

سے سب کچھ بھانپ لینگے "

"اچھا ٹھیک ہے" اسنے کہا۔ رپورٹ کیا ہے۔؟

"وہ کل کہیں جائے گا"

"کہاں اور کس کے ساتھ۔؟

"چیف انجینئر کے ساتھ شاید معائینے پر"

"تمہیں کیسے پتہ چلا ہے۔؟

"دس بجے اسنے فون پر چیف انجینئر سے بات کی تھی"

"اور کچھ۔؟ اسنے پوچھا۔

"ہاں وہ ایک عورت کے گھر بھی جاتا ہے"

"کون ہے وہ عورت نام پتہ۔؟

" روحی نام ہے اور گرین کالونی کے جے بلاک میں رہتی ہے کسی ہوٹل میں رقاصہ ہے"

"گڈ۔ اور کوئی خاص بات۔؟

"تم نے جو کیمرہ دیا تھا میں نے وہ استعمال کیا ہے" اسنے جیب سے ایک چھوٹا سا کیمرہ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ اس میں ان پندرہ عدد کاغذات کی تصویریں ہیں جو وہ آج لایا تھا"

"کاغذات" اسنے دوہرایا۔

"ہاں ایک فائل میں لگے ہوئے تھے جیسے ہی وہ باتھ لینے باتھ روم میں گھسا میں نے تصویریں لے لی تھیں"

"کسی نے تمہیں ایسا کرتے دیکھا تو نہیں۔؟"

"نہیں" اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"اچھا ٹھیک ہے" کیمرہ لینے کے بعد اسنے کہا۔ اب تم واپس جاؤ گے اور جب تک دوبارہ پیغام نہ ملے ملنے کی کوشش نہیں کرو گے"

"ٹھیک ہے" اسنے کہا۔

"یہ لفافہ لو اس میں بیس ہزار ہیں چھپا کر رکھنا"

"وہ تو رکھنے پڑیں گے" اسنے کہا۔ ورنہ باس جیل کی ہوا بھی کھلوا سکتا ہے بے حد شکی مزاج ہے"

"کیا روحی کے بارے میں اس کی بیوی کو علم ہے۔؟"

"نہیں" اسنے نفی میں سر ہلایا۔ اگر علم ہو جائے تو قیامت ہی برپا کر کے رکھ دے گی"

"یہ اور بھی اچھی بات ہے" اسنے کہا چند لمحے سوچتا رہا پھر اس سے مخاطب ہوا بولو کچھ کھاؤ گے یا صرف جائے لو گے۔؟"

"کچھ نہیں" اسنے کہا۔ مجھے تو آپ اب جانے کی اجازت دے دیں"

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ مگر ہدایت یاد رکھنا"

"بہت اچھا" اسنے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں خود تم سے رابطہ کر کے ملنے کی جگہ بتاؤں گا"

"بہت بہتر صاحب" اسنے کہا اور ہاتھ ملا کر خارجی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا وہ اسے گھور رہا تھا۔

جب وہ ہال سے نکل گیا تو اسنے سر ہلایا پھر ہال پر سرسری نگاہ ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا اس کا رخ کونے والی میز کی جانب تھا۔ اس میز پر ایک غیر ملکی پہلے ہی سے بیٹھا ہوا تھا اسکی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا اور جسم پر سیاہ سوٹ اور ٹائی وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیا رہا۔؟ اسکے پہونچتے ہی اسنے پوچھا۔

"کامیابی" اسنے چشمے والے کا اشارہ پاکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"گڈ" چشمے والے نے کہا۔

"اسنے اسپائی کیمرے سے پندرہ فوٹو لئے ہیں"

"کس قسم کے فوٹو۔؟

"ریاض کوئی فائل گھر لایا تھا فائل رکھ کر وہ جیسے ہی باتھ لینے گیا اسنے فائل میں موجود پندرہ کے پندرہ کاغذات کے فوٹو بنا لئے"

"آدمی چالاک معلوم ہوتا ہے کیوں۔؟

"نہیں لالچی ہے" اسنے کہا۔ دولت کے لالچ نے اسے اتنی ہمت دی ہے کہ وہ فوٹو اتار لایا ورنہ وہ بے حد بزدل آدمی ثابت ہوا ہے"

"ہونہہ" چشمے والے نے ہنکارا بھرا۔

"اسکے علاوہ اسنے یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ کل چیف انجینئر کے ساتھ کہیں جاتے گا کہاں اس بارے میں علم نہیں ہو سکا"

"چیف انجینئر سے اس کا کیا تعلق۔؟

"وہ بجلی گھر اسی چیف انجینئر کی زیر نگرانی تعمیر ہو رہا ہے"

"یہ بات اہم ہو سکتی ہے" چشمے والے نے کہا۔

"اور یہ کاغذات کی تصویریں۔؟

"ان کے فوٹو پرنٹ دیکھنے کے بعد پتہ چلے گا کہ آیا وہ کار آمد اور اہم ہیں یا محض بکواس ہیں"

"ٹھیک ہے" اسنے سر ہلا دیا۔

/

گھنٹی کی آواز سن کر عمران نے لحاف کو منہ پر اچھی طرح سے لپیٹ لیا لیکن جب گھنٹی کی آواز بند نہیں ہوتی اور وہ مسلسل بولتی ہی رہی تو عمران کو اٹھنا پڑا تھا وہ لحاف منہ پر سے ہٹا کر اٹھ بیٹھا۔

"سلیمان" اسنے چلا کر آواز دی۔

"سلیمان برف بنا ہوا ہے صاحب جی" گلرخ کی آواز سلیمان کے کمرے سے سنائی دی تھی۔

"اس برف کے بچے سے کہو کہ دروازے کو دیکھے"

"دروازہ وہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دیکھ رہا ہے صاحب جی" گلرخ کی آواز آئی لہجے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ چائے پی رہی ہے اس لئے کہ سردی کے باوجود نہ اسکا لہجہ کپکپا رہا تھا اور نہ ہی اس میں دانتوں کی کٹ کٹاہٹ

شامل تھی عمران نے دیدے نچاتے پھر بولا۔
"اری او گلرخ کی بچی"
"صاحب ابھی ہم صرف دو ہیں" فوراً ہی گلرخ کی شرمیلی آواز آئی۔
"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو بھی اس سلیمان کے بچے کے رنگ میں رنگ گئی ہے کیوں۔؟" عمران غرایا۔
"سلیمان کے بچے نہیں صاحب سلیمان کے رنگ میں" گلرخ کی پاٹ دار آواز آئی۔ ہر بیوی کو شوہر کے رنگ میں رنگا ہوا ہونا چاہیئے"
"اچھا۔؟" عمران نے کہا۔ اب اس برف جمے سے کہہ کہ دروازے پر دیکھے کون اس کا سسرالی یا میکے کا رشتے دار آیا ہے"
"اچھا صاحب" گلرخ کی آواز آئی۔
عمران نے سر ہلایا تھا کیونکہ دروازے کی گھنٹی لمحے دو لمحے کے فرق سے برابر بجاتی جا رہی تھی نجانے کون تھا دروازے پر۔ قیامت اگر ہوتا تو واتی دیر دروازہ کھلنے میں ہونے پر دروازہ ہی توڑ ڈالتا۔ یہ یقیناً کوئی اور ہی تھا مگر کون۔؟ عمران کے ذہن میں کئی نام ابھرے تھے۔
"یہ نہیں اٹھ رہا صاحب جی" دفعتاً گلرخ کی آواز آئی۔
"پھر تو ہی تکلیف کر لے ذرا سی" عمران نے چلا کر کہا۔ پتہ نہیں کس کو مرگی کا دورہ پڑا ہے کہ گھنٹی سے انگلی ہی نہیں ہٹ رہی"
"اچھا صاحب جی میں دیکھتی ہوں" گلرخ کی آواز آئی۔
"اری ٹھہر میں کیا مر گیا ہوں جو تو دیکھنے جا رہی ہے" دفعتاً سلیمان کی

چلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ابے تو جلدی سے مر نا دروازے پر" عمران نے کہا۔

"جاتا ہوں صاحب" سلیمان کی قریب آتی آواز سنائی دی۔ آپ کے ملنے والوں کو بھی چین نہیں ہے صبح آٹھ بجے ہی آ گئے"

"ابے آنے اور جانے والوں کا کوئی وقت نہیں ہوتا" عمران نے کہا۔ تجھے پتہ نہیں کہ کوئی مسافر جہاز رات بارہ بجے لینڈ کرتا ہے تو کوئی مسافر گاڑی دس گھنٹے لیٹ ہو کر صبح چار بجے پلیٹ فارم پر پہنچتی ہے"

"پہنچا کرے" سلیمان کی آواز دروازے پر سنائی دی "مگر وہ لوگ جو اس طرح آتے ہیں یہاں نہ آیا کریں"

"ابے چپ" عمران جھلا کر بولا۔ جاؤ۔ جا کر دیکھ کون آیا ہے"

"جاتا ہوں بھی مصیبت ہے صبح صبح" سلیمان نے اس سے زیادہ جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بستر سے اٹھ گیا۔

چند لمحے بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تھی پھر سلیمان کے کسی سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی جوابا ایک رعبدار آواز بھی سنائی دی تھی عمران نے باتھ روم جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ چند لمحے بعد سلیمان ایک ایسے ادھیڑ عمر آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

جس کے جسم پر ملازموں کا لباس تھا اور سر پر میلی سی ٹوپی تھی لیکن چہرے سے وہ ملازم ہرگز نہیں لگ رہا تھا۔ عمران نے بغور اسکا چہرہ دیکھا وہ چہرہ اسے شناسا سا لگا تھا۔

"یہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں صاحب جی" سلیمان نے آنے والے کے بولنے سے پہلے ہی کہا۔ میں تو انھیں دروازے ہی پر روک رہا تھا مگر یہ اندر ہی گھسے چلے آئے حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ یہ۔۔۔"

"بس" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "تم جاؤ"

"جی صاحب" سلیمان نے کہا اور آنے والے کو گھورتا ہوا کمرے سے نکلا چلا گیا عمران نے آنے والے کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

ویسے اسکا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا کہ اس نے آنے والے کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے چہرہ شناسا تھا اس میں اجنبیت نہیں تھی مگر پہلے اسے کہاں دیکھا ہے اور کب یہ یاد نہ آسکا تھا۔

"تھینک یو" آنے والے نے عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسا لگا کہ جیسے عمران کے ذہن کی کوئی گرہ کھل گئی ہو اسے یاد آگیا تھا کہ اسے کب اور کہاں دیکھا تھا اور وہ کون ہے مگر اسے اس حلئے میں دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔

"آپ اور اس حلئے میں۔؟" عمران نے حیرت سے کہا۔

"شکر ہے آپ نے پہچان تو لیا" آنے والے نے کہا۔

"لیکن" عمران نے کہا۔ "قادر خان اور ملازموں کے لباس میں مجھے حیرت ہے جناب آخر معاملا کیا ہے۔؟"

"بے حد سیریس اور خطرناک" قادر خان نے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہے ورنہ آپ اس طرح اور اتنے سویرے یہاں ہرگز

موجود نہ ہوتے۔" عمران نے کہا۔

"میں صبح پانچ بجے کا کوٹھی سے نکلا ہوا ہوں"

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔

"اب تک کا وقت میں نے ایک تھرڈ کلاس ہوٹل میں بیٹھ کر گزارہ ہے"

"وجہ۔" عمران نے پوچھا۔

"یہ ہے۔" کہتے ہوئے قادر خان نے لباس کی جیب سے ایک چھوٹا سا پارسل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا ہے اس میں۔" عمران نے پوچھا۔

"ایک بے حد زہریلا مردہ سانپ" قادر خان نے کہا۔

"یہ کسی نے آپ کو ارجنٹ میل سروس سے بھیجا ہے۔" عمران نے پارسل پر لگی مہریں اور ٹکٹوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں" قادر خان نے کہا۔

"کیا یہ پارسل جب ملا ہے اس وقت اس میں موجود سانپ مردہ تھا۔

"جی نہیں وہ زندہ تھا" قادر خان نے کہا۔ اور اگر میں پھرتی سے اس کی زد سے ہٹ نہ جاتا تو اس نے مجھے ڈس لیا ہوتا"

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔

"پھر اس کے زمین پر گرتے ہی میں نے اسے ایش ٹرے سے کچل دیا تھا"

قادر خان نے عمران کو تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے غالباً ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا ہوگا۔" عمران نے اچانک کہا۔

اور قادر خان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"رہنے دیجئے۔" قادر خان نے کہا۔ تکلیف کی ضرورت نہیں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر زور سے بولا۔ سلیمان۔؟

"جی صاحب۔" سلیمان کی آواز آئی پھر چند لمحے بعد وہ دروازے میں آموجود ہوا اس بار اسکا منہ ہاتھ دھلا ہوا تھا اور جسم پہ شب خوابی کا لبادہ بھی نہیں تھا وہ قاعدے کے کپڑوں میں تھا۔

"دو آدمی کا ناشتہ جلدی۔"

"رہنے دیجئے عمران صاحب تکلف مت کیجئے۔" قادر خان نے کہا۔ جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا۔

"آپ ہی کا گھر ہے جناب۔" عمران نے اردو میں کہا۔

پھر سلیمان کو جانے کا اشارہ کیا وہ کمرے سے چلا گیا عمران سمجھتا تھا کہ قادر خان کو انگریزی بولتے اور اسے احترام کرتے دیکھکر سلیمان کو یہ اندازہ یقیناً ہو گیا ہو گا کہ مہمان بے حد معزز ہے۔ لہٰذا اسے اسی کے مطابق ناشتہ تیار کرنا چاہیئے۔

"بہت تکلف کر رہے ہو مسٹر عمران۔" قادر خان نے پھر کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔" عمران نے کہا پھر بولا۔ تھوڑی انتظار کی زحمت ہو گی آپ کو میں ذرا لباس بدل لوں۔"

"ضرور ضرور۔" قادر خان نے عمران کے شب خوابی کے لباس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ زحمت تو میں دینے آیا ہوں۔"

"ایسی بات نہیں ہے بہرحال میں دس منٹ میں فارغ ہوتا ہوں" کہتے ہوئے عمران باتھ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

پھر پورے دس منٹ بعد ہی وہ لباس بدل کر اور ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد قادر خان کے سامنے موجود تھا۔

"جی جناب" عمران نے کہا۔ اب آپ تفصیل سے بتا چلیں"

"دراصل آج سے تیس سال پہلے مجھ سے ایک لغزش ہوئی تھی جوانی کا دور تھا بہک گیا تھا پچھلے دو ماہ قبل ڈی ایم یعنی ڈینجر مین نامی آدمی نے مجھے اس سلسلے میں بلیک میل کیا اور دو کروڑ کی رقم وصول کر کے بلیک میلنگ اسٹف بمعہ انکے نگیٹوز واپس کر دیا تھا مگر"

"مگر وہ پھر بلیک میل کر رہا ہے۔؟ عمران نے کہا۔ کیا یہی کہنا چاہتے ہیں آپ یا۔؟ عمران دانستہ خاموش ہو گیا۔

"آپ کا خیال صحیح ہے" قادر خان نے کہا۔ حالانکہ اخباری اطلاعات کے مطابق ڈینجر مین ملک سے فرار ہو گیا تھا اور اس کے ساتھی پکڑ لئے گئے تھے مگر ایسا مکمل طور پر نہیں ہے"

"گویا ڈینجر مین یہاں دارالحکومت ہی میں موجود ہے" عمران نے کہا۔ اور وہ اپنے شکاروں سے باقاعدہ رقمیں وصول کر رہا ہے۔؟

"ہاں" قادر خان نے کہا۔ وہ یہاں موجود ہے اور اس نے مجھے دوبارہ

۱۔ ڈینجر مین کے کارناموں کے لئے پڑھیئے مکمل ناول عمران سیریز ڈینجر مین۔

اپنا مطالبہ پورا کرنے کے لئے دھمکی دی ہے "۔

"کب۔؟ عمران نے پوچھا۔

"کل رات کو پارسل ملنے کے فوری بعد اس کا فون آیا تھا" قادر خان نے بتایا اور پھر فون پر ہونے والی گفتگو تفصیل سے بتاتے چلے گئے اپنے خاندان کے لوگوں کے بارے میں دی گئی دھمکی کے بارے میں بھی انہوں نے بتا دیا تھا عمران خاموشی سے سنتا رہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ڈینجر مین ہی کوبرا ہے۔؟

"جی ہاں اسنے مجھ سے یہی کہا تھا"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔

"اسنے پہلے ڈینجر مین کی باریک آواز میں بات کی تھی پھر یہ کہکر کہ اسنے روپ بدل لیا ہے فوراً ہی کرخت لہجے میں بات کرنے لگا تھا"

"آپ نے کبھی اُسے دیکھا ہے۔؟

"نہیں کبھی نہیں" قادر خان نے نفی میں سر ہلایا۔

"رقم کس نے وصول کی تھی۔؟

"اسکے کسی آدمی نے" قادر خان نے کہا۔ مجھے کہا گیا تھا کہ میں رقم کا پارسل بنا کر گیٹ کے باہر لیٹر بکس میں رکھ دوں اور اس میں تالا نہیں لگاؤں میں نے اس ہدایت پر عمل کیا تھا"

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔ بلیک میلنگ اسٹف کیسے ملا۔؟

"گھنٹہ بھر بعد اسکا فون آیا کہ لیٹر بکس دیکھوں لیٹر بکس دیکھا تو اس

میں ایک لفافے میں بلیک میلنگ اسٹف اور نگیٹوز موجود تھے۔"

"اب اس کا مطالبہ کیا ہے۔؟"

"وہ مجھ سے منصوبہ جی دوسو چار ایل ایئر کے کاغذات بمع اس کی ڈیزائننگ کے لینا چاہتا ہے" قادر خان نے بتایا۔

"یہ منصوبہ ہے کیا ۔؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے پڑوسی دشمن کی سرحدیں ریتیلے میدان سے لے کر برف پوش پہاڑوں کی چوٹیوں تک لگتی ہیں۔؟"

"ہاں آگے کہئیے"

"برف پوش چوٹیوں پر ہمارے فوجی نقل و حرکت کرنے کے لئے کاپٹر استعمال کرتے ہیں" قادر خان نے کہا۔ لاما کاپٹر"

"ہاں اسکے علاوہ ہماری جانب سے برف پوش پہاڑی درون تک جانے کے لئے پیدل کے راستے بھی ہیں جبکہ دشمن کو راہداری کی ایسی سہولت حاصل نہیں ہے اور وہ فرانس کے بنے ہوئے کاپٹر استعمال کرتا ہے اور ویسے ہی کاپٹر ہمارے پاس بھی ہیں"

"بالکل ٹھیک" قادر خان نے کہا۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ ان برف پوش علاقوں میں بمبار اور لڑاکا طیارے بھی میدانی علاقوں کی طرح سے نہ زیادہ دیر پرواز کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ میدانی علاقوں جیسی بہتر کارکردگی دکھا سکتے ہیں"

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ آگے کہئیے"

"ہمارے فوجی سائینسدانوں نے ایک منصوبہ بنا کر ہمیں دیا تھا منصوبہ کیا مکمل پلاننگ سمجھ لیجئے اسے ہمارے ماہر انجینئروں نے ڈیزائن کیا ہے اور وہ ابھی تجرباتی مراحل سے گزر رہا ہے"

"لیکن وہ منصوبہ ہے کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

"ایک ایسے طیارے کی تیاری جو امریکی ایف سولہ روسی مگ اٹھائیس سے زیادہ خطرناک کارکردگی میں ان سے بہت بہتر ہونے کے ساتھ ہی برفانی علاقوں میں گھنٹوں پرواز کر سکنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور حالت جنگ میں کم از کم ایسے برف پوش علاقوں میں چار سے پانچ گھنٹے پرواز کر کے دشمن پر بے پناہ کاری ضربیں لگا سکے"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔

"اسکی سب سے بڑی صلاحیت یہ ہوگی کہ فضا سے فضا یا زمین سے مار کرنے والے میزائل یا گائیڈڈ میزائل جیسے ہتھیار اثر نہیں کر سکیں گے"

"کیا۔؟ عمران کے منہ سے نکلا۔ کیا ایسا ممکن ہے۔؟

" جی ہاں" قادر خان نے کہا۔ آپ کو علم ہے نا کہ طاقتور قسم کے تارپیڈو جنگی بحری جہازوں اور آبدوزوں کے چیتھڑے اڑا دیتے ہیں"

"ہاں" عمران نے سر ہلایا۔

"مگر یہی طاقتور تارپیڈو جب امریکی بحری بیڑے کے کسی طیارہ بردار جہاز سے ٹکراتے ہیں تو انکی حیثیت پٹاخوں سے زیادہ نہیں رہ جاتی وہ طاقتور تارپیڈو جو دوسرے جہازوں کے چیتھڑے اڑا دیتے ہیں

وہ ان کو معمولی سا بھی نقصان نہیں پہونچا پاتے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلایا۔ "تو کیا۔؟

"جی ہاں۔" عمران کے جملہ ادھورا چھوڑنے پر قادر خان نے کہا۔ "اس منصوبے کے تحت تیار ہونے والا جنگی لڑاکا جہاز نا ہی خوبیوں سے مزین ہوگا اور وہ اسی منصوبے کی نقل مانگ رہا ہے۔"

"ایسا کیسے ممکن ہوا۔؟" عمران نے کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ کوبرا یا ڈینجر مین کو اس منصوبے کا علم کیسے ہوگیا۔؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔" قادر خان نے کہا۔ "اسنے مجھے صرف تین دن کی مہلت دی ہے اور تیسرے دن مطالبہ پورا نہ ہونے پر وہ میرے خاندان کے افراد کو نقصان پہونچانا شروع کر دے گا۔"

"ہوں ہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"اسنے یہ بھی کہا ہے کہ اگر میں نے پولیس یا کسی سرکاری ایجنسی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو یہ مہلت اسی وقت ختم ہوجائے گی اور میرے خاندان کے افراد ایک ایک کر کے مرنے لگیں گے۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ نہیں سمجھ سکتے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔؟"

"ہوں ہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔ اپنے بیوقوفی کے سوال پر اُسے ہنسی آگئی تھی وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

"تین دن بعد وہ جواب مانگے گا نا۔؟

"ہاں" قادر خان نے سر ہلایا۔

"آپ اس پر اپنی رضامندی ظاہر کر دیجئے گا"

"کیا۔؟" قادر خان چونکے تھے۔ یعنی میں منصوبہ اسے۔۔۔۔۔۔"

"یہ مطلب نہیں ہے" عمران نے کہا۔ اس پر رضامندی ظاہر کر کے چار چھ دن کی مہلت اور حاصل کرنے کی کوشش کیجئے"

"اگر وہ مہلت نہ دے تو۔؟"

"آپ ان تین دنوں میں اسی منصوبے سے ملتے جلتے جعلی کاغذات تیار کر والیں اور پھر وہی اس کے حوالے کر دیں"

"اسے بعد میں علم ہو جاتے گا کہ وہ جعلی کاغذات ہیں" قادر خان نے کہا۔ کیونکہ جس ملک نے بھی۔۔۔ اسے اس کام کے لئے مقرر کیا ہے اسکے سائنسداں ان کاغذات کو دیکھتے ہی جعلی قرار دے دیں گے"

"بالکل یہی ہو گا" عمران نے کہا۔ مگر اس میں ایک ہفتے سے زیادہ لگے گا اور یہ مہلت میرے لئے بہت ہو گی"

"اوہ" قادر خان نے کہا۔ اب میں آپ کا مطلب سمجھ گیا مسٹر عمران۔

"گڈ" عمران نے کہا پھر انکے چلتے پر نگاہ ڈال کر بولا۔ غالباً یہ حلیہ بھی کو براہی کے ڈر سے اپنایا ہے۔؟

"جی ہاں" قادر خان نے کہا۔ اصل حیثیت میں اگر میں کوٹھی سے نکلتا تو اس کا کوئی نہ کوئی آدمی میرا تعاقب کرتا اور پھر آپ سے ملنے آتا تو اسے اس کا علم ہو جاتا اور وہ نقصان پہونچانے کی دھمکی پر عمل کر گزرتا"

ہنگاموں ایکشن اور قہقہوں سے لبریز

عمران کا نیا کارنامہ

بلو برڈ

مصنف ایس قریشی

o۔ ایک بھیانک تنظیم جو عمران کے ملک کو تباہ کرنے کے مشن پر آئی تھی کیا وہ کامیاب ہو گئی۔؟

o۔ بلو برڈ۔ ایک نشان۔ ایک بم۔ ایک کوڈ۔ آخر وہ کیا تھی۔؟

o۔ عمران کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ مگر کیسے۔؟

o۔ جس گاڑی میں عمران جا رہا تھا اسے اچانک ایک ہیلی کاپٹر نے اٹھا لیا اور پھر عمران کو گاڑی سمیت پریسنگ مشین میں پھینک دیا چند منٹ بعد عمران کی گاڑی چھوٹی سی اسکریپ کی گانٹھ کی شکل میں مشین سے باہر نکل آئی کیا عمران بھی اس میں پس گیا تھا۔؟ سنسنی اور سسپنس سے بھرپور ایس قریشی کی لکھی ہوئی نئی کہانی۔

عمران کا حیرتناک کارنامہ

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

"آپ نے یہ حلیہ اپنا کر صحیح قدم اٹھایا ہے"

"میں نے رات ہی اسکا فیصلہ کر لیا تھا" قادر خان نے کہا۔ اور میری اس حرکت سے صرف میرا سیکرٹری سلام ہی واقف ہے"

"اب آپ واپس جائیں گے۔؟"

"جی ہاں پھر یہ حیثیت قادر خان کوٹھی سے کمپلیکس کے لئے روانہ ہونگا تاکہ اسکے آدمی اسے سب صحیح ہے کی رپورٹ دیں۔"

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا پھر ایک نمبر بتاتا ہوا بولا۔ کوبرا سے جب بات ہو جائے تو ان نمبروں پر رنگ کر کے صرف اتنا کہیں کہ شاہ جی سے ملنا ہے ادھر سے رانگ نمبر کہہ کر فون بند کر دیا جائے گا اور اطلاع مجھ تک پہونچ جائے گی پھر میں خود آپ سے رابطہ قائم کر لونگا"

"یہ بہت اچھا رہے گا" قادر خان نے کہا۔ شاہ جی میرے پیر صاحب ہیں اگر وہ تحقیقات کرے گا تو نام کی حد تک جھوٹ نہیں نکلے گا"

"تو پھر طے رہا۔؟ عمران نے کہا۔

"جی ہاں" قادر خان نے کہا۔

ٹھیک اسی لمحے سلیمان ناشتہ لے کر اندر داخل ہوا تھا۔ پھر وہ ناشتہ کرنے لگے ناشتہ کرتے ہی قادر خان اٹھ گیا تھا۔ اسکے جاتے ہی عمران نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے تھے۔

"جولیا نافٹز واٹر ہیلو" فوراً ہی جواب ملا تھا۔

"چوہان سے کہو کہ وہ فوراً ہی قادر خان کی کوٹھی پہونچ جائے" عمران

نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"قادر خان وہ ٹیلا انجینئرنگ کمپلیکس والا جناب۔"

"ہاں وہی۔ وہ ایک ملازم کے روپ میں کوٹھی پہونچنے والا ہے چوہان کو یہ دیکھنا ہے کہ اسے کوئی قادر خان کی حیثیت سے تو نہیں پہچان لیتا۔ اس بات کا خیال رہے کہ قادر خان کی کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے"

"میں سمجھ گئی جناب۔"

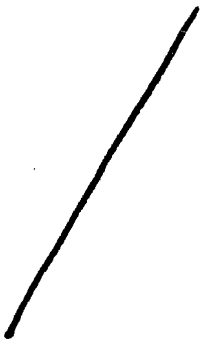
"چوہان کی رہائش گاہ وہاں سے نزدیک ہے وہ پانچ منٹ میں وہاں تک پہونچ سکتا ہے" عمران نے کہا۔

"یس چیف" جولیا نے کہا۔

"قادر خان کے بحفاظت کوٹھی میں داخلے کے بعد چوہان کو اس پر نگاہ رکھنی ہوگی کہ جو وہاں کی نگرانی کر رہا ہے"

"رائیٹ چیف" جولیا نے کہا۔ ایک گھنٹے میں رپورٹ دے سکونگی"

"او کے۔ ڈیٹس آل" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔



صفدر نے باتھ روم کا دروازہ بند کیا اور رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو کو کال کرنے لگا رابطہ فوراً ملا تھا۔

"صفدر سعید جناب عالی" صفدر نے کہا۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔؟

"میں نے ٹیڑھے کان والے کو تلاش کر لیا ہے جناب"

"جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا تمہیں اس کی صحت پر یقین ہے۔؟

"جی ہاں جناب عالی"

"آگے کہو" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"وہ گذشتہ رات مجھے ہوٹل تاج میں ٹکرایا تھا" صفدر نے کہا۔

"بولے جاؤ رکو مت" ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔

"ہوٹل تاج میں مجھے پہلے ایک عورت شاردا ٹکرائی تھی" صفدر نے کہا اور تفصیل سے سارا واقعہ بتانے لگا۔

"گڈ اس کا مطلب ہے وہ ٹیڑھے کان والے کی ساتھی تھی۔؟

"انکی گفتگو سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جناب"

"آگے کہو" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"پھر میں نے ان دونوں کا تعاقب کیا تھا" صفدر نے بتایا۔ وہ لوگ ڈیفینس کالونی کے اس بنگلے میں گئے تھے جو امریکی پریس اتاشی کے لئے مخصوص ہے اس پر اسکے نام کی تختی بھی لگی ہوئی ہے"

"اوہ" ایکسٹو کی اوہ سنائی دی۔

"اسکا نام شلز ہے جناب اسکی میں نے تصدیق کر لی ہے"

"اب وہ کہاں ہے۔؟

"شلنر اپنی رہائش گاہ ہی میں ہے جناب اور شاردا اس کے ساتھ ہی رہتی ہے" صفدر نے بتایا۔ وہ ابھی وہیں ہے"

"تم نے شاردا کا اچھی طرح سے جائزہ لیا تھا۔؟

"جی ہاں" صفدر نے کہا۔ کوئی خاص بات جناب۔؟

"شاردا کے ہاتھوں میں کوئی غیر معمولی بات دیکھی تھی۔؟

"جی نہیں" صفدر نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو۔؟

"اسکی رہائش گاہ کے قریب ایک درمیانے درجے کا کیفے ہے اسی کے باتھ روم سے کال کر رہا ہوں"

"کسی کو تم پر شبہ تو نہیں ہے۔؟

"جی نہیں جناب" صفدر نے نفی میں سر ہلایا۔

"جس نام کا کارڈ دیا ہے اسکی اگر ان لوگوں نے تصدیق چاہی تو۔؟

"جو پتہ کارڈ پر درج ہے وہاں سے اسکی تصدیق کر دی جائے گی جناب عالی" صفدر نے ایکسٹو کا مطلب سمجھ کر کہا۔

"یعنی انھیں اپنے شک پر مایوسی ہوگی۔؟

"جی ہاں جناب"

"دیکھو بڑی ہوشیاری سے شلنر کی نگرانی کرو وہی ہمارا اصل اور بڑا شکار ہو سکتا ہے" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"رائیٹ چیف" صفدر نے کہا۔

"اتنا سمجھ لو کہ شلنر دنیا کا خطرناک ترین مجرم ہے" ایکسٹو کی آواز آئی۔ اور جتنا خطرناک ہے اتنا ہی ذہین بھی ہے"

"رائیٹ چیف" صفدر نے کہا میں اسکا خیال رکھونگا"

"اس سے ملنے جلنے والوں پر بھی نگاہ رکھنی ہوگی"

"رائیٹ چیف"

"دٹیس آل" آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہوگیا تھا۔

صفدر نے بھی رابطہ منقطع کیا پھر پانچ منٹ بعد وہ ہال میں بیٹھا کافی پی رہا تھا کافی پی کر وہ باہر نکلا اور ٹہلتا ہوا اپنی گاڑی تک پہونچ گیا جہاں گاڑی کھڑی کی تھی وہاں سے وہ شلنر کی قیام گاہ کی بآسانی نگرانی کرسکتا تھا وہ کار میں بیٹھ گیا۔

پچھلی نشست پر بیٹھا تھا اس لئے امکان نہیں تھا کہ فوری طور پر اُسے دیکھا جاسکتا ہے۔ کوئی تو بجے مطلوبہ بنگلے سے ایک گاڑی باہر نکلتی نظر آئی تھی اس گاڑی کی اگلی نشست پر وہی آدمی ڈرائیور کی وردی میں ملبوس بیٹھا تھا جس نے رات صفدر کا تعاقب کیا تھا۔

اور جو شلنر اور شاردا کو تاج ہوٹل سے واپس لایا تھا۔ پچھلی سیٹ پر شلنر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے برابر شاردا تھی۔ انکی گاڑی ایک فرلانگ دور نکل جانے کے بعد صفدر نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی تھی تاکہ ان کو اس پر کسی قسم کا شبہ نہ ہوسکے۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے شہر کی جانب بڑھنے لگیں۔

تعاقب کا سلسلہ امریکن سفارت خانے پر ختم ہوا تھا شلنر کے گاڑی سے اترنے کے بعد اسکی گاڑی پھر سفارت خانے سے باہر نکل آئی تھی اس بار صرف شاردا پچھلی سیٹ پر نظر آ رہی تھی دس منٹ بعد گاڑی سکریٹریٹ کے علاقے میں ایک جگہ رک گئی اور شاردا اتر کر ایک ہوٹل کی جانب بڑھی یہ ہوٹل سکریٹریٹ کی درمیانی سڑک پر تھا۔

صفدر نے بھی گاڑی روک دی اور اتر پڑا اس کے جسم پر لباس رات والے لباس سے مختلف تھا چہرے پر میک اپ بھی دوسرا تھا اس لئے اس بات کا امکان نہیں تھا کہ... وہ پہچان لیا جائے گا۔

جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تو شاردا فون پر کسی کے نمبر ڈائل کر رہی تھی فون کاؤنٹر ہی پر تھا اور وہاں کئی آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ صفدر بھی کاؤنٹر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں مسٹر کامران سے بات کرنی ہے جی ہاں... جی... اچھا"

شاردا جی اچھا کہہ کر چپ ہو گئی تھی شاید اسے دوسری جانب سے ہولڈ آن کئے رہنے کے لئے کہا گیا تھا۔

"اوہ کامران۔ آدھے منٹ بعد ہی شاردا نے چونک کر کہا۔ ہاں میں بول رہی ہوں... ہاں... ہاں... تم سے ملنا چاہتی ہوں... ہاں ابھی... مقررہ جگہ پر... ہونہہ... ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے... میں انتظار کرتی ہوں...."

کہہ کر شاردا نے ڈسکنکٹ کر کے فون کاؤنٹر والے کی طرف بڑھایا اور

دو روپے کا نوٹ کاؤنٹر پر ڈال کر باہر نکل گئی۔ صفدر اسکے باہر نکلنے کے بعد باہر آیا تھا شاردا پیدل ہی ایک جانب جا رہی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کہیں قریب ہی جانا چاہتی تھی۔

صفدر اسکے تعاقب میں چل پڑا۔ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کا رش تھا اس لئے اس بات کا امکان نہیں تھا کہ شاردا اپنے تعاقب سے آگاہ ہو جاتی گی۔

یا پھر اسکی گاڑی ڈرائیو کرنے والا اُسے چیک کر لے گا۔ اس بار شاردا سکریٹریٹ سے باہر دوسری سڑک پر واقع ایک ہوٹل میں داخل ہوئی تھی پھر وہ کافی روم میں جا کر بیٹھ گئی۔

صفدر نے اسکے برابر والی میز سنبھال لی مگر اپنی کمر شاردا کی جانب رکھی تھی تا کہ وہ اسکا چہرہ نہ دیکھ سکے البتہ وہ ہال میں داخل ہونے والے ہر فرد کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔

پانچ سات منٹ بعد ایک تیس سالہ آدمی ہال میں داخل ہوا یہ چہرہ صفدر کے لئے اجنبی تھا وہ سیدھا شاردا کی جانب آیا تھا پھر صفدر نے کرسی کھسکنے کی آواز سنی تھی۔

"کیوں بلایا ہے۔؟ صفدر نے ایک مردانہ آواز سنی۔

"صبر" شاردا کی آواز آئی۔ بے صبر کیوں ہوتے جا رہے ہو"

"اس لئے کہ یہ کام کا وقت ہوتا ہے" کامران کی آواز آئی۔ اس وقت کوئی بھی آفیسر میرے کمرے میں آ سکتا ہے اور سیٹ پر مجھے نہ پا کر وہ

جواب طلب بھی کر سکتا ہے۔"

"زیادہ وقت نہیں لونگی" شاردا کی آواز آئی۔

"کہو کیا بات ہے۔؟ کامران کی مضطربانہ آواز آئی۔

"چائے منگاؤں یا کافی۔؟

"کافی منگالو" کامران نے کہا۔

شاردا نے ویٹر کو بلا کر کافی اور کھانے کی کچھ چیزوں کا آرڈر دیا تھا پھر کامران سے مخاطب ہوتی تھی۔

"میں نے باس سے بات کی تھی"

"کیا جواب ملا۔؟ کامران نے پوچھا۔

"ایک ہفتے کی مہلت دے دی گئی ہے" شاردا نے کہا۔ مگر اس مدت میں کام مکمل ہو جانا چاہیئے"

"یقیناً ہو جائے گا" کامران نے کہا۔ انسپکشن نہ چل رہی ہوتی تو میں یہ مہلت کبھی نہیں لیتا"

"ٹھیک ہے" شاردا نے کہا اور خاموش ہو گئی۔

برتنوں کے کھنکنے کی آواز نے اُسے بتا دیا کہ ویٹر کے آجانے کی وجہ سے شاردا خاموش ہوتی ہے۔

"لو کافی اور یہ سینڈوچز" کچھ دیر بعد شاردا کی آواز آئی۔

"تھینک یو" کامران نے کہا۔ ویسے اس وقت تمہارا آنا اچھا ہی ہوا کیونکہ میں تمہاری ضرورت محسوس کر رہا تھا۔

"تمہاری ضرورت پوری کرنے میں مجھے عار نہیں ہے مگر" شاردا نے کہا۔ تم خود ہی وقت کی کمی کا رونا رو رہے ہو"

"بات کچھ اور ہے" کامران نے کہا۔

"وہ کیا۔؟ شاردا نے پوچھا۔

"جو کیمرہ تم نے دیا ہے اس کے استعمال کا طریقہ پھر سے سمجھا دو۔" کامران کی آواز آئی اور صفدر چونک پڑا۔

"تو یہ بات ہے" شاردا نے کہا اور وہ کامران کو کیمرہ استعمال کرنے کا طریقہ بتانے لگی جو طریقہ شاردا نے بتایا وہ یقیناً کسی اسپائی کیمرے کے بارے میں تھا۔

"اب سمجھ گیا۔" کامران نے کہا۔

"پہلے بھی تو میں نے طریقہ سمجھایا تھا۔ شاردا نے جواباً کہا۔

"ہاں مگر اس وقت میں تمہاری جھیل جیسی آنکھوں میں کھویا ہوا تھا۔ کامران نے رومان زدہ لہجے میں کہا۔

"سنبھل جاؤ" شاردا نے کہا۔ کہیں پھر طریقہ استعمال تمہارے ذہن سے نہ نکل جائے کیونکہ اب ہماری ملاقات نہیں ہو گی"

"کیا مطلب۔؟ کامران نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ ایک ہفتے سے پہلے ملاقات ممکن نہیں ہو گی"

"مگر پھر تمہارے وعدے کا کیا ہو گا۔؟

"پورا ہو گا مگر ایک ہفتے بعد۔"

"مگر میں ایک ہفتے انتظار نہیں کر سکتا۔"

"مجبوری ہے۔" شاردا نے کہا۔ "جب تم کام سے نمٹ لوگے تب ہی تمہارے مطالبات پورے ہو سکیں گے۔"

"اوہ۔" کامران کی مردہ سی آواز آئی۔

"ویسے۔" شاردا نے کہا "میں کوشش کرونگی کہ درمیان میں تم سے مل لوں بشرطیکہ جلد واپس آجاؤں۔"

"کیا مطلب۔؟ کیا تم کہیں جا رہی ہو۔؟"

"ہاں۔" شاردا نے کہا۔ "تین چار دن کا کام ہے شام نگر میں وہ نمٹاتے ہی واپسی ہو جائے گی۔"

"اوہ تو یوں کہو کہ شام نگر جا رہی ہو۔" کامران نے کہا۔ "میں سمجھا کہ مجھ پر دباؤ دینے کے لئے یہ سب کیا جا رہا ہے۔"

"ہرگز نہیں۔" شاردا نے کہا۔ "محکمہ دفاع کے ڈائریکٹر آف پرچیز پر کوئی دباؤ ڈالنے کی ہمت کر سکتا ہے۔؟"

"ہاں۔" کامران نے کہا۔ "ایک ہستی ایسا کر سکتی ہے۔"

"کون ہے وہ۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"تم۔" کامران نے کہا۔ "تم چاہو تو مجھ پر ہر کام کے لئے دباؤ ڈال سکتی ہو میں تمہارے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"ہونہہ۔" شاردا نے کہا۔ "اب بنانے لگے۔"

"نہیں یہ میرے دل کی آواز ہے۔"

"دل کی آواز سنبھالو ڈائریکٹر صاحب" شارداؔ نے کہا۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے کمرے میں کوئی پہونچ جائے اور آپ کو وہاں نہ پاکر جواب طلبی کر بیٹھے اور آپ مجھے مورد الزام ٹھہرانے لگیں"

"اوہ" کامران کی بوکھلائی ہوئی آواز آئی۔ تمہاری دلکش باتوں میں تو میں سب ہی کچھ بھول گیا تھا"

"چلیں پھر۔" شارداؔ نے کہا۔

"ہاں چلو" کامران نے کہا پھر کرسیاں کھسکنے کی آواز آئی اور اس کے بعد وہ دونوں خارجی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ صفدر نے اطمینان سے اٹھا تھا پھر وہ بھی ہوٹل سے باہر آگیا۔

آرام سے ٹہلنے والے انداز میں وہ اپنی گاڑی تک پہونچا تھا شارداؔ اس وقت واپس آرہی تھی شاید وہ کامران کو چھوڑنے آگے تک چلی گئی تھی پھر شارداؔ کے بیٹھتے ہی اسکی گاڑی حرکت میں آگئی تھی۔ صفدر نے سوچا کہ کیا کرے۔ شلز تو سفارت خانے چلا گیا تھا۔ شارداؔ اب نجانے کہاں جارہی تھی وہ کیا کرے۔ اسکا تعاقب کرتا رہے یا شلز کے آفس چلا جائے۔ یعنی سفارت خانے اور وہاں شلز کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

وہ سوچتا رہا اور گاڑی اسٹیئر کرتا رہا۔ شارداؔ کی گاڑی دو گاڑی آگے جارہی تھی پھر وہ چوراہے سے گھوم کر امریکن سینٹر کی جانب مڑ گئی۔ صفدر نے سر ہلایا تھا۔

گویا شارد اسفارتخانے واپس جارہی تھی پھر ہوا بھی یہی سفارتخانے کے باہر گاڑی رکوا کر شارد اندر چلی گئی تھی جبکہ اسکی گاڑی گھوم کر دوسرے دروازے سے احاطے کے اندر موجود پارکنگ کی جانب چلی گئی تھی ادھر اور بھی بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں۔

صفدر نے فٹ پاتھ سے لگا کر گاڑی روکی اور رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔ وہ شارد اور کامران کے بارے میں ایکسٹو کو رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

/

چوہان قادر خان کی کوٹھی نما بنگلے پر اس وقت پہونچا تھا جب وہ ملازم کے بھیس میں کوٹھی سے ایک فرلانگ دور تھا۔ وہ قادر خان کو اچھی طرح سے پہچانتا تھا پھر اسکے جسم پر جو لباس تھا اس کے بارے میں بھی اسے بتادیا گیا تھا لہٰذا پہچاننے میں دشواری نہیں ہوئی تھی۔ قادر خان ذیلی پھاٹک کھلوا کر اندر چلا گیا تھا۔

چوہان نے ہوٹل کے قریب گاڑی روک دی۔

یہ ہوٹل ایک بنگلے کی چہار دیواری میں ہی قائم کیا گیا تھا اور اس میں بیکری کا سامان بھی موجود تھا۔

چوہان نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی وہ اس آدمی کو تلاش کر رہا تھا جو قادر خان کے بنگلے کی نگرانی کر رہا تھا۔ قادر خان کے بنگلے سے دو بلاک پہلے اُسے وہ نظر آ گیا تھا۔ اسکے جسم پر بھی ملازموں جیسا لباس تھا اور وہ ایک بنگلے کی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے کسی کا انتظار ہو یا یہاں نوکری کی تلاش میں آ نکلا ہو۔ چہرے مہرے سے مقامی ہی لگ رہا تھا مگر چوہان کو شک تھا کہ وہ میک اپ میں ہے اور مقامی نہیں ہے مگر سر دست وہ اس شک کی تصدیق نہیں کر سکتا تھا۔

اسنے آس پاس کا جائزہ لیا اور مطمئن ہو کر رسٹ واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

"کیا رہا۔؟" رابطہ ملتے ہی جولیا نے پوچھا۔

"وہ بنگلے میں جا چکا ہے۔" چوہان نے بتایا۔

"کسی نے اسکا تعاقب تو نہیں کیا۔؟"

"نہیں۔" چوہان نے کہا۔ "مجھے کوئی ایسا فرد نظر نہیں آیا جس پر میں یہ شبہ کر سکتا کہ وہ قادر خان کا تعاقب کر رہا ہے۔"

"کوٹھی کی نگرانی کرنے والے کو تلاش کیا۔؟"

"ہاں ایک آدمی ملازم کے بھیس میں موجود ہے۔" چوہان نے کہا۔ "وہ قادر خان کی رہائش گاہ کے سامنے دو بلاک پہلے بنگلے کی دیوار سے ٹیک کر کھڑا ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب اور نگرانی کرنی ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں۔" چوہان نے کہا۔

"کوئی خاص بات ہو تو پھر رابطہ قائم کر لینا۔"

"اسے اغوا کر کے نہ لے آؤں۔؟"

"نہیں شاید یہ ایکسٹو کے منصوبے کے خلاف ہو۔" جولیا نے کہا۔ "ایسی صورت میں بازی چوپٹ ہو سکتی ہے۔"

"پھر نگرانی اور تعاقب ہی ٹھیک رہے گا۔"

"یہی کرنے کا حکم بھی ملا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"رائیٹ مادام۔" چوہان نے کہا۔

"دیٹس آل۔" جولیا کی آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ چوہان نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور نگرانی کرنے والے کو دیکھنے لگا۔

وہ مرے مرے قدموں سے اسی طرف آ رہا تھا دفعتاً سامنے سے آنے والی کار کی زد سے بچنے کے لئے اس نے تیزی سے سڑک پار کی اور چوہان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھرتی چلی آئی۔

تیزی سے سڑک پار کرتے ہوئے اس کے پاجامے کا پائنچہ کچھ زیادہ ہی اٹھ گیا تھا اور اس کی سفید سفید پنڈلیاں الگ سے نظر آنے لگی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ چوہان کا شبہ ٹھیک تھا۔

وہ ملازم کے لباس میں سفید فام غیر ملکی تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ہوٹل کے پاس پہونچ کر رک گیا۔

پھر اسنے ہوٹل والے سے کچھ کہا اور ہوٹل کے باہر پڑی بینچ پر بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد اسکے ہاتھ میں چائے کا گلاس نظر آ رہا تھا۔ چوہان اسے چائے پیتے دیکھتا رہا پھر چائے ختم کرنے کے بعد بھی وہ وہیں بیٹھا رہا تھا کیونکہ وہاں سے بھی وہ قادر خان کی رہائش گاہ کی نگرانی کر سکتا تھا۔

ساڑھے نو بجے قادر خان رہائش گاہ سے اپنی گاڑی میں باہر نکلا تھا تعاقب شروع ہو گیا۔ قادر خان کی رہائش گاہ کی نگرانی کرنے والے نے ایک موٹر سائیکل سنبھالی تھی۔

یہ موٹر سائیکل اسی بنگلے کے سامنے کھڑی تھی جہاں دیوار سے ٹیک لگا کر وہ کھڑا ہوا تھا۔ تعاقب کا اختتام قادر خان کے انجینئرنگ کمپلیکس پر ہوا تھا یہ شہر سے باہر فیکٹری ایریئے میں تھا۔ قادر خان کے اندر چلے جانے کے بعد وہ بھی ایک جگہ رک گیا تھا۔

پھر چوہان نے اسے وہاں بنے ہوئے بلدیہ کے ایک پیشاب گھر میں جاتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ وہ کسی کو قادر خان کے یہاں پہونچنے کے بارے میں رپورٹ دینا چاہتا ہے۔

دس منٹ بعد وہ پیشاب گھر سے باہر نکلا تھا پھر موٹر سائیکل واپسی کا سفر طے کرنے لگی چوہان فاصلہ دے کر اسکا تعاقب کر رہا تھا صبح کا وقت تھا اس لئے یہاں ٹریفک کچھ زیادہ ہی تھا۔

فیکٹری ایریا کی آخری چورنگی سے وہ شہر کی جانب جانے کے بجائے کالونی ایریئے کی جانب گھوم گیا تھا۔

سسپنس ہی سسپنس ایکشن ہی ایکشن

عمران کا نیا ناول

ڈینجر مین

مصنف

ایس قریشی

٥- پے در پے اہم ترین افراد مارے جا رہے تھے لیکن ان کی موت بڑے پراسرار طریقے پر ہو رہی تھی۔ وہ طریقہ کیا تھا اور اس کا ذمے دار کون تھا؟ سنسنی خیز انکشاف۔

٥- ایک طوطے کو چرانے کے لئے دو افراد نے اپنی جان دیدی آخر کیوں وہ طوطے کیسے تھے؟

٥- پھر ایک باز کو حاصل کرنے کی کوشش میں ایک اور آدمی مارا گیا کیا یہ لوگ سرپھرے تھے جو طوطے یا باز حاصل کرنے کی خاطر اپنی جانیں دے رہے تھے؟

٥- ایک سیاہ رنگت افریقی عورت عمران فیاض کے ساتھ اسکی شادی طے کر دیتا ہے۔ قہقہے ہی قہقہے۔

سسپنس اور ایکشن سے بھرپور عمران کا نیا ناول

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

یہ کالونی ابھی زیر تعمیر تھی اور یہاں آبادی نہ ہونے کے برابر تھی۔ بعض جگہ میدان تھے جہاں جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں یا پھر تعمیراتی سامان پڑا ہوا تھا ایسے ہی ایک میدان میں داخل ہوتے ہی موٹر سائیکل ایک سائیڈ روڈ پر مڑ گئی پھر جیسے ہی چوہان مڑا ایسی طرح چونک پڑا۔

آگے ایک ویگن اس طرح کھڑی تھی کہ راستہ بلاک ہو گیا تھا جبکہ وہ موٹر سائیکل سوار جس کا وہ تعاقب کرتا رہا تھا ویگن کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ وہ تعداد میں تین تھے اور ان کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ریوالور نظر آ رہے تھے۔

چوہان نے گاڑی کچے میں اتارتے ہوئے اسے بڑی تیزی سے گھمایا تھا گاڑی گھومنے بھی نہیں پائی تھی کہ ٹھس ٹھس کی آوازوں کے ساتھ کئی گولیاں گاڑی سے ٹکرائی تھیں۔

عقبی اور بائیں سمت کے شیشے ٹوٹ کر بکھرتے چلے گئے تھے لیکن کوئی گولی چوہان کو نقصان نہ پہنچا سکی تھی۔ چوہان نے گاڑی گھماتے ہی اسے دوڑا دیا تھا پھر وہ موڑ مڑا ہی تھا کہ پھر چونک پڑا۔ اب ایک گاڑی ادھر بھی آموجود ہوئی تھی۔

گویا اسے گھیرنے ہی کی خاطر موٹر سائیکل والا اپنے پیچھے لگا کر ادھر لایا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے تعاقب سے آگاہ ہو چکا تھا لیکن کب اور کیسے چوہان کو اس کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس بار اس نے گاڑی روکی نہیں تھی۔

وہ گاڑی اُن پر چڑھا لے گیا تھا جو گاڑی کے پاس کھڑے تھے اُنکے ہاتھوں میں ریوالور نہیں تھے لہذا چوہان پر فائر کرنے کے بجائے انھیں جان بچانے کے لئے اِدھر اُدھر چھلانگیں لگانی پڑی تھیں۔

چوہان نے گاڑی روکی نہیں تھی آگے لئے چلا گیا مگر پھر ایک دھماکہ ہوا اور گاڑی لہرانے لگی چوہان نے ایک گلی کے سرے پر گاڑی روک دی اور اتر کر گلی میں داخل ہو گیا۔

عقب میں وہ دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سن رہا تھا چند قدم دوڑ کر وہ ایک جگہ رک گیا یہ چہار دیواری تھی اور کم از کم آٹھ فٹ اونچی تھی وہ اچھلا اور چہار دیواری کا اوپری حصّہ پکڑ کر لٹکا اور ہاتھوں کی مدد سے اوپر چڑھنے لگا۔

پھر چہار دیواری پر پہونچ کر وہ دوسری جانب کود گیا اُسنے چہار دیواری پر کھڑے ہونے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ دوسری جانب سے آنے والے اسے بہت آسانی سے دیکھ لیتے۔

یہاں تعمیراتی سامان بکھرا پڑا تھا ایک جانب بڑی بڑی لکڑی کی پٹیاں پڑی تھیں اور ان کے برابر ہی سیمنٹ کی بوریوں کی قطار لگی ہوئی تھی چوہان پٹیوں کی آڑ میں ہو گیا۔

اُسے اُنکے دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی پھر وہ چاپ رک گئی آنے والے ایک سے زیادہ تھے چوہان نے ریوالور نکال کر ہاتھ میں دبا لیا یہ بھی سائیلنسر لگا ریوالور تھا۔

کچھ دیر بعد اُسے چہار دیواری پر ایک آدمی نظر آیا تھا وہ دیوار پر کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ چوہان کچھ اور دبک گیا وہ ان سے، الجھنا نہیں چاہتا تھا اسی لئے ٹکراؤ سے بچ رہا تھا۔

ایک کے بعد دوسرا آدمی چہار دیواری پر نظر آیا تھا۔ وہ بڑے غور سے چاروں طرف کا جائزہ لے رہے تھے۔ لیکن چوہان انھیں کہیں نظر نہیں آیا تھا کچھ دیر بعد وہ دونوں دوسری جانب اتر گئے۔

لیکن چوہان اپنی جگہ سے باہر نہیں نکلا تھا بلکہ وہ کچھ اور بھی زیادہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ چند منٹ بعد اچانک عقب سے اسنے ہلکی سی آہٹ سنی اور چونک گیا۔

بڑی آہستگی سے وہ مڑا پھر پیٹیوں کی آڑ سے جھانکا وہ دو آدمی تھے جو اس طرف بند گیٹ پھلانگنے کی کوشش کر رہے تھے یہ وہی دونوں تھے جو چند منٹ پہلے چہار دیواری پر نظر آئے تھے۔

پھر وہ اندر آگئے اب وہ دو سمتوں میں بٹ کر اسے تلاش کر رہے تھے۔ چوہان نے نیچے جھک کر ایک بڑی پیٹی آہستہ سے اپنے اوپر سرکالی اور دم سادھ کر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد اُسے پیٹیوں کے پاس آہٹ سنائی دی پھر ساتھ ہی کسی کی آواز بھی ابھری تھی۔

"پتہ نہیں کہاں مر گیا۔؟"

"تمہیں نہیں ملا۔" کسی نے پوچھا۔

"ملا ہوتا تو گولی نہ مار دیتا" پہلے نے جھلا کر کہا۔

"ایسا لگ رہا ہے کہ وہ یہاں سے نکل گیا ہے"

"مگر کیسے۔؟" پہلے نے پوچھا۔

"وہ گاڑی چھوڑ کر بھاگا تھا تو اسنے سامنے والی ٹوٹی ہوئی چہار دیواری والا راستہ اختیار کیا ہوگا"

"پھر۔؟" پہلے نے پوچھا۔

"اس طرف سے دوسرے میدان میں نکلا جا سکتا ہے" دوسرے نے کہا۔ اور وہاں پر بے شمار جھاڑ جھنکاڑ پھیلے ہوئے ہیں وہ ان کی آڑ لے کر آسانی سے نکل گیا ہوگا"

"مگر" پہلے نے کہا۔ اس طرف بھی تو ہمارے آدمی گئے تھے"

"ہاں مگر جھاڑیوں کی آڑ میں ایک کیا دس آدمی فرار ہو سکتے ہیں" دوسرے نے پر زور لہجے میں کہا۔

"گویا باس نے اس طرف ہمیں بھیج کر غلطی کی ہے۔؟

"میرا خیال یہی ہے" دوسرے نے کہا۔

"ہونہہ" پہلے نے ہنکارا بھرا۔

"اب یہی دیکھو اگر وہ یہاں ہوتا تو مل جاتا" دوسرے نے کہا۔ کیونکہ ہم نے یہاں کا کونہ کونہ دیکھ لیا ہے"

"ٹھیک ہے" پہلے نے کہا۔ اب کیا کریں۔؟

"واپس چلو اور کیا کرنا ہے" دوسرا بولا۔

"ایک مرتبہ اور نہ دیکھ لیں۔؟
"فضول ہے" دوسرا بیزاری سے بولا۔ وہ یہاں ہوتا تو ہمیں نظر آجاتا
لہذا اسکی تلاش یہاں فضول ہے"
"ہونہہ" اسنے سر ہلایا۔
"چلو چلتے ہیں" دوسرے نے کہا۔
"یار اسکی گاڑی بھی تو ہے۔؟ پہلے نے کہا۔
"ہاں اور باس اسکی تلاشی لے رہا ہے"
"اوہ" چوہان نے دل ہی دل میں اوہ کہا۔ گاڑی میں کوئی ایسی
چیز نہیں تھی جس سے اسکی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔ وہ کاغذات تک
گاڑی میں نہیں رکھتا تھا۔
رجسٹریشن بھی ایک دوست کے نام پر تھا لہذا وہ رجسٹریشن نمبر
سے بھی اس کا سراغ نہیں لگا سکتے تھے۔
"تلاشی میں کیا ملے گا۔؟ پہلے نے پوچھا۔
"گاڑی کے کاغذات سے اسکی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی ہے"
"تمہارا کیا خیال ہے کون ہو سکتا ہے یہ۔؟
"کوئی پرائیوٹ جاسوس"
"کیا مطلب۔؟ پہلے نے پوچھا۔ کیا یہاں پر پرائیوٹ جاسوسوں کو
کام کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔؟
"نہیں مگر غیر قانونی طور پر جاسوس ایجنسیاں ہو سکتی ہیں۔"

"یہ بات ہے۔؟" پہلے نے کہا۔

"ہاں۔ قادر خان کے بارے میں باس کو اطلاع ملی تھی کہ وہ فیکٹری پہونچ گیا ہے وہیں اسنے اس تعاقب کرنے والے کو چیک کیا تھا وہ جب فیکٹری سے لوٹا تو اسنے تعاقب کیا تھا۔"

"گویا فیکٹری سے تعاقب شروع ہوا ہے۔"

"ہاں۔" دوسرے نے کہا۔ قادر خان نے شاید فیکٹری کے باہر اسے نگرانی کرنے والے آدمی کے لئے کھڑا کیا ہوگا۔"

"کیا رہا وہاں کیوں کھڑے ہو۔" یک بیک ... ایک آواز سنائی دی یہ دور کی آواز تھی۔

"باس وہ یہاں نہیں ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"تو پھر واپس آجاؤ۔" اسی آواز نے کہا۔

"چلو۔" اسکے ساتھ ہی واپس جاتے قدموں کی چاپ ابھری اور وہاں سناٹا چھاتا چلا گیا۔

جوہان نے اطمینان کا سانس لیا تھا انکی گفتگو سے اُسے یہ پتہ تو ہو گیا تھا کہ تعاقب کا راز فیکٹری سے واپسی پر کھلا ہے اور اسکے بعد ہی اسے گھیرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔

وہ نصف گھنٹے بعد وہاں سے نکلا تھا بے حد چوکنا تھا مگر اسے کسی الجھن کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ گاڑی میں فالتو ٹائر موجود تھا اسنے ٹائر بدلا اور واپس شہر کی جانب چل پڑا۔

اب جولیا کو ان واقعات کی رپورٹ دینا ضروری ہو گیا تھا اور وہ شہر پہونچ کر ہی رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

عمران اس آدمی کو گھور رہا تھا جسے وہ گذشتہ رات اٹھا کر لایا تھا وہ اب ہوش میں تھا یہ اور بات ہے کہ ایک فولادی کرسی پر وہ آہنی کلیمپس میں کسا ہوا تھا۔

"کون ہوں میں جانتے ہو۔؟ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نن... نہیں" اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے جانتے ہو" عمران نے اسکے لہجے سے اندازہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو نہیں جانتا" اسنے نگاہیں چراتے ہوئے کہا۔

"اچھا" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ اگر ٹارچر ہی ہونا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے۔"

"ٹارچر۔؟ اسنے تھوک نگلا۔

"ہاں" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم... مگر کیوں۔؟ وہ ہکلایا۔

"اس لئے کہ تم ہر بات سے انکار کر رہے ہو"

"اوہ... مم... میرا مطلب ہے کہ میں..." وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"اگر یہ چاہتے ہو کہ مفت میں تمہارے جسم کو تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے تو زبان کھول دو"

"ہونہہ" اسنے کچھ سوچا پھر بولا۔ زبان کھولنے کے بعد میرا آپ کیا حشر کریں گے عمران صاحب۔؟

"گویا میرا خیال صحیح تھا۔؟ عمران نے کہا۔

"ہاں" اسنے سر ہلایا۔ میں آپ کو جانتا ہوں"

"گڈ" عمران نے کہا۔ گویا تم تعاون کرنے پر آمادہ ہو۔؟

"ہاں" اسنے سر ہلایا۔ بیکار تشدد سہنے سے کوئی فائدہ نہیں"

"عقلمند ہو" عمران نے کہا۔

"آپ بتائیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔؟

"تم کس کے آدمی ہو۔؟ عمران نے پوچھا۔ رازی کے یا شیام کمار کے۔؟

"شیام کمار سے تعلق ہے میرا" اسنے کہا۔

"اسٹار نائٹ کلب میں میں نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا"

"یقیناً نہیں دیکھا ہوگا" اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔

"اس لئے کہ میرا تعلق شیام کمار کے اُن آدمیوں سے ہے جو زیر زمین رہتے ہیں اور خاص خاص کاموں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں"

"گویا تم اسکی ریزرو فورس میں سے ہو۔؟

"یونہی سمجھ لیجئے۔" اسنے سر ہلایا۔

"تمہیں کس طرح علم ہوا تھا کہ میں وہاں پہونچ رہا ہوں۔؟

"باس کو کسی نے فون پر اطلاع دی تھی اور ہمیں اس چوراہے پر جہاں آپ کو گھیرا گیا تھا رکنے کی ہدایت ملی تھی۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"باس نے کہا تھا کہ اگلے حکم تک ہم وہیں انتظار کریں۔"

"کتنے آدمی تھے تم۔؟

"تیس آدمی اور چھ گاڑیاں۔"

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔ تمہیں علم تھا کسے گھیرنے کا حکم دیا گیا ہے۔؟

"جی ہاں۔" اسنے کہا۔ باس نے بتا دیا تھا کہ ہمیں عمران یعنی آپ کو گھیر کر ختم کرنا ہے البتہ یہ علم نہیں تھا کہ آپ کو کس جگہ گھیرنا ہے۔"

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔

"باس کی کال سے پتہ چلا تھا کہ آپ اسی طرف آرہے ہیں کہ جس جگہ ہمیں اگلے حکم انتظار کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔"

"گویا شیام کمار کی کال ملنے کے بعد ہی تم نے وہاں ناکہ بندی کی تھی۔؟ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔" اسنے کہا۔ ورنہ ہمیں علم نہیں تھا کہ آپ کو کہاں گھیرنا ہے اسی لئے چوراہے پر انتظار کرنے کی ہدایت ملی تھی۔"

"شیام کمار کو کس نے کال کی تھی۔؟

"بتا بھی دوں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا" اسنے سوچنے والے لہجے میں کہا اور عمران نے گردن ہلا دی۔

"کیوں۔؟ اسنے پوچھا۔

"اس لئے کہ باس کو سارے احکامات فون پر ملتے ہیں"

"شیام کمار نے اس سے ملاقات تو کی ہوگی تاکہ جس کے لئے وہ کام کر رہا ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

"پتہ نہیں" اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں۔؟ عمران نے کہا۔ کیا گیلانٹ نائٹ کلب میں شیام کمار نے اس سے ملاقات نہیں کی جس کا وہ آلہ کار بن گیا ہے"

"اوہ" اسکے منہ سے نکلا۔ آپ کو اسکا علم ہے۔؟

"ہاں اور اب میں تمہیں بتاؤں کہ شیام کمار اور رازی جس کے لئے کام کر رہے ہیں میں اسے جانتا ہوں"

"اچھا" اسنے پوچھا لہجے میں طنز بھرا ہوا تھا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ تم اور شیام کمار اور رازی چند ہی دنوں میں دیکھ لوگے کہ کوبرا کا سر کیسے کچلا جاتا ہے"

"کیا۔؟ وہ بری طرح چونکا تھا۔

"ہاں کوبرا" عمران نے کہا۔ شیام کمار اور رازی دونوں ہی کوبرا کے غلام بن گئے ہیں مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کے لئے کوئی خدمت

انجام دیں میں کوبرا سمیت ان سب کو کچل دونگا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"ہاں" عمران نے کہا۔ کوبرا کا نام سن کر بھی تم نے اندازہ نہیں کیا۔؟

"جب سب کچھ جانتے ہو تو مجھ سے پوچھ گچھ کیوں کر رہے تھے۔؟

وہ عمران کو گھورتے ہوئے بولا۔

"صرف اتنا جاننے کے لئے کہ میری گزرگاہ کا علم تم لوگوں کو کیسے ہوا تھا" عمران نے کہا۔ جبکہ میں بغیر کسی ارادے اور پروگرام کے اس طرف سے گزرنا چاہ رہا تھا کہ جہاں تم لوگوں نے مجھے گھیرا تھا۔"

"اب میرا کیا کرو گے۔؟ اسنے پوچھا۔

"فی الحال میری قید میں رہو گے کوبرا کے پکڑے جانے کے بعد اپنے باس شیام کمار کے ساتھ ہی تمہیں بھی سلاخوں کے پیچھے جانا ہوگا۔"

"لیکن کس جرم میں۔؟

"مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں۔"

"اچھا۔" اسنے تمسخر اڑانے والے لہجے میں کہا۔ کیا تم یہ ثابت کر سکو گے مسٹر عمران کہ میں نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔؟

"چار چھ گواہ تلاش کرنا میرے لئے مشکل نہیں ہوگا۔"

"اور میرا وکیل ان گواہوں کو جھوٹا ثابت کر دے گا" اسنے فخریہ لہجے میں کہا۔ اسٹار نائٹ کلب سے بڑے بڑے قابل وکیل وابستہ ہیں مسٹر عمران سوچ سمجھ لیجئے گا۔"

"کس بارے میں۔؟" عمران نے انجان بن کر پوچھا۔
"میرے خلاف کیس عدالت میں پیش کرنے کے بارے میں۔"
"اچھا۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "اگر میں تمہارے پاس سے دو ناجائز ریوالور یا ایک کلاشنکوف کی برآمدگی دکھا دوں تو۔؟"
"کچھ نہیں ہوگا۔" اسنے کہا۔ "کوئی تھانہ اس کی ایف آئی آر نہیں کاٹے گا کیونکہ سب سے شیام کمار باس نے بھتے باندھ رکھے ہیں۔"
"چلو یونہی سہی۔" عمران نے کہا۔ "کیا سی آئی بی والے بھی اس کیس کو رجسٹر نہیں کریں گے۔؟"
"کیپٹن فیاض کا بھتہ سب سے زیادہ ہے۔" اسنے مسکرا کر کہا۔ "وہ کیس درج کرنے کے بجائے کہیں الٹا آپ ہی کو نہ باندھ دے۔"
"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔
"بہتر یہی ہے کہ مجھے چھوڑ دو۔" اسنے کہا۔
"ہونہہ۔" عمران نے دوبارہ ہنکارہ بھرا۔
"کیا خیال ہے۔؟" اسنے پوچھا اسکے لبوں پر طنزیہ ہی نہیں غصہ دلانے والی مسکراہٹ تھی۔ عمران مسکرا دیا۔
"اگر میں تمہیں ایک ایسی کار میں بیہوش کر کے ڈال دوں جس میں دو چار کلو ہیروئن دس بارہ ہزار کلاشنکوف کی گولیاں بھری ہوں اور وہ کار کسی کھمبے سے ٹکرا کر رکی ہوئی ہو تو۔؟"
"تم ایسا نہیں کر سکتے۔" اسنے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"ساتھ ہی" عمران اسکی بات پر توجہ نہ دیتے ہوئے بولا۔ "نارکوٹک کنٹرول بورڈ والوں اور دیگر ایجنسیوں کو اسکی اطلاع بھی کر دوں تو پھر تمہارا کیا حشر ہوگا۔ بولو۔؟"

"تم... تم ایسا نہیں کر سکتے۔" وہ اٹک اٹک کر بولا اس کا چہرہ عمران کی اس بات پر اتر گیا تھا۔

"مجھے ایسا کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا مگر" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں ایسا کرونگا نہیں۔"

"اوہ" اسکے چہرے کی گئی ہوئی رونق بحال ہونے لگی تھی۔

"میں اس سے بھی زیادہ آسان طریقہ اختیار کرونگا" عمران نے کہا اور وہ چونک کر بولا۔

"وہ... کک... کیا۔؟"

"تمہیں گولی مار کر لاش سڑک پر پھینکوا دونگا" عمران نے کہا۔ "کسی کو بھی علم نہیں ہو سکے گا کہ تمہارا قاتل کون ہے۔"

"نہیں۔ نہیں۔" وہ تھوک نگل کر بولا۔ "تم... تم ایسا نہیں کر سکتے یہ غیر قانونی ہوگا مسٹر عمران۔"

"اچھا" عمران سرد لہجے میں بولا۔ "تو گویا تم نے مجھ پر جو قاتلانہ حملہ کیا تھا وہ سراسر قانونی تھا کیوں۔؟"

"وہ... مم..." وہ ہکلا کر رہ گیا۔ اس کا چہرہ پھر اتر گیا تھا اور رنگت زرد پڑتی چلی جا رہی تھی۔

" اسکے علاوہ بھی میرے پاس ایک دوسرا طریقہ ہے" عمران نے کہا پھر جوزف سے بولا۔ ذرا افریقی دوستوں کو کیج سے نکالو۔"

" یس باس " جوزف نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک کیج کا دروازہ کھول دیا ایک لمحے بعد ہی درجنوں بڑے بڑے چوہے اس میں سے نکل کر کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔

" یہ چند منٹوں میں انسان کو چٹ کر جاتے ہیں " عمران نے کہا اور جیتے جاگتے انسان کی جگہ صرف ہڈیوں کا پنجر رہ جاتا ہے جسے کسی بھی میڈیکل کالج کو تحفتہً دے کر احسان کیا جا سکتا ہے "

" نہیں " اسکے لہجے میں خوف تھا۔

" ذرا سا نمونہ چکھ لو " عمران نے کہا پھر اسنے ہونٹوں کو سکوڑا اور فوراً ہی وہاں ایک مخصوص آواز گونجنے لگی۔ اس آواز کے گونجتے ہی وہاں پھیلے ہوئے چوہے کرسی کی جانب سمٹتے چلے گئے پھر وہ اس پر پل پڑے تھے دوسرے ہی لمحے وہاں اسکی دلخراش چیخیں گونج رہی تھیں اور وہ بری طرح سے کلیمپس میں جکڑا تڑپ رہا تھا۔

عمران نے دھن تبدیل کی اور چوہے اسے چھوڑ کر الگ ہٹنے لگے پھر واپس اسی کیج کی جانب سمٹتے چلے گئے جس سے باہر نکلے تھے انکے اندر جاتے ہی جوزف نے اسے لاک کر دیا تھا۔

وہ بری طرح کراہ رہا تھا اور اسکے جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ رہا تھا کپڑے جگہ جگہ سے سرخ ہو گئے تھے۔

"کیا خیال ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"تم ... تم ... سب ... کچھ کر سکتے ہو۔" وہ کراہ کر بولا ساری اکڑ فوں ہوا ہو گئی تھی اور وہ کسی ایسے ننھے سے بچے کی طرح سہما ہوا نظر آ رہا تھا جسے برداشت سے زیادہ مار پڑ گئی ہو۔

"اگر تم جیسے تھرڈ کلاس مجرم مجھے ڈرانے دھمکانے لگیں تو میں ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکوں۔" عمران غرایا تھا۔

"مم ... وہ ... باس ..." وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"اب شیام کمار کے بارے میں اور اسکی سرگرمیوں کے بارے میں سب کچھ بتا دو ورنہ ..." عمران نے پھر چوہوں والے پنجرے کی جانب دیکھا اور وہ جلدی سے بول پڑا۔

"میں سب کچھ بتا دونگا۔ سب کچھ بتا دونگا مسٹر عمران۔"

"شروع ہو جاؤ۔" عمران غرایا اور وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر انھیں تر کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

/

فون کی گھنٹی بجتے ہی قادر خان نے چونک کر انسٹرومنٹ کی جانب دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ فون تھا جس کا کمپلیکس

کے ایکسچینج سے کوئی تعلق نہیں تھا ڈائریکٹ لائن تھی۔

"ہیلو" قادر خان نے رسیور کان سے لگانے کے بعد کہا۔

"قادر خان۔" دوسری جانب سے کوبرا کی کرخت آواز سنائی دی۔

اور قادر خان بری طرح چونک پڑا۔

"بول رہا ہوں" قادر خان نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"میں نے رات کو تمہیں کوئی وارننگ دی تھی۔" کوبرا کی کرخت آواز سنائی دی۔ تمہیں یاد ہے نا۔؟

"اگر دوہرا دو تو زیادہ اچھا ہے" قادر خان نے کہا۔ تاکہ میں پوری طرح سمجھ سکوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو"

"میں نے کہا تھا کہ پولیس یا کسی اور ایجنسی کو اطلاع دینے کی صورت میں تین دن کی مہلت فوراً ختم ہو جائے گی اور۔"

"بس" قادر خان نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ پھر اب کیا ہو گیا ہے۔؟ میں نے تمہاری وارننگ کے خلاف کیا کر دیا ہے جو اس وقت کال کرنے اور اپنی وارننگ یاد دلانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔؟

"تم نے پولیس یا محکمہ خفیہ سے رابطہ قائم کیا ہے"

"اچھا" قادر خان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کا کوئی ثبوت تمہیں ملا ہے یا صرف تیر چلا رہے ہو"

"میرا آدمی تمہاری نگرانی کر رہا تھا"

"اطلاع کا شکریہ" قادر خان نے کہا۔

"وہ آدمی جب تمہاری فیکٹری سے چلا ہے تو" کوبرا نے کہا۔ کسی نے ایک کار میں اسکا تعاقب کرنے کی کوشش کی تھی"

"اچھا" قادر خان نے کہا۔

"ہاں اور اس کو میرے آدمیوں نے گھیر کر پکڑنے کی کوشش کی تھی مگر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا مسٹر خان"

"پھر۔؟" قادر خان نے کہا۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو۔؟

"یہی کہ تم نے پولیس یا محکمہ خفیہ سے رابطہ کیوں قائم کیا۔؟ کیا تمہیں میری وارننگ یاد نہیں رہی تھی۔؟

"جب تمہارا آدمی میری نگرانی کر رہا تھا تو اس نے تمہیں یہ بھی بتلایا ہوگا کہ میں صبح رہائش گاہ سے نکل کر سیدھا آفس آیا ہوں، اور میں نے کسی بھی فرد سے ملاقات نہیں کی ہے"

"تم فون پر بھی رابطہ قائم کر سکتے ہو"

"ضرور کرتا اگر مجھے اپنے خاندان کے افراد سے محبت نہ ہوتی تو" قادر خان نے کہا۔ تمہاری وارننگ لفظ بہ لفظ ذہن نشین ہے مسٹر کوبرا۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم دھمکیوں پر بھی عمل کرتے ہو"

"پھر وہ کون تھا جس نے میرے آدمی کا تعاقب کیا تھا۔؟

"ایک بات کا پتہ نہیں تمہیں علم ہے یا نہیں۔؟ قادر خان نے کہا۔

"کس بات کا۔؟ کوبرا کی آواز آئی۔

"یہی کہ میں اور میری فیکٹری ملک اور قوم کے لئے کس قدر اہمیت کا حامل

ہے اور ملکی دفاع میں اسکا کتنا بڑا حصّہ ہے۔؟

"علم ہے۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔؟

"یہی کہ ہو سکتا ہے میری کالیں مختلف محکمے محض میری حفاظت کے خیال سے ٹیپ کرتے ہوں یا میری حفاظت کے لئے خفیہ طور پر میرے علم میں لائے بغیر میری نگرانی کی جاتی ہو"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جس نے میرے آدمی کا تعاقب کیا تھا اس کا تمہاری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔؟

"ہاں" قادر خان نے کہا۔ "میرا یہی مطلب ہے"

"مگر...." کوبرا نے کہنا چاہا۔

"مگر یہ کہ میں اپنے خاندان سے بے حد محبت کرتا ہوں مسٹر کوبرا، اس لئے میں تمہاری وارننگ کی خلاف ورزی کر کے اپنے خاندان کے کسی فرد کو نقصان نہیں پہنچوانا چاہتا" قادر خان نے کوبرا کی بات کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے اس پر یقین نہیں ہے"

"پھر بتلاؤ میں تمہیں یقین دلانے کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔؟

"یہی بتلادو کہ وہ آدمی کون تھا۔؟

"مجھے اس کا علم ہوتا تو اتنی بحث کیوں کرتا۔؟

"قادر خان" کوبرا کی آواز آئی۔ اگر ثابت ہو گیا کہ وہ سرکاری سراغرساں تھا اور تمہاری ایما پر فیکٹری سے میرے آدمی کا تعاقب کرتا

رہا ہے تو یہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔"

"پھر دھمکی۔" قادر خان نے کہا۔ ایک ہی دھمکی میرے لئے کافی ہے مسٹر کوبرا مزید دھمکیاں دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"ٹھیک ہے" کوبرا کی آواز آئی۔ اب کیا کہتے ہو۔"

"کس سلسلے میں۔" قادر خان نے پوچھا۔

"مطالبے کے سلسلے میں" کوبرا کی آواز آئی۔

"تم تین دن کی مہلت دے چکے ہو لہٰذا مجھے اس مدت میں سوچنے اور سمجھنے کا موقعہ دو تو اچھا ہے۔"

"ٹھیک ہے" کوبرا کی آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

قادر خان نے رسیور رکھ کر پیشانی کا پسینہ صاف کیا پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے اور رسیور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو" فوراً ہی رابطہ قائم ہوا تھا۔

"شاہ جی سے بات کرنا ہے۔" قادر خان نے کہا۔

"رانگ نمبر" دوسری جانب سے کہا گیا اور اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ قادر خان نے بھی رسیور رکھ دیا تھا۔

پھر اسنے کافی کے لئے آپریٹر سے دوسرے فون پر کہا اور کرسی کی پشت گاہ سے ٹک کر سوچنے لگا کہ عمران کو اسکی فون کال کی اطلاع کب ملے گی اور وہ کس طرح اور کتنی دیر میں رابطہ قائم کرے گا۔ اور کرے گا بھی یا نہیں مگر نہیں۔ قادر خان نے سوچا۔

عمران اتنا غیر ذمے دار ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اس سے رابطہ قائم نہیں کرے یقیناً اطلاع ملتے ہی وہ اسکی طرف آئے گا مگر۔ قادر خان کے ذہن میں ایک نیا خیال ابھرا اگر وہ آیا تو کس حیثیت سے آئے گا۔؟ کوبرا کے آدمی فیکٹری کی نگرانی کر رہے تھے۔

عمران اگر اصل صورت میں آتا تو پہچان لیا جاتا پھر۔؟ وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا کچھ دیر بعد اردلی کافی لے آیا اور وہ کافی پینے لگا کافی ختم کر کے اسنے رکھی ہی تھی کہ داخلی فون کی گھنٹی بول پڑی وہ چند لمحے فون کو گھورتا رہا پھر اسنے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو" اسنے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"سر ایک غیر ملکی لڑکی آپ سے ملنا چاہتی ہے"

"کیوں اور کس سلسلے میں۔؟" قادر خان نے پوچھا۔

"اس کا کہنا یہ ہے کہ وہ ایک اخبار کی رپورٹر ہے اور آپ سے انٹرویو کرنا چاہتی ہے" آپریٹر کی آواز آئی۔

"کیا اسنے انٹرویو کے لئے وقت لے رکھا ہے۔؟

"نو سر"

"بس تو اسے واپس کر دو اور کہو کہ وہ سکریٹری سے مل کر کوئی وقت مقرر کر لے اس سے پہلے ملاقات ممکن نہیں"

"جی سر" آپریٹر نے کہا ایک لمحے کے لئے وہ خاموش ہوا پھر بولا۔ وہ کہہ رہی ہے کہ فون پر ایک بات سن لیجئے۔

"رسیور اُسے دے دو۔"

"یس سر۔" آپریٹر نے کہا تھا۔

"مسٹر قادر خان۔" دوسری جانب سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "میں اپنے پرچے شاہ جی... میرا مطلب ہے شاہ ویکلی کے لئے آپ سے چند سوالات کرنا چاہتی ہوں صرف پانچ منٹ لوں گی۔"

"آپریٹر انھیں آنے دو۔" قادر خان نے کہا پھر لڑکی سے بولا۔ "پانچ منٹ سے زیادہ کا وقت تمہیں نہیں دے سکوں گا۔"

"تھینک یو سر۔" نسوانی آواز آئی۔

قادر خان نے رسیور رکھ دیا۔ شاہ جی اور پھر شاہ ویکلی کے نام پر وہ چونک پڑا تھا۔ سمجھ گیا تھا کہ آنے والی عمران کی نمائندہ ہے مگر کیا اُس میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ اس کا مافی الضمیر سمجھ سکے گی۔؟ اور پھر عمران کو جاکر سمجھا سکے گی۔؟

لیکن وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور اجازت ملنے پر دروازہ کھول کر وہ اندر آگئی۔ ایک حسین ترین اور پُرشباب غیر ملکی عورت۔

شکل صورت سے وہ امریکی لگتی تھی اندر آنے کے بعد اس نے دروازہ بند کر کے لاک کیا پھر قادر خان سے مخاطب ہوئی۔

"کیا یہ کمرہ محفوظ ہے سر۔؟"

"ہاں کیوں۔؟" قادر خان نے پوچھا۔

"محفوظ سے میرا مطلب یہ تھا کہ ہماری گفتگو کوئی سن تو نہیں لے گا" لڑکی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ کمرہ مکمل طور پر سیف ہے"

"ساؤنڈ پروف بھی نظر آرہا ہے" لڑکی نے کہا۔

"تمہارا خیال صحیح ہے" قادر خان نے کہا۔ مگر کیا تم واقعی کسی رسالے سے منسلک ہو یا بلف کیا ہے۔؟

"جو کارڈ میں نے بھجوایا تھا اس پر درج پتے پر شاہ وکیلی کا دفتر موجود ہے اور وہاں میں رپورٹر کی حیثیت سے موجود ہوتی ہوں اگر وہ لوگ تحقیقات کریں گے تو بات صحیح نکلے گی"

"وہ لوگ سے کیا مراد ہے۔؟

"کوبرا" لڑکی نے کہا۔

"تم... تمہیں عمران نے بھیجا ہے۔؟ قادر خان نے کہا۔

"ہاں میرا نام جولیانا فٹز واٹر ہے" جولیا نے کہا۔ اور میرا تعلق ایکسٹو سے ہے یعنی سیکرٹ سروس سے"

"کیا واقعی۔؟ قادر خان حیرت سے بولا۔

"ہاں آپ محب وطن ہیں اس لئے یہ بات آپ کے علم میں لائی گئی ہے چاہیں تو وزارت خارجہ کے سکریٹری سر سلطان کو کال کر کے میری بابت معلوم کر لیں عمران وہاں موجود ہے"

"ضرور" قادر خان نے کہا۔ تصدیق لازمی ہے"

پھر اسنے ریسیور اٹھا کر آپریٹر سے وزارت خارجہ کے نمبر معلوم کئے تھے پھر نمبر نوٹ کر کے ڈائریکٹ لائن پر نمبر گھماتے تھے۔

"سر سلطان سے بات کرائیے میں اٹیلا انجینیرنگ کمپلیکس کا مالک قادر خان بول رہا ہوں"

"ہولڈ کیجئے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر سلطان اسپیکنگ ہیلو" فوراً ہی دوسری جانب سے آواز آئی۔

"میرے پاس آپ کا ایک نمائندہ موجود ہے سر" قادر خان نے گول مول الفاظ میں کہا۔

"ٹھیک ہے" دوسری جانب سے سر سلطان کے بجائے عمران کی آواز آئی۔ آپ اُن سے پروجیکٹ کے بارے میں اطمینان سے بات کر سکتے ہیں وہ ذمے دار آفیسر ہے"

"رائیٹ" قادر خان نے کہا اور دوسری جانب سے رابطہ منقطع کر دیا گیا اسنے بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔

"اطمینان ہو گیا جناب۔؟ جولیا نے کہا۔

"ہاں" قادر خان نے کہا۔ پھر بولا۔ سر سلطان کے نمبر تم بھی بتلا سکتی تھیں میں نے ناحق آپریٹر سے نمبر لیا"

"وہ ٹھیک تھا اس طرح آپ کو اطمینان ہو گیا کہ آپ کو جو نمبر ملے وہ واقعی وزارتِ خارجہ کے سکریٹری کے تھے"

"میں مطمئن ہوں" قادر خان نے کہا۔ آپ کے لئے چائے منگاؤں

یا کافی پینا پسند کریں گی۔؟

"صرف کام کی بات" جولیا نے کہا اور قادر خان سر ہلا کر رہ گیا۔

عمران کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری سوچ میں گم کرسی کی پشت گاہ سے سر ٹکائے ہوئے نیم دراز تھا۔ بلیک زیرو چند لمحے کھڑا عمران کو دیکھتا رہا پھر اس نے چائے کی ٹرے سینٹر ٹیبل پر رکھی اور چائے بنانے لگا پھر ایک کپ عمران کے آگے رکھتے ہوئے بولا۔

"چائے حاضر ہے جناب عالی"

"اوہ ... ہاں ..." عمران نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"بڑی گہری سوچ میں گم تھے آپ۔؟"

"میں کوبرا ہی کے سلسلے میں سوچ رہا ہوں" عمران نے کہا اور کپ اٹھا کر چھوٹا سا گھونٹ بھر کر اسے واپس رکھ دیا۔

"کوبرا کو تو غالباً ہم نے تلاش کر لیا ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارا اشارہ شلنر کی جانب ہے۔؟"

"جی ہاں" بلیک زیرو نے کہا۔ نشانی کے مطابق کیا شلنر ہی کوبرا نہیں ہے جناب عالی۔؟

"ہاں وہ کویرا ہی ہے مگر" عمران نے کہا۔ اس وقت وہ امریکی سفارتی نمائندہ ہے کیا بغیر ثبوت ہم اس پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔؟

"جی نہیں" بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے خلاف ثبوت تو بڑی بات ہے ابھی ہم پوری طرح یہ بھی جان سکے ہیں کہ اسکا مقصد کیا ہے۔؟ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب جناب عالی۔؟

"یہی کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے۔ وجہ کیا ہے مقصد کیا ہے اگر بلیک میلنگ یا رازوں کا حصول مقصد ہے تو اس کے شکار کون لوگ ہیں۔؟

"صفدر کی رپورٹ کے بعد بھی آپ ایسا کہہ رہے ہیں جناب عالی۔؟ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور وہ اس لئے کہ کامران سے وہ کیا چاہتے ہیں ابھی پوری طرح سے بات نہیں کھلی" عمران نے کہا۔

کیا اسپائی کیمرہ کامران کو دینے سے یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ وہ کسی قسم کے کاغذات کی فوٹو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔؟

"صرف اتنا ہی نا" عمران نے کہا۔ لیکن کون سے کاغذات کیا ہمیں اس کا علم ہے کالے صفر۔؟

"جی نہیں" بلیک زیرو نے کہا۔ البتہ کامران کی نگرانی کرواکر ہم اس بارے میں مکمل معلومات حاصل کر سکتے ہیں"

"یہ بھی کریں گے" عمران نے کہا۔

"دوسرا شکار قادر خان ہے" بلیک زیرو نے کہا۔ اس سے بھی وہ ایک دفاعی حربے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے"

"ہاں" عمران نے کہا۔ لیکن یہ بھی دیکھو کہ جب وہ ڈینجر مین[1] کی حیثیت سے سامنے آیا تھا تو اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کا مقصد اپنے شکاروں سے دولت سمیٹنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے مگر"

"مگر کیا۔؟" بلیک زیرو نے خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"اب کوبرا کی حیثیت سے اسکے کچھ اور مقاصد سامنے آئے ہیں" عمران نے کہا۔ ممکن ہے اسکا اصل مقصد یہ بھی نہ ہو"

"پھر کیا مقصد ہو سکتا ہے جناب عالی۔؟"

"بہت سے مقاصد ہو سکتے ہیں" عمران نے کہا۔ اب تک اسکے کئی روپ اور کئی مقاصد سامنے آئے ہیں اور یہ بات بھی کہ وہ کسی حکومت کا آلہ کار بنا ہوا ہے مگر اصل مقصد کیا ہے اس بارے میں کوئی بھی بات یقین سے کہنا فی الحال بہت مشکل ہے"

"آپ اس کوبرا کے معاملے میں بہت محتاط ہیں جناب" بلیک زیرو نے اپنے لئے دوبارہ چائے بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اسکی وجہ ہے" کہہ کر عمران خاموش ہو گیا۔

"وہ کیا جناب عالی۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

---

[1] ملاحظہ کیجئے اسرار و سراغ سے بھرپور سنسنی خیز ناول۔ ڈینجر مین۔

"کوبرا حقیقتاً ڈینجر مین ہی ہے" عمران نے کہا۔ "وہ جتنا ذہین اور چالاک ہے اتنا ہی بے رحم اور سنگدل بھی ہے اس سے ہر بات اور ہر کام کی توقع کی جا سکتی ہے اور اس کے لئے کوئی بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی اسی لئے میں اس کے سلسلے میں بے حد محتاط ہوں"

"ہونہہ" بلیک زیرو نے سر ہلایا پھر بولا۔ "کیا آپ کے لئے اور چاتے...."

"بتا دو" عمران بات کاٹ کر بولا۔

"چوہان کی رپورٹ سے آپ نے کیا اندازہ لگایا۔؟"

"یہی کہ اسکے آدمی قادر خان کی نگرانی کر رہے ہیں"

"فون ٹیپ نہیں ہو رہا" بلیک زیرو نے کہا۔ "ورنہ وہ شاہ جی والی کال کے بارے میں بھی مشکوک ہو سکتا تھا"

"ہاں" عمران نے کہا۔ "مگر اب نہیں کہا جا سکتا کہ اسکے فون اب بھی ٹیپ کئے جا رہے ہیں یا نہیں"

"پھر آپ اب کیا کریں گے۔؟"

"کس سلسلے میں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"شلنر کے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں ثبوت تلاش کرنے ہونگے" عمران نے کہا۔ "اور اس کوشش میں دانتوں پسینہ آجائے گا"

"ایک ترکیب ہو سکتی ہے جناب عالی"

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کیوں نا شلنر کو اغوا کر لیا جائے۔؟
" احمقانہ خیال ہے" عمران نے کہا۔
" وہ کیوں ۔؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔
"کیا شلنر اغوا ہونے کے بعد اپنے خلاف ثبوت فراہم کر دے گا۔؟
عمران نے کہا۔ تاکہ اسے سلاخوں کے پیچھے پہونچایا جا سکے۔"
"میرا مطلب یہ نہیں تھا جناب"
"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔ کیا مطلب ہے ۔؟
"یہی کہ شلنر کو اغوا کر کے اس سے پوچھ گچھ تو کی ہی جائے گی
مگر اس کے فنگر پرنٹس حاصل کر کے دوسرے ممالک سے جہاں وہ مختلف
جرائم کے سلسلے میں مطلوب ہے یہ تصدیق حاصل کی جا سکتی ہے کہ وہ
واقعی کوبرا ہی ہے یا یہ محض ہمارا خیال ہے۔؟
"یہ کام اسے اغوا کئے بغیر بھی ہو سکتا ہے کالے صفر"
" ہونہہ" بلیک زیرو نے سر ہلا دیا چند لمحے خاموشی رہی تھی پھر
بلیک زیرو ہی بولا تھا۔ جسے اغوا کر کے لاتے تھے اسنے کیا بتایا۔؟
"یہی کہ وہ شیام کمار کا نائب ہے اور کوبرا نے ہی شیام کمار کو
اطلاع دی تھی کہ وہ اپنے آدمی لے کر وہاں پہونچے جہاں مجھ پر قاتلانہ
حملہ کیا گیا تھا"
" تو کیا" بلیک زیرو نے پوچھا۔ انھیں علم تھا کہ آپ اس راہ
سے گزریں گے یا گزرنے والے ہیں۔؟

"نہیں" عمران نے کہا پھر شیام کمار کے نائب سے ہونے والی گفتگو دوہراتے ہوئے بولا۔ اس طرح ہم شیام کمار کے سارے رازوں سے آگاہ ہو گئے ہیں اور اس کے زیر زمین اڈوں سے بھی۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیام کمار پڑوسی دشمن ملک سے آنے والے جاسوسوں اور تخریب کاروں کا سب سے بڑا سرپرست ہے۔؟"

"ہاں" عمران نے سر ہلایا۔

"پھر۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔ کیوں نا چھاپہ...."

"احمقانہ باتیں مت کرو" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ ابھی چھاپہ مارنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا"

"پھر۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ تخریب کاروں کی نئی کھیپ آنے کے بعد آپ چھاپہ مارنا چاہتے ہیں۔؟"

"ہاں اور اس کے لئے میں فیاض کو آگے بڑھاؤں گا"

"تو یہ بات ہے۔؟ بلیک زیرو نے کہا چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ ڈسکو نائٹ کلب کے رازی اور بالٹی نائٹ کلب والوں کے بارے میں آپ کا کیا پروگرام ہے۔؟ انھیں ڈھیل دیں گے۔؟

"فی الحال انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں ان سے پوچھ گچھ کرنا بیکار رہے گا کیونکہ ہمیں علم ہے کہ وہ کرائے کے ٹٹو ہیں اور یہ سب کچھ کوبرا کے حکم پر کیا گیا ہے"

"کیا کوبرا کے بارے میں ان کو علم نہیں ہوگا کہ وہ کون ہے۔؟

"شاید نہیں" عمران نے کہا۔ ہوٹل گیلانٹ کے کمرے میں ان سے ملاقات کرتے وقت مجھے یقین ہے کہ وہ میک اپ میں رہا ہوگا اور اسکے بعد سے صرف فون پر ہی رابطہ قائم کیا ہوگا"

"ہاں یاد آیا" بلیک زیرو نے کہا۔ آپ نے مارٹن گراہم کی بابت بتایا تھا اس کا کیا رہا۔؟

"وہ اب بھی ہوٹل کے اسی کمرے میں مقیم ہے" عمران نے کہا۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے رہ رہا ہے جانتا ہے کہ ثبوت کے بغیر ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے اور نہ اسکا کچھ بگاڑ سکتے ہیں"

"ثبوت۔؟" بلیک زیرو نے دوہرایا۔ مجرم سامنے ہیں مگر کسی ایک کے بارے میں بھی ہمارے پاس ثبوت نہیں اس لئے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے دندنا رہے ہیں آخر ایسا کب تک رہے گا۔؟

"جب تک ان کے بارے میں ثبوت نہ مل جائیں" عمران نے کہا۔ اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"آپ کے ذہن میں کچھ اور ہے" بلیک زیرو نے کہا۔ اور آپ وہ مجھے بتانا نہیں چاہتے شاید"

"ایسی بات نہیں ہے" عمران نے کہا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بول پڑی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو" وہ ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں بولا۔ کیونکہ جس فون پر کال آئی تھی وہ ایکسٹو کے لئے مخصوص تھا۔

سسپنس، ایکشن اور ہنگاموں سے بھرپور

عمران سیریز کا نیا ناول

شوگر کوین

مصنف — ریس قریشی

- سنسنی اور سسپنس۔
- ایکشن اور ہنگامے۔
- اسرار و سراغ۔
- ان سب کا نام ہے شوگر کوین۔

ریس قریشی کے قلم سے نکلی ہوئی ایک سسپنس اور ایکشن سے بھرپور کہانی۔

"جولیانافٹز واٹر چیف" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"قادر خان سے ملاقات ہوگئی۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جی ہاں۔؟ جولیا نے کہا۔ اور وہ گفتگو دوہرانے لگی جو کوبرا اور قادر خان کے درمیان ہوئی تھی اور جسے قادر خان نے جولیا کے سامنے دوہرا دیا تھا وہ خاموشی سے سنتے رہے تھے کیونکہ عمران نے اس فون سے منسلک دوسرے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا رکھا تھا۔

"ٹھیک ہے" اس بار عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا تھا۔ کہاں سے بول رہی ہو اس وقت۔؟

"فلیٹ سے جناب عالی"

"تعاقب کا خیال رکھا تھا۔؟

"جی ہاں اور مجھے پکا یقین ہے کہ کسی نے میرا تعاقب نہیں کیا"

"اچھا ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ اب ایسا کرو کہ تم گیلانٹ نائٹ کلب جا کر دیکھو کہ اسکے روم دوسو دس میں مارٹن گراہم اب بھی موجود ہے یا وہ وہاں سے چلا گیا ہے۔؟

"اگر۔ موجود ہو تو جناب عالی۔؟

"اسکی نگرانی شروع کردو" عمران نے کہا۔ میں اسکی ساری مصروفیتوں کی رپورٹ چاہتا ہوں"

"رائٹ چیف" جولیا کی آواز آئی۔

"دو گھنٹے بعد تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا"

"ٹھیک ہے جناب" جولیا نے کہا۔ "میں رپورٹ دو گھنٹے سے پہلے دینے کی پوری پوری کوشش کرونگی"۔

"دیٹس آل" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

"آپ قادر خان کا فون وصول کرتے ہی سر سلطان کے پاس سے ادھر چلے آتے تھے کیا انہوں نے اسکی وجہ نہیں پوچھی۔؟

"نہیں اس لئے کہ وہ اب مجھے سمجھنے لگے ہیں" عمران نے کہا۔ "جانتے ہیں کہ اگر میں کچھ بتانا نہ چاہوں تو وہ کسی صورت میں اسے نہیں جان سکتے لہذا اب وہ ایسے معاملات میں ضد نہیں کرتے"۔

"ہونہہ" بلیک زیرو نے سر ہلا دیا پھر بولا۔ "ایک خیال میرے ذہن میں آیا ہے جناب عالی"۔

"کہہ چلو" عمران نے کہا۔

"شلنز کی رہائش گاہ کی تلاشی" بلیک زیرو نے کہا۔ "کیا وہ ہمارے لئے سودمند ثابت نہیں ہو سکتی۔؟

"شاید" عمران نے کہا پھر ایک خیال آنے پر اسکی آنکھوں میں بڑی تیز چمک ابھری تھی۔

"خیریت۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"آؤ اٹھو" عمران نے کہا۔ "ہم ابھی اس کی رہائش گاہ چلیں گے"۔

"دن دہاڑے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ "مجھے علم ہے کہ وہاں دن میں چار پانچ نوکر وں

کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا۔"

"اوہ" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"لیبارٹری جاکر وسیع حیطہ عمل والے چھ سات بگ بھی لے آؤ"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو چونک پڑا۔ اب اسکی سمجھ میں عمران کی بات آگئی تھی کہ وہ دن دہاڑے شلٹز کی رہائش گاہ میں کیوں جانا چاہتا ہے۔

/

وہ دو دن سے خوار ہو رہے تھے مگر اب تک وہ اس عورت کا پتہ نہیں لگا سکے تھے کہ جس کے ہاتھ میں چھ انگلیاں تھیں۔ انھوں نے ایک ایک ہوٹل ہاسٹل پے انگ گیسٹ رہائش گاہیں اور موٹیل سب جگہ اسے تلاش کر لیا تھا اب صرف پرائیوٹ رہائش گاہیں باقی رہ گئی تھیں۔

"یار ایک بات سمجھ میں آتی ہے" دفعتاً خاور نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" تنویر نے پوچھا

"کیوں نا آج ڈسکو نائٹ کلب یا اسٹار نائٹ کلب چلا جائے" خاور نے کہا اور تنویر چونک پڑا۔

"یہ خیال تمہارے ذہن میں کیوں آیا۔؟"

"اس لئے کہ ہم رازی اور شیام کمار کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ

کوبرا کے لئے کام کر رہے ہیں اور یہ عورت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے" خاور نے کہا۔ ہوسکتا ہے اس کا ان دونوں کے پاس آنا جانا ہو"

"ایسا ممکن تو ہوسکتا ہے۔؟" تنویر نے کہا۔ وہ اس وقت تاج ہوٹل کی ایک میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"پھر چلیں۔؟" خاور نے پوچھا۔

"اب یہاں آئے ہیں تو ڈنر تو کرتے چلیں" تنویر نے ہال میں موجود رنگین آنچلوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی" خاور نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔

تنویر نے ویٹر کو بلا کر ڈنر کا آرڈر دیا تھا پھر وہ اِدھر اُدھر کی گفتگو کرنے لگے دفعتاً اپنے قریب ایک نسوانی قہقہہ سن کر وہ چونکے تھے۔ تنویر نے آواز کی سمت دیکھا۔ انکی میز کے برابر والی میز پر ایک جوان عورت اور ایک ادھیڑ عمر مرد بیٹھے ہوئے تھے۔

عورت نے مرد کی کسی بات پر قہقہہ لگایا تھا پھر مرد بھی ہنسنے لگا تھا خاور نے بھی عورت کی جانب دیکھا وہ ایک غیر ملکی عورت تھی جس کا ساتھی مقامی آدمی تھا اور رکھ رکھاؤ سے وہ خاصہ مالدار نظر آرہا تھا جبکہ غیر ملکی عورت کے جسم پر بھی قیمتی لباس تھا۔

"اس کو دیکھو" تنویر نے کہا۔ ادھیڑ عمر ہی ملا تھا مرنے کے لئے۔؟

"ہونہہ" خاور نے سر ہلایا ظاہر ہے وہ تنویر کی بات کا کیا جواب دیتا یہ تو عورت کی مرضی تھی کہ جس کے ساتھ چاہے جائے اٹھے بیٹھے۔

"غیر ملکی عورتوں میں یہی خرابی ہے" تنویر بڑبڑایا۔

"کیا۔؟" خاور نے پوچھا۔

"یہی کہ وہ ادھیڑ عمر ہو یا جوان یا بوڑھا ان کی بلا سے" تنویر نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ صرف چیک کیش ہونا چاہیئے۔"

"مگر" خاور نے کہا۔ "یہ چیک والی عورت تو نہیں لگتی"

"نانا... نا... مسٹر خاور ان کی ظاہری شکل و صورت پر نہ جانا یہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ ہوتے ہیں"

"تمہیں تجربہ ہوگا" خاور نے کہا۔

"تجربے ہی کی بات بتا رہا ہوں" تنویر نے کہا۔

پھر خاور کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ویٹر ڈنر لے آیا تھا وہ ڈنر کی طرف متوجہ ہو گئے البتہ تنویر کے کان انہی دونوں کی گفتگو پر لگے ہوئے تھے یکبیک تنویر ہی نہیں خاور بھی چونکا تھا۔

اسکی وجہ اس عورت اور مرد کی اب ہونے والی گفتگو بنی تھی ورنہ پہلے وہ مرد کو لبھانے والی بات کرتی رہی تھی۔

"کیا تم پروجیکٹ پر میرے ایک دوست کو ساتھ لے جا سکتے ہو ماتی ڈیئر ریاض" عورت کہہ رہی تھی۔

"نہیں شاردا" ریاض نے کہا۔ وہ ایک اہم اور خفیہ پراجیکٹ ہے اور حکومت کسی غیر آدمی کو وہاں داخلے کی اجازت نہیں دے گی اس لئے میں تمہارے دوست کو وہاں نہیں لے جا سکتا"

"میں سرکاری طور پر لے جانے کے لئے نہیں کہہ رہی" شاردا نے کہا۔

"پھر۔؟" ریاض نے پوچھا۔

"اپنے طور پر تم اسے لے جا سکتے ہو۔"

"مگر" ریاض نے کہنا چاہا۔

"اگر مگر کیا" شاردا نے کہا۔ کیا تمہارا اتنا پاور نہیں ہے کہ کسی کو اپنے احکامات سے اندر لے جا سکو۔؟

"ہے مگر میں لے جانا نہیں چاہتا"

"کیوں۔؟" شاردا نے ناراضگی سے پوچھا۔

"اس لئے کہ یہ ایک بڑی ذمے داری ہے اور میں اسکی خلاف ورزی نہیں کرسکتا" ریاض نے کہا۔

"وجہ" شاردا نے پوچھا۔ ڈرتے ہو کسی سے۔؟

"ہاں" ریاض نے سر ہلایا۔

"کس سے۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"اپنے افسران سے" ریاض نے کہا۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی حرف آئے اور میری سروس ختم کر دی جائے"

"سروس کی پرواہ تم مت کرو"

"کیا مطلب۔؟" ریاض نے پوچھا۔

"جتنی تنخواہ تمہیں اٹامک انرجی والے دیتے ہیں اس سے دو تین ہزار زیادہ کی میں تمہیں سروس دلوا سکتی ہوں"

"اچھا" ریاض نے حیرت سے کہا۔

"ہاں" شاردا نے کہا۔ "میرے دوستوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اربوں روپے مالیت کی بڑی بڑی فرموں کے اور کاروبار کے مالک ہیں اور میری آدھی آواز پر دس بارہ ہزار روپے کی نوکری کسی کو دینا ان کے لئے ایک معمولی سی بات ہے"

"اوہ" ریاض نے کہا۔ "بڑے دعوے کر رہی ہو۔؟"

"میری تمہاری یہ دوسری ملاقات ہے ڈیئر" شاردا نے کہا۔ "اور بہت جلد تم دیکھ لوگے کہ میں نے سچ کہا ہے یا جھوٹ"

"ہونہہ" ریاض نے ہنکارہ بھرا۔

"بولو کیا کہتے ہو۔؟"

"مگر تم ایسا کیوں چاہتی ہو" ریاض نے کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ تم پروجیکٹ والے علاقے میں کیوں جانا چاہتی ہو۔؟"

"میں نہیں میرا ایک دوست وہاں جانا چاہتا ہے"

"مگر کیوں۔؟" ریاض نے کہا۔ "اسے ایٹمی بجلی گھر سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔؟"

"ہو گی کوئی دلچسپی تب ہی وہ وہاں جانا چاہتا ہے" شاردا نے کہا۔

"ہونہہ" ریاض نے سر ہلایا پھر بولا۔ "تمہارے دوست کے بارے میں مجھے غور کرنا پڑے گا شاردا۔"

"مت غور کرو" شاردا نے کہا۔ "صرف اسے وہاں کی سیر کرا دو"

"ہونہہ" ریاض نے ہنکارہ بھرا۔

"ایک بات صاف صاف بتلادو شاردا" ریاض نے کہا۔ کیا وہ تمہارا ایسا ہی دوست ہے کہ تم اسکے لئے سفارش بن گئی ہو۔؟

"تم بھی کس الجھن میں پڑ گئے" شاردا بات گھماتے ہوئے بولی۔ ایک چھوٹا سا کام ہے اسے کر دو تمہارا کیا جاتے گا۔؟

"بہت کچھ اور یہ چھوٹا سا کام بھی نہیں ہے" ریاض نے کہا۔

"یعنی" شاردا نے کہا۔ تم انکار کر رہے ہو۔؟

"ہاں" ریاض نے کہا۔ اس پروجیکٹ پر میں اپنے باپ کو بھی نہیں لے جا سکتا شاردا تمہارا دوست تو دور کی چیز ہے"

"ہونہہ" شاردا نے سر ہلایا۔

"اسکے علاوہ" ریاض نے کہا۔ میں تمہیں مشورہ دونگا کہ تم اپنے اس دوست سے الگ رہو جو پروجیکٹ پر جانے کی ضد کر رہا ہے"

"وہ کیوں۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے وہ غیر ملکی جاسوس لگتا ہے"

"کیا۔؟" شاردا نے چونک کر کہا۔

نہ صرف شاردا بلکہ ریاض کی اس بات پر تنویر اور خاور بھی چونکے تھے پھر خاور کے ذہن میں ایکسٹو کا حکم گونجا کہ چھ انگلی والی عورت تلاش کرو بے ساختہ اسکی نگاہ شاردا کے سیدھے ہاتھ کی جانب اٹھ گئیں اس ہاتھ میں پانچ ہی انگلیاں تھیں۔

مگر اس ہاتھ پر نگاہ پڑتے ہی خاور کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔

شاردا کے سیدھے ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہی تھیں مگر اس ہاتھ کی چھنگلی کے پاس اس قسم کا نشان تھا کہ جیسے وہاں کوئی آپریشن کیا گیا ہو ٹانکوں کے ابھرے ہوتے نشان صاف نظر آرہے تھے۔

تو کیا۔؟ خاور نے سوچا یہی وہ عورت ہے جسکی ایکسٹو کو تلاش ہے؟ ہوسکتا ہے اس عورت نے اپنی چھٹی انگلی آپریشن کرواکر الگ کروادی ہو کیونکہ جرائم کی دنیا میں ایسی نشانیاں مٹا ڈالی جاتی ہیں جن کی مدد سے پولیس کے ہاتھوں پکڑے جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

اور پھر جس کی ایکسٹو کو تلاش ہو وہ شریف تو ہرگز نہیں ہوسکتی یقیناً ایسا ہی تھا اسی عورت کی ایکسٹو کو تلاش تھی وہ بغور انکی گفتگو سننے لگا شاردا ریاض سے کہہ رہی تھی۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

"یہی کہ تم ایک غیر ملکی کی آلہ کار کیوں بن رہی ہو۔؟

"میں کسی کی آلہ کار نہیں ہوں" شاردا نے کہا۔ اور نہ ہی میرا وہ دوست غیر ملکی جاسوس ہے تم غلط سمجھے ہو ریاض"

"بالکل صحیح سمجھا ہوں" ریاض نے کہا۔ اب بات سمجھ میں آرہی ہے"

"کونسی بات۔؟

"یہی کہ تم کل مجھ سے کیوں مل بیٹھی تھیں کیوں اتنی اپنائیت کا اظہار کیا تھا اور کیوں ریٹا کو میرے ساتھ کمرے پر تنہا چھوڑا تھا۔ اب میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں شاردا"

"نجانے تم کیا سمجھ رہے ہو۔؟" شاردا نے کہا۔

"تم بھی غیر ملکی ہو۔" ریاض نے کہا۔ "اور یقیناً جس دوست کا تذکرہ کر رہی ہو وہ تمہارا ہی ساتھی ہوگا اور...."

"ساتھی نہیں دوست۔" شاردا نے بات کاٹ کر کہا۔

"جو بھی کہہ لو۔" ریاض نے کہا۔ "مجھے تم بھی غیر ملکی جاسوس لگ رہی ہو اس لئے کہ غیر ملکی جاسوسوں کے علاوہ کسی اور کو اس پروجیکٹ سے دلچسپی نہیں ہوسکتی مادام شاردا۔"

"ہونہہ۔" شاردا نے سر ہلایا پھر بولی۔ "خاصے چالاک اور ذہین آدمی ہو تم مسٹر ریاض۔"

"کیا کہنا چاہتی ہو۔؟" ریاض نے پوچھا۔

"یہی کہ تم صحیح سمجھے ہو۔" شاردا نے کہا۔ "ہمیں ہر حال میں اس پروجیکٹ یعنی اٹیمی بجلی گھر میں نصب مشینری کی تصاویر درکار ہیں خواہ تم اس کام کے لئے میرے آدمی کو ساتھ لے جاؤ یا خود تصویریں فراہم کر دو۔ اس کے بدلے تمہیں دولت بھی ملے گی اور ساتھی بھی۔"

"میری جانب سے انکار سمجھو۔" ریاض نے کہا۔ "اور یہ بھی غور سے سن لو کہ آئندہ اگر تم یا تمہارے کسی ساتھی نے مجھ سے ملنے کی کوشش کی تو میں اسے پولیس کے حوالے کر دوں گا۔"

"اچھا۔" شاردا نے کہا پھر جیب سے ایک لفافہ نکال کر ریاض کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔ "اسے دیکھو۔"

"کیا ہے اس میں۔؟" ریاض نے پوچھا۔
"وہ چیز جسے دیکھنے کے بعد تم فوراً ہر بات ماننے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔"
شاردا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔
"ہونہہ" ریاض نے لفافہ اٹھاتے ہوئے ہنکارا بھرا۔
پھر اسنے لفافہ کھول لیا لفافے میں کچھ تصویریں اور کچھ فوٹو اسٹیٹ
تھیں جن پر نگاہ پڑتے ہی ریاض کا چہرہ اتر گیا تھا۔
"یہ اس سیکرٹ فائل کے پندرہ کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ ہیں مسٹر
ریاض جو تمہاری تحویل میں ہے" شاردا نے کہا۔ اگر یہ فوٹو اسٹیٹ تمہارے
سربراہ کو بھیج دی جائیں تو جانتے ہو کیا ہو گا۔؟
"میں گرفتار کر لیا جاؤں گا" ریاض نے سرسراتے لہجے میں کہا۔
"اور تصاویر جن میں تم اور ریٹا صاف نظر آرہے ہو تمہاری
مزید بدنامی کا سبب بن سکتی ہیں"
"ہونہہ" ریاض نے سر ہلایا۔
"اس کے علاوہ" شاردا نے کہا۔ ہمارے پاس تمہاری محبوبہ
روحی اور تمہاری قربت کی وڈیو اور تصاویر بھی موجود ہیں"
"ٹھیک ہے" ریاض نے کہا اب اس کے لہجے میں سختی تھی تم یہ
سب کچھ کر سکتی ہو مگر میرا ارادہ نہیں بدل سکتیں"
"یعنی۔؟" شاردا نے پوچھا۔
"یہی کہ تم مجھے غداری پر آمادہ نہیں کر سکتیں"

"سوچ سمجھ لو مسٹر ریاض" شاردا نے کہا۔
"سوچ لیا" ریاض نے کہا۔
"ابھی تم غصّے میں ہو گھر جاکر ٹھنڈے دل دماغ سے اس پر غور کرنا پھر کل مجھے بتانا کہ کیا مرضی ہے"
"کل بھی میرا یہی جواب ہوگا" ریاض نے مستحکم لہجے میں کہا۔
"بس اب دوسری بات کرو" شاردا نے کہا۔ ڈنر کروگے یا۔؟
"کچھ نہیں۔" ریاض نے نفی میں سر ہلایا۔
"ناراض نہیں ہوتے" شاردا نے لفافے میں تصویریں اور فوٹو اسٹیٹ رکھ کر اسے ریاض کی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ" ریاض نے کچھ نہیں کہا تھا۔
شاردا نے ویٹر کو بلا کر کافی کے لئے کہا تھا خاور تنویر کی طرف مڑا وہ بھی خاور کو دیکھ رہا تھا۔
"یہی عورت ہوسکتی ہے" خاور نے سرگوشی کی۔ جس کی ایکسٹو کو تلاش ہے اور جس کے لئے ہم کئی دن سے خوار ہو رہے ہیں"
"ہاں" تنویر نے کہا میں نے بھی اسکی چھنگلی کے پاس آپریشن کا نشان دیکھا ہے شاید چھٹی انگلی اسنے کٹوادی ہے"
"یہی میرا بھی خیال ہے" خاور نے کہا۔
"پھر۔؟" تنویر نے پوچھا۔
"میں ایکسٹو کو اس کی رپورٹ دے آؤں" خاور نے کہا۔ پھر دیکھو

وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے۔؟

"ٹھیک ہے جاؤ" تنویر نے کہا۔ میں اس عورت پر نگاہ رکھوں گا"

"گڈ" خاور نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

باتھ روم میں پہونچ کر اسنے رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو سے رابطہ ملانے کے لئے فری کوئنسی سیٹ کی تھی۔

"اٹ از خاور" رابطہ ملتے ہی خاور نے کہا۔

"رپورٹ" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"ہم نے اس عورت کو تلاش کر لیا ہے چیف مگر" خاور نے کہا۔ "اب اس کے ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہیں"

"کیا مطلب۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"مطلب یہ چیف کہ اس عورت نے چھٹی انگلی آپریشن کر کے الگ کرا دی ہے" خاور نے کہا اور شاردا کے اور اسکی ریاض سے سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں تفصیل بتاتا چلا گیا۔

"گڈ" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اب شاردا کا حلیہ دوہراؤ۔

"حلیہ۔؟" خاور نے کہا اور شاردا کا حلیہ دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "یہی مطلوبہ عورت ہے"

"ہمارے لئے کیا حکم ہے چیف۔؟"

"واپس اپنی رہائش گاہ چلے جاؤ"

"اور یہ دونوں۔؟" خاور نے پوچھا۔

"ریاض ایک محب وطن ہے وہ انکی دھولس میں نہیں آئے گا" ایکسٹو نے کہا۔ رہی شاردا تو اس پر پہلے سے ہماری نگاہ ہے اور صفدر اسکی نگرانی کر رہا ہے کیا وہ تمہیں نظر نہیں آیا۔؟

"نہیں جناب عالی" خاور نے کہا۔

"بہرحال اب تم ان دونوں سے لاتعلق ہو جاؤ۔"

"رائیٹ چیف" خاور نے کہا۔

"ویلیس آل" آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔

/

قادر خان نے فون کی جانب دیکھا اور چونک پڑا۔ اس فون کی گھنٹی بولی تھی جس کی لائن ڈائریکٹ تھی۔

"ہیلو" اسنے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کوبرا" فوراً ہی جواب ملا تھا۔

"اوہ تم۔؟" قادر خان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں میں" کوبرا کی آواز آئی۔ کیا جواب ہے۔؟

"اگر آئندہ مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھو اور مجھے یا میرے خاندان کے کسی فرد کو نقصان نہ پہونچانے کا وعدہ کرو تو میں تیار ہو سکتا ہوں" قادر

خان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"مجھے تم سے یہی امید تھی" کوبرا کی آواز آئی۔ "کہ تین دن میں سوچ لینے کے بعد تم جو فیصلہ کرو گے وہ میری مرضی کے مطابق ہو گا"
"میرے سوال کا تم نے جواب نہیں دیا۔؟"
"مجھے تمہاری شرط منظور ہے" کوبرا کی آواز آئی۔ "اس کام کے بعد میں زندگی بھر تم سے نہیں ملوں گا"
"ٹھیک ہے" قادر خان نے کہا۔ "میں تمہارے مطلوبہ کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ آج تیار کر لوں گا تم یہ بتاؤ کہ کب اور کہاں ملو گے اور کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ کیسے حاصل کرو گے۔؟"
"کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ ایک بریف کیس میں بند کر کے تمہیں ساحلی تفریح گاہ کے پوائنٹ ٹو پر پہونچنا ہو گا۔"
"مگر کب اور کس وقت۔؟"
"کل گیارہ اور ساڑھے گیارہ بجے دن میں"
"ٹھیک ہے" قادر خان نے کہا۔ "تم وہاں ملو گے۔؟"
"ہاں" کوبرا کی آواز آئی۔ "میرا ایک آدمی وہاں موجود ہو گا وہ آسمانی رنگ کی گاڑی کے پاس کھڑا ہو گا اور آپس میں شناخت کوبرا کے کوڈ سے ہو گی"
"ٹھیک ہے" قادر خان نے کہا۔
"پھر کہہ رہا ہوں کہ پولیس کو درمیان میں مت لانا" کوبرا کی

آواز آئی۔ تنہا آنا ڈرائیور بھی ساتھ نہ ہوے"

"ایسا ہی ہوگا تم اطمینان رکھو مسٹر کوبرا۔"

"کل گیارہ ساڑھے گیارہ بجے دن ساحلی تفریح گاہ کے پوائینٹ ٹو پر یاد رکھنا۔" کوبرا کی آواز آئی۔

"یاد رہے گا۔" قادر خان نے کہا۔

اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہوگیا تھا قادر خان نے عمران کے دیئے ہوئے نمبر ڈآئل کئے اور رابطہ ملنے کا انتظار کرنے لگا۔

"کون ہے ہیلو۔" ایک آواز سنائی دی۔

"شاہ جی سے بات کرنا ہے۔" قادر خان نے کوڈ دوہرایا۔

"رانگ نمبر۔" کہتے کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہوگیا تھا۔ قادر خان نے رسیور رکھا اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا لنچ کے وقت تک عمران کی جانب سے رابطہ قائم نہیں کیا گیا تھا۔

وہ اس سلسلے میں فکرمند تھا پھر قادر خان نے سوچا شاید عمران کو پیغام نہ ملا ہو کیونکہ اسکی دانست میں عمران بے حد مصروف آدمی تھا اور جسے اسکا پیغام ملا تھا ممکن تھا کہ وہ عمران سے رابطہ قائم نہ کر سکا ہو۔

لنچ کے لئے اٹھتے وقت بھی وہ فکرمند تھا اسکے برآمدے میں پہونچتے ہی اسکی گاڑی سیڑھیوں کے پاس آگئی تھی لنچ وہ گھر ہی پر کیا کرتا تھا۔ گاڑی فیکٹری سے نکل کر اسکی رہائش گاہ کی جانب دوڑنے لگی۔

قادر خان سیٹ کی پشتگاہ سے ٹک گیا تھا مگر فوراً ہی اسے چونکنا پڑا تھا وجہ ڈرائیور کی آواز بنی تھی۔۔

"کوبرا نے کیا پیغام دیا ہے مسٹر قادر خان۔" ڈرائیور نے کہا تھا۔ اور یہ آواز۔ قادر خان اسے پہچانتا تھا یہ عمران کی آواز تھی اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔

"آپ۔" قادر خان کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا تھا۔

"ہاں میں۔" عمران نے کہا۔

"آپ ڈرائیور کی جگہ۔" قادر خان نے کہا۔ حیرت ہے۔"

"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔"

"آپ نے ڈرائیور کو اغوا کیا ہے۔" قادر خان نے پوچھا۔

"نہیں۔" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ آپکی رہائش گاہ پر آرام کر رہا ہے مسٹر قادر خان۔"

"پھر آپ اور۔۔۔" قادر خان کا جملہ ادھورا رہ گیا تھا۔

"آپ کی بیوی کو اعتماد میں لینا پڑا تھا اسکے بعد ہی میں ڈرائیور کی جگہ لینے میں کامیاب ہو سکا ہوں۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔" قادر خان نے کہا۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ کو پیغام ہی نہیں ملا اسی لئے آپ نے مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا کیونکہ میرے خیال سے پیغام ملتے ہی آپ رابطہ قائم کرتے۔"

"پیغام فوراً ہی مل گیا تھا۔" عمران نے پیچھے دیکھے بغیر کہا۔ مگر کوبرا

اور اس کے آدمی آپ کی رہائش گاہ اور فیکٹری دونوں کی نگرانی کر رہے ہیں اسی لئے یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا ہے تاکہ کوبرا کسی صورت میں مشکوک نہ ہونے پاتے ۔"

"تو یہ بات ہے " قادر خان نے پھر کہا ۔

"جی ہاں اس وقت بھی ایک کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے " عمران نے بیک مرر میں قادر خان کو دیکھتے ہوتے کہا ۔ نا ... نا ... نا ... مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ورنہ وہ چونکنے ہو جائیں گے "

"اوہ " قادر اتنا ہی کہہ سکا تھا ۔

"ہاں کیا پیغام دیا ہے اس نے ۔؟

"اس نے جواب مانگا تھا اور میں نے رضامندی ظاہر کر دی تھی قادر خان نے عمران کو بتایا ۔

"یہ تو میں آپ کا پیغام ملتے ہی سمجھ گیا تھا"

"اسنے کل گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کے لگ بھگ ساحلی تفریح گاہ کے پوائینٹ ٹو پر بلایا ہے "

"پوائینٹ ٹو " عمران نے دہرایا ۔ یہ تو وہ پٹی ہے جہاں پر بیٹھ کر لوگ مچھلیاں پکڑتے ہیں "

"جی ہاں اسی جگہ " قادر خان نے سر ہلایا ۔ اسکا کہنا یہ ہے کہ میں کاغذات لے کر تنہا وہاں پہونچوں "

"اوریجنل کاغذات ۔؟ عمران نے پوچھا ۔

"جی نہیں کاغذات کی فوٹو کاپیاں ۔"

"تم نے کاغذات تیار کرائے تھے ۔؟"

"میں نے خود تیار کئے ہیں ۔" قادر خان نے کہا۔ دوسروں سے کراتا تو بات آگے بڑھ سکتی تھی پھر ممکن تھا کہ مجھ ہی پر شک کر لیا جاتا اور میری حیثیت مشکوک ہو جاتی ۔"

"نہیں ۔" عمران نے کہا۔ ایکسٹو ایسا نہیں ہونے دیتا۔ بہرحال آپ کل نقلی کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ لے کر ساحلی تفریح گاہ کے پوائنٹ ٹو پر پہونچ جایئے اور جیسا وہ کہے کر لیجئے بقیہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیجئے میں سنبھال لوں گا ۔"

"ٹھیک ہے ۔" قادر خان نے کہا۔ ویسے ایک بات بتایئے عمران صاحب کیا آپ خود وہاں موجود ہونگے ۔؟

"ہاں اور سیکرٹ سروس والوں نے اس جگہ کی ناکہ بندی کر رکھی ہو گی ۔" عمران نے کہا۔ کوبرا بچ کر نہیں نکل سکے گا ۔"

"ہونہہ ۔" قادر خان نے سر ہلایا پھر بولا۔ کیا سیکرٹ سروس والوں کی موجودگی سے وہ چوکنا نہیں ہو جائے گا ۔؟

"نہیں ۔" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔

"احتیاط سے کام لیجئے وہ بہت چالاک اور خطرناک انسان ہے مسٹر عمران ۔" قادر خان نے کہا۔

"آپ کوئی فکر نہیں کریں ۔" عمران نے کہا۔ بس ایک کام یہ کریں

کہ اپنے آپ کو پرسکون رکھیئے ایسا نہ ہو کہ آپ کی کسی حرکت سے اسے ناکہ بندی کا شبہ ہو جائے اور وہ چوکنا ہو جائے۔"

"میں بالکل پرسکون رہونگا" قادر خان نے کہا۔

"اور کوئی خاص بات۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں"، قادر خان نے سر ہلایا۔

"برآمدے میں جاتے وقت چیک کیجئے گا وہ سیاہ کار ڈی میں ہیں"

"ٹھیک ہے" قادر نے کہا۔

قادر خان کی رہائش گاہ پہنچ کر عمران نے کار ڈی پورچ میں روک دی اور قادر خان برآمدے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ برآمدے سے مڑتے ہوئے اسنے کالے رنگ کی ایک کار ڈی کو دیکھا تھا جو آہستہ رفتار سے اسکی رہائش گاہ کے سامنے سے گزر رہی تھی۔

قادر خان نے سر ہلایا اور راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔

/

ساحلی تفریح گاہ کا وہ حصہ جو کسی ڈھلان کی طرح سمندر کے اندر اتر گیا تھا کسی زمانے میں سمندر میں نہانے والوں کے لئے بہترین جگہ شمار ہوتی تھی مگر پھر اس جگہ سے سو فٹ پیچھے حد بندی کر دی گئی تھی۔

اور تفریح کے لئے آنے والوں کے لئے وہاں انکی دلچسپی کی بہت سی چیزیں بنا دی گئی تھیں کئی ہوٹل اور اسنیک بار کھل گئے تھے۔ اسکے علاوہ وہاں ایک لمبا سا پشتہ بھی بنا دیا گیا تھا جو تین چار سو فٹ تک سمندر کے اوپر چلا گیا تھا یہ مچھلی پکڑنے والوں کے لئے بہترین جگہ تھی۔

حد بندی کی دیوار کے ساتھ ہی ساتھ ایک دو سو فٹ چوڑی سڑک بھی تھی جو بندرگاہ سے ساحلی تفریح گاہ ہوتی ہوئی بحری فوج کے ایک اڈے تک چلی گئی تھی۔

اس وقت سیکرٹ سروس کے ارکان اس علاقے میں چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے وہ پوری طرح مسلح تھے اور ہر طرح سے چوکنا بھی۔ یہ لوگ صبح ہی یہاں آ گئے تھے۔

عمران دس بجے یہاں پہنچا تھا وہ جس ویگن سے آیا تھا اس پر ایک مشہور برانڈ کی سگریٹ کے اسٹیکر پوسٹر لگے ہوئے تھے اس کا میک اپ بھی ڈرائیوروں جیسا ہی تھا۔ ٹھیک پونے گیارہ بجے ٹرانسمیٹر پر کسی کال کی آمد کا اشارہ موصول ہوا تھا۔

"ایکسٹو" عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"اٹ از صفدر سعید سر" دوسری جانب سے آواز آئی "شلہ اپنی قیام گاہ سے روانہ ہو گیا ہے"

"رائیٹ" عمران نے کہا۔ اسکے ساتھ اور کون ہے۔؟

"شاردا ہے جناب گاڑی وہ خود ڈرائیو کر رہا ہے"

" تعاقب کرتے رہو اگر وہ راستہ بدلے تو مجھے اطلاع دینا۔"

" رائیٹ چیف۔" صفدر کی آواز آئی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور مڑ کر ویگن کے اس حصے پر دستک دی جہاں ڈرائیونگ کرتے وقت ڈرائیور کا سر لگتا ہے وہاں ایک کھڑکی تھی دستک ہوتے ہی کھڑکی کھلی تھی اور ایک امریکی کا چہرہ نظر آیا تھا۔

" وہ اپنی قیامگاہ سے روانہ ہوگیا ہے ہز ایکسی لینسی۔" عمران نے امریکی سے کہا اور وہ سر ہلا کر بولا۔

" اگر آپ شلٹز کی بات کر رہے ہیں تو وہ آفس جانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہوا ہوگا۔" امریکی سفیر نے کہا۔ ہمارا پریس اتاشی کسی جرم میں ملوث ہو نا ممکن بات ہے۔"

" انکسٹو نے آپ کو ثبوت فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوگا۔" عمران نے کہا۔ اسی لئے چشم دید گواہی کے لئے آپ کو یہاں تک آنے کی تکلیف دی گئی ہے۔"

" میں پھر کہتا ہوں کہ آپ کو غلط فہمی ہوتی رہے۔" امریکی سفیر نے کہا۔ شلٹز کسی جرم میں ملوث نہیں رہے۔"

" بہر حال وہ آتا ہی ہوگا آپ خود دیکھ لینگے۔" عمران نے کہا۔ بہتر ہے کہ آپ اٹھ کر آگے آجائیں۔"

" ٹھیک ہے۔" امریکی سفیر نے کہا اور چند لمحے بعد وہ عمران کے برابر بیٹھا سڑک کے اس حصے کو گھور رہا تھا جو شہر سے ادھر آتا ہے۔ اس حصے

پر ایک گاڑی نظر آرہی تھی پھر وہ ان سے سو فٹ کے فاصلے پر ایک اسٹیک بار کے سامنے رک گئی اسکی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ہی آدمی نظر آرہا تھا عمران نے پہچانا وہ قادر خان تھا۔

"وہ آدمی تو آگیا جسے وہ بلیک میل کر رہا ہے" عمران نے قادر خان والی گاڑی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں پھر کہتا ہوں مسٹر عمران کہ ایکسٹو کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی ہے کوئی امریکی آپ کے ملک کے خلاف نہیں ہے"

"آپ کچھ دیر اور انتظار کریں" عمران نے کہا۔ اصل حقیقت سامنے آجائے گی کہ شلنز کون ہے۔؟

"ہونہہ" امریکی سفیر نے ہنکارہ بھرا تھا ٹھیک اسی لمحے ٹرانسیمٹر پر اشارہ موصول ہوا اور عمران نے ٹرانسیمٹر آن کر دیا اس بار آنے والی کال عمران کی فری کوئنسی پر تھی۔

"عمران بول رہا ہوں" عمران نے کہا۔

"صفدر۔ وہ ساحلی تفریح گاہ والی سڑک پر مڑا ہے اور یہاں سے اسنے گاڑی تبدیل کی ہے"

"اب وہ جس گاڑی میں ہے اسکا رنگ۔؟

"آسمانی ہے اور وہ ویگن سے ملتی جلتی گاڑی ہے ایسی گاڑیاں ہمارے ملک میں کم ہی نظر آتی ہیں"

"ٹھیک ہے پیچھے لگے رہو" عمران نے کہا پھر رابطہ منقطع کر کے اسنے

دوسری فری کوئینسی ملاتی یہ وہ فری کوئنسی تھی جس پر سیکرٹ سروس کے سارے ارکان سے بیک وقت بات کی جا سکتی تھی۔ وہ بولنے لگا۔

"ہیلو آل الرٹ آسمانی گاڑی پہونچنے والی ہے اسکے قادر خان کے پاس پہونچتے ہی گھیرا تنگ کرتے چلے جانا۔ اوور"

اوور کہتے ہی عمران نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔ امریکی سفیر بڑے غور سے عمران کو باتیں کرتا دیکھ رہا تھا۔

"آپ کے اور بھی آدمی یہاں ہیں۔؟" سفیر نے پوچھا تھا۔

"جی ہاں" عمران نے کہا۔ تب ہی اسے گھیرا جا سکے گا"

"کیا ایسا نہیں ہے کہ شلنر قادر کو بلیک میل نہ کر رہا ہو بلکہ قادر شلنر کو بلیک میل کر رہا ہو۔؟"

"اس کے لئے بھی ہم نے انتظام کر رکھا ہے" عمران نے کہا۔ قادر خان کے کوٹ پر بگ لگا ہوا ہے آپ انکی گفتگو ٹرانسمیٹر پر سن سکیں گے"

"اوہ" سفیر کے منہ سے نکلا تھا۔

"لیجئے وہ آ پہونچا" عمران نے کہا۔

نگاہیں سامنے سے آنے والی آسمانی گاڑی کی جانب لگی ہوئی تھیں وہ گاڑی قادر خان والی گاڑی کے پاس آکر رک گئی اور اس میں سے ایک آدمی اتر کر قادر خان کے سامنے آ گیا۔

"یہ تو شلنر ہی ہے" سفیر کے منہ سے نکلا۔

"آپ انکی گفتگو بھی سنیں" عمران نے کہا اور فری کوئینسی

تبدیل کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"کیا حال ہے قادر خان۔؟" شلنر کی آواز ابھری۔

"کون ہو تم۔؟" قادر خان کی آواز آئی۔

"کوبرا" شلنر کی آواز آئی اور ریسیور چونک پڑا۔

"کوبرا کون۔؟" قادر خان نے پوچھا۔

"جس نے تمہیں کل یہاں ملنے کے لئے بلایا تھا" شلنر کی آواز آئی۔ کیا تم کاغذات کی فوٹو کاپیاں لے آئے ہو۔؟

"ہاں تمہاری ہدایت کے مطابق وہ بریف کیس میں بند ہیں لو کھول کر دیکھ لو" قادر خان نے ایک بریف کیس شلنر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ مکمل کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ ہیں"

"گڈ" شلنر نے بریف کیس کھول کر دیکھنے کے بعد کہا۔ اب میں واقعی تمہیں بھول جاؤں گا مسٹر قادر"

"یہ تو بتا دو کہ یہ کاغذات تم کس ملک کے لئے......"

"اس منصوبے کے بارے میں تمہارے دشمن پڑوسی ملک نے مجھے ہائر کیا تھا" شلنر نے کہا۔ اب یہ میں ان کو پہنچا دوں گا"

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایک امریکی پریس اتاشی اتنا بڑا مجرم بھی ہو سکتا ہے" قادر خان نے کہا۔

"کیا۔؟" شلنر نے کہا۔ "تم مجھے جانتے ہو مگر کیسے۔؟"

"اخبارات میں تمہاری تصویریں دیکھی تھیں" قادر خان نے کہا۔

اگر تم خود نہ آتے تو میں تمہاری اصلیت کبھی نہ جان پاتا۔"

"میں کوبرا ہوں یہ صرف تمہیں علم ہے۔" شلنز نے کہا۔ "اور میں اس راز کو جاننے والے کو زندہ نہیں چھوڑا کرتا۔"

کہتے ہی شلنز نے تیزی سے ریوالور نکالا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا کسی جانب سے خاموش فائر ہوا اور شلنز کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا اسنے چونک کر فائر کی سمت دیکھا ہی تھا کہ ایک تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔

"دونوں ہاتھ اٹھا لو ورنہ۔؟"

لیکن جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی شلنز گاڑی کی جانب جھپٹا تھا پھر وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی حرکت میں آ گئی پے در پے کئی فائر ہوئے تھے مگر کوئی گولی شلنز کی گاڑی کا کچھ نہ بگاڑ سکی مگر اسے کچھ آگے بڑھتے ہی رکنا پڑا تھا۔

کیونکہ دائیں بائیں سے نکلنے والی گاڑیوں نے اسکا راستہ روک لیا تھا شلنز نے گاڑی ایک جانب کاٹی اور اسے دوڑانے لگا راستہ روکنے والی گاڑیاں اسکے پیچھے تھیں عمران نے بھی اپنی گاڑی اسکے تعاقب میں ڈال دی۔

"میں شلنز کو ایسا نہیں سمجھتا تھا۔" سفیر بڑبڑایا۔

لیکن عمران نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا سیکرٹ سروس کے ارکان نے سڑک کی پوری طرح ناکہ بندی کر رکھی تھی۔

ایک فرلانگ دور کھڑا ہوا ایک ٹرک اچانک حرکت میں آیا اور اس نے پوری سڑک کو اس طرح بلاک کر دیا کہ ایک موٹر سائیکل کے گزرنے کی جگہ بھی نہیں رہی تھی۔ سڑک دو سو فٹ چوڑی ضرور تھی مگر کھڑی ہوئی گاڑیوں نے اسکی چوڑائی پچاس فٹ سے بھی کم کر دی تھی۔

شلنز کی گاڑی نے بڑی تیزی سے ٹرن لیا اور وہ سمندر کے اوپر دور تک گئے ہوئے پشتے پر چڑھ کر رک گئی پھر اس کا دروازہ کھلا اور شلنز باہر نکل آیا عمران بھی گاڑی سے اتر آیا تھا سیفر عمران کے برابر ہی آ کھڑا ہوا تھا۔

"مسٹر عمران مجھے حیرت ہے تم میری اصلیت کیسے جان گئے۔ شلنز نے چلا کر کہا۔ بہرحال کچھ بھی ہو تم مجھے پکڑ نہیں سکو گے"

"اب تمہارے پکڑے جانے میں رہ ہی کیا گیا ہے۔؟" عمران نے کہا۔

"بہت کچھ" شلنز نے کہا پھر سیفر سے مخاطب ہوا۔ "ہز ایکسی لینسی میں اصل شلنز نہیں ہوں وہ بے چارہ زمین کی گہرائیوں میں دفن ہے میں تو اسکے میک اپ میں ہوں"

"اوہ۔؟" سیفر کے منہ سے نکلا تھا۔

"ہاں تو مسٹر عمران میں جا رہا ہوں۔؟"

"کہاں۔؟" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ سمندر کے اندر۔؟"

"ہاں" شلنز نے کہا۔ میں نے عہد کیا ہوا ہے کہ میں زندہ کبھی قانون نافذ کرنے والوں کے ہاتھ نہیں لگوں گا"

"خودکشی کرو گے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"تمہارے ہاتھوں پکڑے جانے سے بہتر ہے کہ خودکشی ہی کر لوں۔" شلنز نے کہا اور پھر بڑی تیزی سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"اسے روکو۔" عمران چلایا پھر وہ اپنی گاڑی کی جانب جھپٹا تھا مڑتے ہوئے اسنے فائرنگ کی آواز سنی تھی سیکرٹ سروس کے ارکان شلنز کی گاڑی کے ٹائروں پر فائر کر رہے تھے۔

مگر شلنز کی گاڑی کے ٹائروں کا کچھ نہیں بگڑا وہ حرکت میں آئی اور اس سے پہلے کہ عمران کچھ کر سکتا وہ طوفانی رفتار سے پشتے پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور ایک جھٹکے سے سمندر میں گرتی چلی گئی اسکی اسپیڈ اتنی تھی کہ وہ پشتے سے بہت دور گری تھی۔

چند سیکنڈ وہ فضا میں تیرتی ہوئی آگے بڑھی تھی پھر وہ پانی میں گری اور ڈوبتی چلی گئی۔ چند لمحے پانی کی سطح پر بلبلے بنتے رہے پھر وہ بھی معدوم ہو گئے۔

/

عمران نے بحریہ کے غوطہ خوروں کے ذریعے اس جگہ کو دور دور تک چھان مارا تھا جہاں شلنز یا کوبرا کی گاڑی گری تھی مگر غوطہ خوروں

کو اس گاڑی کا ایک پرزہ تک نظر نہیں آیا تھا پھر عمران نے راڈر بردار آبدوزوں کو ایکسٹو کی حیثیت سے طلب کر لیا تھا انکی تلاش بھی ناکام رہی اور آسمانی گاڑی کا کوئی پتہ نہیں چل سکا نجانے وہ سمندر کے کس حصے میں جا گری تھی۔

اس وقت وہ سب دانش منزل کے اس کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جہاں ایکسٹو ان کو تفصیلات بتایا کرتا تھا کمرے میں ایکسٹو کی آواز گونج رہی تھی۔

تم لوگوں کو جو ٹیڑھے کان اور چھ انگلیوں والی عورت کو تلاش کرنے کے لئے کہا گیا تھا وہ یہی دونوں تھے شلنز اور شاردا۔ یعنی کوبرا اور اسکی دست راست شلنز کو تلاش کرنے کا سہرا صفدر کے سر ہے اور شاردا کی پہچان خاور اور تنویر نے کی تھی۔

تم لوگوں کو یہ سن کر بھی حیرت ہو گی کہ ڈینجر مین کوبرا اور شلنز تینوں ایک ہی آدمی کے نام ہیں کوبرا اسکا اصل نام ہے اور اس کے یہاں آنے کا مقصد سر دست ملک کے اہم ترین دفاعی رازوں کو حاصل کرنا نظر آتا ہے۔"

کہنے کے ساتھ ہی ایکسٹو کوبرا کے بارے میں بتاتا چلا گیا پھر بولا۔

ابھی کچھ اور لوگ بھی ہیں جنہیں کوبرا بلیک میل کر کے

وقاعی نوعیت کے راز حاصل کرنا چاہتا تھا مگر وہ اس معاملے میں ناکام رہا ہے کیونکہ وہ محب وطن لوگ ہیں اور انہوں نے کوبرا کے ہاتھوں بلیک میل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

قادر خان بھی محب وطن ہے اور میرے کہنے پر ہی اس نے شلٹز یعنی کوبرا کے لئے جعلی کاغذات تیار کر کے انکی فوٹو کاپیاں بنا کر کوبرا کے حوالے کی ہیں۔ کہنے کے ساتھ ہی ایکسٹو، قادر خان کے بارے میں تفصیل بتاتا رہا پھر بولا۔

کوبرا کے بارے میں کوئی یہ نہ سوچے کہ وہ ڈوب گیا ہے اس وقت تک جب تک کہ آسمانی گاڑی یا اس کا ڈھانچہ اور شلٹز اور شاردا کی لاشیں نہیں مل جاتیں تم لوگوں کو اپنی آنکھیں ہر وقت کھلی رکھنی ہونگی سمجھ گئے۔؟

"یس چیف" جولیا نے کہا۔ کیا امریکی سفارتخانے سے ۔۔۔۔۔"

"کوبرا کا امریکی پریس اتاشی سے کوئی تعلق نہیں ہے" ایکسٹو نے بات کاٹ کر کہا۔ وہ اصلی شلٹز کو قتل کر کے اسکے میک اپ میں یہاں آیا تھا اور اس کا اعتراف اسنے خود کیا ہے۔؟

"کیا کوبرا کی بات پر اعتبار کیا جا سکتا ہے چیف" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شلٹز کی رہائش گاہ سے سفیر کی موجودگی میں جو کاغذات ملے ہیں ان پر اصل شلٹز کے دستخط ہیں اور وہ دستخط موجودہ شلٹز یعنی کوبرا کے دستخطوں سے مختلف ہیں"

"اوہ" جولیا نے سر ہلایا۔

"اسکے علاوہ بھی ایسے ثبوت وہاں سے ملے ہیں جو کہ کوبرا کو نقلی شلٹز ثابت کرتے ہیں" ایکسٹو نے کہا۔ میں نے عمران کے ذریعے شلٹز کی رہائش گاہ پر بگ لگوا دیئے تھے اور ان کے ذریعے شارعا اور شلٹز کی ۔۔۔۔ ایک گفتگو بھی ریکارڈ کی گئی تھی جس میں کوبرا نے شاردا سے کہا تھا کہ وہ اب شلٹز کا روپ ختم کرنا چاہتا ہے کیونکہ اسے اطلاع ملی ہے کہ اصل شلٹز کے دستخطوں والی کچھ فائلیں یہاں آنے والی ہیں اور ان کے یہاں پہونچتے ہی اسکا بھانڈا پھوٹ جائے گا"

"تو گویا امریکی سفارتخانے سے شلٹز یعنی کوبرا کا کوئی تعلق نہیں تھا چیف ۔؟" جولیا نے کہا۔

"نہ امریکی سفارتخانے سے نہ حکومت سے" ایکسٹو نے کہا۔ وہ ایک مجرم تھا اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اسنے شلٹز کو مار کر اسکی جگہ لی تھی بہرحال سردست کیس ختم ہو گیا اب کسی کو کچھ اور پوچھنا ہے ۔؟

"نو سر" جولیا نے کہا اور ٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایکسٹو کی آواز معدوم ہوتی چلی گئی۔

"ختم شد"

ہنگامے ہی ہنگامے سسپنس ہی سسپنس

عمران سیریز کا نہ بھولنے والا ناول

ہینڈ آف ڈیتھ

مصنف ــــــــــ ایس قریشی

٥ ـ اُن خفیہ ہاتھوں کی کہانی جو متوازی حکومت چلا رہے تھے۔ وہ کس کے ہاتھ تھے۔؟

٥ ـ ایک پورا شہر ان خفیہ ہاتھوں کی زد میں تھا وہ جب چاہتے جہاں چاہتے موت کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ مگر کیوں۔؟

٥ ـ عمران نے ان ہاتھوں کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو اسکا فلیٹ تباہ کر دیا گیا۔

٥ ـ کیا عمران مر گیا۔؟ کیا عمران خفیہ ہاتھوں کو بے نقاب کرنے میں کامیاب رہا۔؟

ہنگاموں اور سسپنس سے بھرپور کہانی۔ آج ہی طلب کیجئے

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی ـ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹



ڈاکٹر حامد حسن، ممتاز علی کیانی، عقیل قریشی
محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین
محمد نعمان، ساگر زمان، ناصر محمود بلوچ

